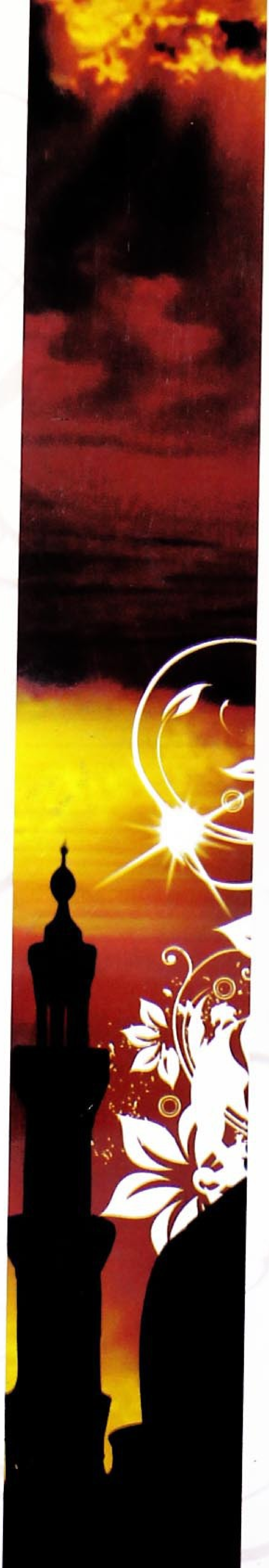

ٹوپی کی شرعی حیثیت

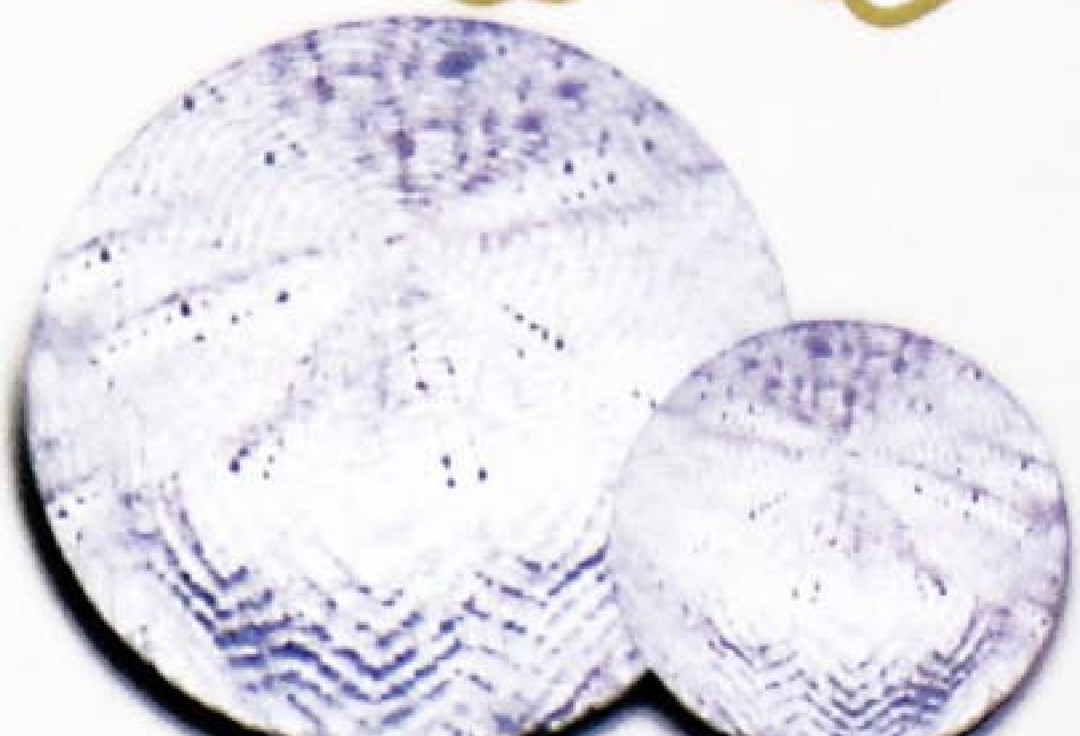

تالیف

مولانا روح اللہ نقشبندی غفوری

پسند فرمودہ

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا قاضی عبداللطیف کلاچوی صاحب دامت برکاتہم

فاضل دارالعلوم دیوبند

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا مفتی محمد عاصم زکی صاحب دامت برکاتہم

استاذ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ عمر فاروق

Marfat.com

Marfat.com

ٹوپی کی شرعی حیثیت

تالیف

محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

پسند فرمودہ

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا قاضی

عبداللطیف صاحب کلاچوی دامت برکاتہم

فاضل دارالعلوم دیوبند

پسند فرمودہ

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا

مفتی محمد عاصم زکی صاحب دامت برکاتہم

استاذ جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، کراچی

ناشر

مکتبہ عمر فاروق، 4/501، شاہ فیصل کالونی، کراچی، فون: 4594144

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام .... ٹوپی کی شرعی حیثیت

باہتمام .... فیاض احمد

تاریخ اشاعت جدید .... رجب المرجب ۱۴۲۸ھ بمطابق جولائی ۲۰۰۸ء

تعداد ۱۱۰۰

صفحات ۱۵۹

ناشر .... مکتبہ عمر فاروقؓ۔

شاہ فیصل کالونی نمبر ۴، کراچی

فون: 021-4594144 - 0334-3432345

ملنے کے دیگر پتے

دارالاشاعت، اردو بازار کراچی

ادارۃ القرآن، لسبیلہ چوک کراچی

مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور

مکتبۃ الحسن، اردو بازار لاہور

مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور

کتب خانہ رشیدیہ، راولپنڈی

مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

دارالقرآن اکیڈمی، محلہ جنگی، پشاور

ضروری گزارش

تمام قارئین کی خدمت میں عاجزانہ گزارش ہے کہ اس کتاب میں حتی الامکان حوالہ جات اور تصحیح کی بھرپور کوشش کی گئی ہے پھر بھی اگر کوئی غلطی آپ کو نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں۔ ہم آپ کے نہایت شکرگزار ہوں گے اور آئندہ ایڈیشن میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس غلطی کی اصلاح کردی جائے گی۔

Marfat.com

فہرست عنوانات

نمبر شمار عنوان	صفحہ نمبر
☆......نذرِ حقیر ببارگاہِ رسالت مآب ﷺ	۸
☆......انتساب	۹
☆......پسند فرمودہ	۱۰
☆......تقریظ	۱۱
☆......تقریظ	۱۲
☆......ابتدائی باتیں	۱۳
☆......سنت سے محبت پر انعام	۱۴
☆......سرکارِ دوجہان نبی اکرم ﷺ کے ارشادات مبارکہ	۱۴
☆......فیشن پرست مسلمان متوجہ ہوں	۱۵
☆......تمام سنتیں خداوند قدوس کو پسند ہیں	۱۵
☆......سنت کو زندہ کرنے کا ثواب	۱۵
☆......خاتم النبیین ﷺ کی وصیت مبارک	۱۶
☆......ترکِ سنت پر وعید	۱۶
☆......اظہارِ حقیقت	۱۸
☆......ننگے سر نماز کی حقیقت	۱۸
☆......لباس کے متعلق قرآنی حکم	۱۹
☆......عمامہ، ٹوپی پہننا فطرتِ انسانی ہے	۲۰

Marfat.com

پہلا باب: حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ کی ٹوپیوں کا ذکر

☆......حضور اقدس ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے......۲۳
☆......آپ ﷺ کے پاس تین ٹوپیاں تھیں......۲۳
☆......سفید چپٹی ہوئی ٹوپی......۲۳
☆......آپ ﷺ کی سفر و حضر ٹوپی......۲۴
☆......عمامہ کو ٹوپی پر باندھنا......۲۴
☆......رسول اللہ ﷺ کا لباس......۲۸
☆......کُرتہ......۲۸
☆......کُرتے کے گریبان کا کھلا ہونا......۲۹
☆......حِبرہ (چادر)......۲۹
☆......قیمتی جبہ اور قیمتی چادریں......۲۹
☆......عمامہ......۲۹
☆......ٹوپی......۳۰
☆......عمامہ اور ٹوپی......۳۰
☆......ٹوپی کی دو قسمیں ہیں......۳۰
☆......صرف ٹوپی پہننے کا ثبوت......۳۱
☆......ننگے سر ہونے کی ابتداء......۳۲
☆......غیر مسلموں کی مشابہت ناجائز ہے......۳۴
☆......حضور ﷺ کیسی ٹوپی پہنتے تھے......۳۵
☆......ایک سوال اور اس کا جواب......۳۵
☆......ٹوپی اور عمامہ دونوں مسنون ہیں......۳۵

Marfat.com

☆......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کی ٹوپیوں کا ذکر......۳۶

دوسرا باب: ٹوپی سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنسی تحقیقات کے آئینہ میں

☆......ٹوپی: سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنسی تحقیقات......۳۹
☆......ٹوپیوں اور ہیٹ کے فائدے......۳۹
☆......ٹوپی پر ایک یورپی محقق کی ریسرچ......۴۲
☆......کسی ہوئی ٹوپی نہیں پہننی چاہئے......۴۲
☆......بال بچاؤ ٹوپی کی ایجاد......۴۳
☆......ٹوپی سے جلد کے سرطان کا بچاؤ......۴۴
☆......ٹوپی کی افادیت اور میڈیکل سائنس......۴۴
☆......ٹوپی کی برکت......۴۵

تیسرا باب: ٹوپی اور عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنے پر ایک علمی تحقیق

☆......ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنے پر ایک مختصر تحقیق احادیث رسول ﷺ کے آئینہ میں......۴۹
☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد......۵۰
☆......حضور اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک......۵۱
☆......عمامہ ٹوپی پہننا فطرت انسانی ہے......۵۱
☆......صرف ٹوپی پہننے کا ثبوت......۵۱
☆......ٹوپی سے نماز کے جواز کے مزید دلائل......۵۳
☆......صاحب فتاویٰ عالمگیری کی تحقیق......۵۵

Marfat.com

☆......البحرالرائق میں ہے......۵۵
☆......احیاء العلوم میں ہے......۵۶
☆......شرح جامع الصغیر سے حدیث شریف......۵۷
☆......ترمذی شریف میں ہے......۵۷
☆......ٹوپی سے سر ڈھانپنا ایک اسلامی تہذیب ہے......۵۸
☆......آپ ﷺ کی ٹوپی مبارک......۵۸
☆......حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ''برنس'' ٹوپی......۶۱
☆......تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کے زمانے میں ٹوپی......۶۲
☆......ننگے سر رہنا مکروہ بھی اور انتہائی قبیح فعل ہے......۶۳
☆......دوسرا پہلو اور تصویر کا دوسرا رخ......۶۴
☆......ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے......۶۶
☆......حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ کا فتویٰ......۶۶
☆......ایک وہم اور اس کا ازالہ......۷۰

چوتھا باب: ننگے سر نماز کا تحقیقی جائزہ

☆......تمہید......۷۳
☆......فضائل نماز با عمامہ......۷۳
☆......ننگا سر کس کا......۷۴
☆......ازالۂ وہم......۷۶
☆......نوٹ......۷۶
☆......قواعد الحدیث......۷۶
☆......قائلین ننگے سر نماز کے دلائل......۷۸
☆......دلائل غیر مقلدین......۷۸

Marfat.com

☆......آخری اور مضبوط سہارا............ ۸۱
☆......جوابات............ ۸۲
☆......خلاصہ کلام............ ۸۵
☆......غیر مقلدین کا ننگا سر اور ان کے اقوال و فتاوی............ ۸۶
☆......ابن لعل دین غیر مقلد کی مدلل تحریر............ ۸۶
☆......فتاویٰ علمائے اہل حدیث............ ۸۷
☆......غیر مقلد علماء کی مزید تحقیق............ ۸۸
☆......کچھ سوالات واستفسارات............ ۹۰

پانچواں باب: ٹوپی پہننے کی شرعی حیثیت اہل علم حضرات کے فتاویٰ کی روشنی میں

☆......اہل علم حضرات کے متفقہ فتاویٰ............ ۹۴
☆......عظمت باری تعالیٰ اور ٹوپی کی اہمیت............ ۹۵
از حاجی قاری حافظ مولانا حبیب احمد صاحب مدظلہم العالی
☆......بغیر پگڑی کے صرف ٹوپی پہننے کا شرعی حکم............ ۱۰۵
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم، کراچی کا پہلا فتویٰ
☆......ٹوپی پہننے کی شرعی حیثیت............ ۱۱۲
جامعہ دارالعلوم، کراچی کا دوسرا فتویٰ
☆......ٹوپی یا عمامہ کے ساتھ نماز پڑھیے............ ۱۱۷
حضرت اقدس محمد عمر فاروق صاحب لوہاری، لندن
☆......جامعہ اسلامیہ امداد العلوم، کراچی کا فتویٰ............ ۱۲۸
☆......ننگے سر نماز کا مسئلہ............ ۱۳۲
مناظر اہل سنت حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ
☆......ننگے سر نماز پڑھنے کو فقہاء کرام نے مکروہ لکھا ہے............ ۱۴۴
فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچوی مدظلہ
☆......ضمیمہ............ ۱۴۷

Marfat.com

نذرِ حقیر

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

سید الرسل، سید المرسلین، سید الانبیاء، محبوب خدا، شفیع المذنبین، رحمۃ للعلمین، سید الانس والجان، حضور شفیع یوم النشور، حضور افضل الرسل، تاجدار کونین، ساقی کوثر، شافع محشر، سرور انبیاء، حبیب کبریا، سیدنا نعمت اللہ آخر الانبیاء، خلیفۃ اللہ الاعظم، خاتم النبیین، مظہر اللہ الاتم، نعمۃ اللہ الاکرم، رسول الکل، حضور رحمت مجسم، حضور سید ولد آدم، سید کونین، حضور خیر الرسل، حضور سیدنا مخزن اسرار اللہ، سید الاولین والاخرین۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

گر قبول افتد زہے عز و شرف

شفاعت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا محتاج

سراپا عیوب و عاصی ولاشئی

محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

Marfat.com

انتساب

سرمایۂ خاندان نقشبند، غواص بحر حقیقت، غواص دریائے حقیقت، شہسوار میدان طریقت، مہر شریعت، بدر طریقت پیشوائے واقفان طریقت، حضرت مولانا شمس الرحمن العباسی نقشبندی غفوری دامت برکاتہم وفیوضہم خلیفۂ اجل عارف باللہ فانی فی اللہ یگانۂ جہاں ومقتدائے زماں، منبع اسرار، مرقع انوار، مرشد برحق حضرت مولانا شاہ عبدالحق صاحب عباسی نقشبندی غفوری نوراللہ مرقدہ کے نام منسوب کرتا ہوں۔

جن کی نگاہ عارفانہ کے طفیل علم دین کی تمام تر مشکلیں راقم کے لئے آسان ہو گئیں اور ساتھ ساتھ ان کے اسم گرامی سے معنون کر کے فخر و مباہات اخروی کا سرمایہ بہم پہنچاتا ہوں۔ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

کسی کی سمت نہ دیکھا ترے حصول کے بعد
یہی دلیل مرے حسن انتخاب کی ہے

بندۂ ناچیز وسراپا عیوب
محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

Marfat.com

پسند فرمودہ

شیخ التفسیر والحدیث حضرت اقدس مولانا قاضی عبداللطیف صاحب کلاچوی دامت برکاتہم فاضل دارالعلوم دیوبند

گرامی قدر محترم مولانا محمد روح اللہ نقشبندی غفوری کثیر التصانیف زادت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی خیر وعافیت سے ہوں گے۔

برخوردار مولوی محمد ہاشم صاحب کی وساطت سے تین کتب تجلیات غفوری، منذائے اسلام اور صوفیائے کرام کے آخری لمحات، مساجد کو شہید اور مسمار کرنے پر شرعی حکم تعداد کے لحاظ سے تین عدد کتب کا ہدیہ عنایت فرمایا، میرے نزدیک یہ خزانہ لازوال ہے، احباب کو ہدایا پیش کرنا صرف رسم نہیں سنت نبوی ﷺ بھی ہے، حق تعالیٰ اس احسان عظیم کو جانبین کی فلاح کا ذریعہ گردانے، ممنون ہوں............ میرے نزدیک آپ کی یہ مبارک خدمات انشاء اللہ صدیوں تک قائم اور دائم ہوں گے۔ جزاک اللہ

مزید کتب سے بھی فیض حاصل کیا، ٹوپی کی شرعی حیثیت، اسلامی پہیلیاں، ان کے چند اجزاء دیکھے بہت پسند آئے اور آخر میں دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے، آمین

قاضی عبداللطیف

ازکلاچی ۲۲/۵/۰۸

Marfat.com

تقریظ

عالم باعمل، پیکرِ اخلاص
حضرت مولانا مفتی اظہار احمد بخشی صاحب دامت برکاتہم
دارالافتاء جامعہ امداد العلوم، ناظم آباد، کراچی

دورِ حاضر میں مغربی تہذیب کی یلغار اور اس پر مستزاد روشن خیالوں کے افکار نے مسلمانوں کو نہ صرف حیران و پریشان کیا ہوا ہے بلکہ عملاً بھی مسلمان اس سراب کے دھوکے میں آچکے ہیں، مسلمانوں میں پیدا ہونے والے اس انتشار کی وجوہات صرف اور صرف قرآن کریم کی تعلیمات سے ناواقفی اور آپ ﷺ کی سنتوں سے انحراف ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''ٹوپی کی شرعی حیثیت'' اسلامی تعلیمات اور تشخص سے ناواقفی پر آگاہی کی روشن دلیل ہے، جس میں مؤلف کتاب ''مولانا محمد روح اللہ نقشبندی غفوری حفظہ اللہ'' نے پوری جانفشانی کے ساتھ محققانہ انداز میں اس مسئلہ کے حدود اربعہ اور خدوخال کو واضح کیا ہے نیز آنحضرت ﷺ کے لباس سے متعلق بھی احادیث مبارکہ ذکر کیں ہیں، اس کے علاوہ جدید سائنسی تحقیقات کے ضمن میں ٹوپی اور سر ڈھانپنے کی افادیت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے، جس سے ٹوپی کے استعمال کی دینی اور دنیاوی منفعت واضح ہوئی۔

اللہ تعالیٰ مؤلف کتاب اور قارئین سب کے لئے اس تالیف کو ہدایت اور ذخیرہ آخرت کا سبب بنائے اور اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت نصیب فرمائے۔ آمین

احقر الی اللہ

اظہار احمد بخشی

21/06/08

Marfat.com

تقریظ

نمونہ اسلاف، علم وعمل کا سنگم، فضیلۃ الشیخ
حضرت مولانا مفتی محمد عاصم زکی صاحب دامت برکاتہم
استاذ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، کراچی

عزیزم محترم مولانا محمد روح اللہ نقشبندی غفوری جن کو اللہ تعالیٰ نے علمی وادبی ذوق وشوق نیز بزرگانِ دین وصوفیاء کرام کی کتب کا مطالعہ اور اس میں سے عامۃ الناس کے لئے مفید کلمات، ملفوظات وواقعات کو جمع کر کے شائع کرنے کا خاص ملکہ عطا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو "خیر الناس من ینفع الناس" کا مصداق بنادے۔ آمین۔

اسی شوق وامت کا درد رکھنے کی بناء پر مولانا موصوف نے کئی مفید کتب تالیف فرمائی ہیں جو مختلف اشاعتی اداروں نے اپنے ہاں سے شائع کی ہیں، جیسے ....

چونکہ آج کل خصوصاً نوجوان طبقہ میں بغیر ٹوپی ننگے سر نماز پڑھنے کا طریقہ رواج پا گیا ہے اور ٹوپی پہننے کی اہمیت ان کے دلوں سے نکل چکی ہے اس لئے مولانا موصوف نے خصوصی طور پر اس موضوع پر بھی قلم اٹھا کر ایک گرانقدر تصنیف فرمائی، جس کا نام "ٹوپی کی شرعی حیثیت" لکھا۔ بندہ عدیم الفرصتی کی وجہ سے پوری کتاب تو نہیں دیکھ سکا البتہ مختلف مقامات سے سرسری طور پر دیکھا اور اپنے موضوع پر مفید ترین کوشش کے درجہ پر پایا۔

موصوف کی کتاب میں پانچ ابواب .... ہیں ان ابواب کی ترتیب سے کتاب کا موضوع اور فائدہ نمایاں ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور ان کی اس محنت کو مسلمانوں کی ہدایت اور وحدتِ اسلامی کا مظہر بننے کا ذریعہ بنائے، آمین وصلی اللہ وسلم علی النبی الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

فقط والسلام

محمد عاصم زکی

استاذ جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، کراچی

٢٠ جمادی الاخریٰ ١٤٢٩ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائی باتیں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ....امابعد

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (پ۳، سورہ آل عمران)

شافع محشر ساقی کوثر حضور اقدس ﷺ کی محبت لازمی امر ہے بلکہ آپ ﷺ نے تو ایمان کا دارومدار اپنی محبت کو بتایا ہے۔

کما قال صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین (متفق علیہ)

تم میں سے کوئی ایک مؤمن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ مجھے اپنے والدین اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ مانے۔

اس حدیث پاک سے یہ ثابت ہوا کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب نبی حضرت محمد ﷺ کو تمام چیزوں سے زیادہ محبوب رکھے، اور محبت کی علامت ہوتی ہے کہ وہ جس سے محبت کرتا ہے اس کی ہر ادا کو اپناتا ہے، اس کے ہر ہر فرمان پر لبیک کہتا ہے، کیا محبت اسی کا نام ہے کہ اپنے محبوب نبی ﷺ کی سیرت وصورت سے عداوت اور ان کے دشمن انگریز کی تہذیب وتمدن سے پیار......!

Marfat.com

. . . . شرم تم کو مگر آتی نہیں

آجکل کے مسلمان اپنے پیارے محبوب نبی ﷺ کے فرامین مبارکہ پڑھ کر ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ آپ لوگ کس راستہ پر گامزن ہیں؟

بلکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ

اس نئی تہذیب کے گندے ہے انڈے
اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں

سنت سے محبت پر انعام

عن انس قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم یا بنیّ من أحب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنة (رواہ الترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹا! جس شخص نے میری سنت سے محبت کی تو یقیناً اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی تو وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف عربی صفحہ ۳۰)

سرکارِ دوجہاں نبی اکرم ﷺ کے ارشاداتِ مبارکہ

کتب احادیث میں سرکار دو جہاں ﷺ کے ارشادات بار بار ملتے ہیں جن کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اپنے نبی ﷺ کی مبارک سنتوں پر چلنا بے حد ضروری ہے، اور سنتوں کے خلاف عمل کرنا سخت خسارہ کی بات ہے، آنحضرت ﷺ کے چند ارشادات مبارکہ ذیل میں ملاحظہ فرمایئے:

(۱) جو میری سنت پر عمل نہ کرے وہ میرا نہیں ہے

(۲) جو دوسروں کے طریقے پر چلے وہ ہم میں سے نہیں ہے

Marfat.com

(۳) جو میرے طریقے سے منہ پھیر لے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے

(۴) جس نے میری سنت برباد کی اس پر میری شفاعت حرام ہے۔

(فتاوی رحیمیہ ج ۲ص ۴۰۴، ۴۰۵)

فیشن پرست مسلمان متوجہ ہوں

اللہ، اللہ کس قدر تاکید فرمائی ہے آقائے دو جہاں ﷺ نے اپنی سنتوں پر عمل کرنے کی، ہمارے فیشن پرست مسلمان ذرا ان ارشادات کو بغور مطالعہ تو فرمائیں اور خوب سوچ لیں کہ کیا ہم امریکہ، کینیڈا، یورپ اور روس میں بسنے والی قوموں کی تقلید کریں گے یا ہمارے سرکارِ دو عالم ﷺ کی مبارک سنتوں پر چلیں گے۔

آخر کبھی تو ان سب باتوں پر غور کرو، کبھی تو عمل کرنے کی سوچو، آخر ہمیں مرنا ہے یا نہیں؟

تمام سنتیں خداوند قدوس کو پسند ہیں

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام سنن خداوند عالم کے پسند فرمودہ ہیں اور جو چیزیں خلافِ سنت ہیں وہ شیطان کی پسند کردہ ہیں۔ (مکتوبات جلد اصفحہ ۲۵۵)

سنت کو زندہ کرنے کا ثواب

غرض حضور ﷺ نے اتباع سنت کی بہت ہی تاکید فرمائی جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے:

من احیی سنة من سنتی قد امیت بعدی فان له من الاجر مثل اجور من عمل بها من غیر ان ینقص من اجورهم شیئا. (اطاعت رسول ﷺ ص ۱۲۶)

جس نے میری سنتوں میں سے کسی سنت کو جو مردہ ہو چکی تھی،

Marfat.com

زندہ کیا تو اس کو ان سب لوگوں کے برابر ثواب ملے گا، جو اس پر عمل کریں گے اور ان عمل کرنے والوں کے ثواب میں کمی نہیں کی جائیگی۔

آج اگر ہم اپنے معاشرے کا جائزہ لیں تو پتہ چلے گا کہ اس وقت بے شمار سنتیں ایسی ہیں جن پر عمل نہیں ہو رہا ہے گویا کہ وہ مردہ ہو چکی ہیں بلکہ ان سنتوں کا مذاق اڑایا جا رہا ہے طرح طرح کی تاویلیں کی جا رہی ہیں بس ایک زریں موقع ہمارے سامنے ہے اللہ کا نام لے کر آگے ہم بڑھیں اور سنتوں پر عمل کرنا شروع کر دیں اور اس ثواب عظیم کے مستحق بن جائیں، خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔

خاتم النبیین ﷺ کی وصیت مبارک

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جاتا ہوں جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے، ایک اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید اور ایک اللہ کے رسول ﷺ کی سنت'' ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں ترکت فیکم ثقلین میں تم میں دو بوجھل (بھاری) چیزیں چھوڑ کر جاتا ہوں، جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے، ایک اللہ کی کتاب، دوسرے میری سنت، جب بھی سنت کا دامن ہاتھ سے چھوٹے گا پھر گمراہی ہی گمراہی ہے گویا سنت کی اتباع کرنے والا راہ راست پر ہوگا اور سنت کو ترک کرنے والا گمراہ ہوگا۔

ترک سنت پر وعید

آیئے اب ہم دیکھیں کہ حضور ﷺ کی مبارک سنتوں کی مخالفت کرنے اور ان کو ترک کرنے والوں کے بارے میں آپ ﷺ کے کیا ارشادات ہیں، سینکڑوں احادیث میں ایسے لوگوں کے بارے میں وعیدیں آئی ہیں، لیکن اختصار کے لئے یہاں پر صرف دو ہی احادیث درج کی گئی ہیں جن سے اندازہ ہو جائے گا کہ سنت کے

Marfat.com

ترک کرنے پر آقائے دو جہاں حضور ﷺ کس قدر ناراض اور خفا ہوتے ہیں اور آپ ﷺ پر یہ کس قدر ناگوار گزرتا ہے۔

(۱)..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ چھ آدمیوں پر میں بھی لعنت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ بھی لعنت فرماتا ہے اور ہر نبی مستجاب الدعوات ہوتا ہے، پھر آپ ﷺ نے ان چھ آدمیوں کے بارے میں فرمایا جن میں سے ایک ''تارک سنت'' بھی ہے یعنی ان چھ قسم کے افراد میں سنت کا چھوڑنے والا بھی ہے۔ (اطاعت رسول ﷺ، ص ۴۹)

واقعی ہمارے لئے یہ سوچنے کا مقام ہے کہ ہم کس قدر غفلت کے اندھیرے میں پڑے ہیں، سنتوں کو ہلکا جان رہے ہیں اور بعض تو ان کو حقارت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ ایسے افراد پر لعنت فرما رہے ہیں۔

خدارا سوچئے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت کے بعد دنیا اور آخرت میں کسی کا کیا ٹھکانا ہو سکتا ہے، آخر ہم کہاں جا رہے ہیں؟ اور ہمیں کیا ہو گیا ہے؟

(۲)..... ایک اور حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری پوری امت جنت میں جائے گی سوائے اس کے جو انکار کرے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت فرمایا یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون ہے جو آپ کا انکار کرتا ہے، آپ ﷺ نے جواب دیا کہ جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے نافرمانی کی اس نے مجھے نہ مانا اور انکار کیا۔ (مشکوٰۃ)

گو کہ ایسا شخص مسلمان ہونے کی وجہ سے کبھی نہ کبھی جنت میں داخل ضرور ہوگا لیکن بہر حال اسے کافروں کے ساتھ کچھ عرصہ تو جہنم میں رہنا پڑے گا، کیونکہ دنیا میں اس نے ان کی نقالی کی تھی اور ان کا ساتھ دیا تھا اور سنتوں کی مخالفت کی تھی تو دنیا میں جتنی مقدار اور جتنی مدت ان کی نقالی کی ہوگی اور اپنے نبی ﷺ کے طریقوں کو چھوڑا ہوگا اسی حساب سے اس کی سزا بھی تجویز ہوگی، اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنے نبی برحق ﷺ کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور جہنم سے امان نصیب فرمائے اور اپنے حبیب ﷺ کے ساتھ پہلے ہی زمرہ میں جنت میں داخلہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

اظہار حقیقت

حالت نماز میں ستر عورت پر فرض ہے مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے اور عورت کا ستر سوائے چہرے ہاتھ اور پاؤں کے باقی پورا جسم ستر ہے، باامر مجبوری ایک کپڑے میں بھی نماز ادا کی جاسکتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے جب وسعت دی ہو تو پھر قمیض، شلوار اور عمامہ یا ٹوپی کے ساتھ نماز ادا کرنا افضل ہے، حالانکہ ہمیں جس وضع ہیئت میں دنیاوی معزز لوگوں کے پاس جانا معیوب لگتا ہے ایسے ہی بارگاہ خداوندی میں جانا بھی معیوب لگنا چاہئے اور اس عمل سے اجتناب کرتے ہوئے عمامہ یا ٹوپی وغیرہ سے سر ڈھانپ کر نماز ادا کرنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وسعت دی ہے تو ہمیں وسعت کو اختیار کرنا چاہئے چنانچہ امام بخاری بخاری شریف میں لکھتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے تو پھر وسعت کو اختیار کرو۔ علامہ کاسانی بدائع الصنائع میں فرماتے ہیں کہ مستحب یہ ہے کہ مرد تین کپڑوں میں نماز پڑھے قمیض، تہبند اور عمامہ۔

ننگے سر نماز کی حقیقت

گزشتہ کئی برسوں سے مغربی (انگریزی) تہذیب کے پروردہ ننگے سر رہنے کے جراثیم تیزی سے پھیلا رہے ہیں جس میں انہیں کامیابی ملتی نظر آتی ہے اب ننگے سر رہنا تہذیب کا حصہ اور عمامہ یا ٹوپی پہننا معیوب سمجھا جاتا ہے ان حالات کے پیش نظر مغربیت زدہ افراد کو اپنے جال میں پھنسانے کے لئے مذہبی بہروپیوں نے نماز جیسی مقدس عبادت و ہیئت میں بھی عمامہ اور ٹوپی پہننا ترک کر دیا ہے اور ننگے سر سنت نبوی ﷺ قرار دے کر انگریزی تہذیب کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے، درحقیقت ننگے سر عبادت کرنا یہودیوں کا شعار ہے، وہ اپنی عبادت گاہوں میں ننگے سر

Marfat.com

عبادت کرتے ہیں اور نماز میں غیر مسلموں کی مشابہت سخت منع ہے مثلاً مجوسی پرستش آگ کے وقت دھوئیں سے بچنے کے لئے منہ اور ناک بند رکھتے ہیں ہمارے لئے نماز میں منہ اور ناک بند رکھنا مکروہ ہے، کمر میں کپڑا باندھ کر اور امام کا محراب (طاق) کے اندر کھڑا ہونا اہل کتاب کی مشابہت کی وجہ سے مکروہ ہے تو کیا سر سے ننگا ہونا یہود اور نصاریٰ کا شعار نہیں ہے، افضل العبادۃ میں ننگے سر رہنے پر کیوں ان کو خوش کرتے ہو؟ کیا یہ اسلامی تہذیب کا مذاق اور انگریزی تہذیب سے پیار نہیں ہے؟ کیا اس سے یہود و نصاریٰ کی تہذیب وتمدن کو تقویت نہیں ملتی؟ اگر یہ یہود و نصاریٰ کا شعار ہے اور واقعی ہے تو پھر اس قبیح فعل سے اجتناب ضروری ہے۔

لباس کے متعلق قرآنی حکم

یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِیْشًا وَ لِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِكَ خَیْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ (الاعراف: ۲۶)

ترجمہ: اے اولاد آدم! بے شک اتارا ہم نے تم پر لباس جو ڈھانپتا ہے تمہاری شرم گاہوں کو اور باعث زینت اور پرہیز گاری کا وہ لباس سب سے بہتر ہے یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔

جلیل القدر مفسر حضرت الامام اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ مذکورہ آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ اس بات کی دلیل ہے کہ حالت نماز میں اچھا لباس پہننا مستحب ہے۔ (تفسیر روح البیان، ج ۳ ص ۱۵۴)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں تمام انسانوں کو لباس سے باپردہ رہنے کے حسن کو بیان فرمایا ہے تاکہ انسان کو علم ہو جائے کہ لباس اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور لباس جسم کے اعضا میں سر سے پاؤں کے ٹخنوں تک کے لئے ہوتا

Marfat.com

ہے جس شخص نے بھی جسم کے کسی حصے کا لباس ترک کیا اس نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ حسن لباس کے انعام کو قبول نہ کیا۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف:۳۱)

ترجمہ: اے آدم کی اولاد پہن لیا کرو اپنا لباس ہر (نماز کے وقت) مسجد میں

یعنی مساجد میں اپنے لباس کی زینت ترک نہ کرو بلکہ اسے استعمال کرو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کو تاکید کی ہے کہ تم اپنا لباس ترک نہ کرنا کیونکہ یہ ابلیسی طریقہ ہے شیطان اپنے دوستوں کو ننگا رہنے کی ترغیب دیتا ہے اور پھر مزید تاکید کرتے ہوئے مسجد کا ذکر بھی کیا کہ مساجد میں اپنے لباس کی زینت کو استعمال کرو اب قرآن کے واضح فیصلے کے بعد بھی اگر کوئی شخص ننگے سر نماز فخر سے ادا کرتا ہے تو یقیناً یہ ابلیسی شعار اپنانے کے مترادف ہے۔

عمامہ، ٹوپی پہننا فطرت انسانی ہے

لا تزال امتی علی الفطرۃ ما لبسوا العمائم علی القلانس (کنز العمال، ج۸ص۱۹)

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت جب تک ٹوپیوں پر عمامے باندھتی رہے گی تب تک فطرت انسانی پر قائم رہے گی۔

اس حدیث عالیہ سے معلوم ہوا کہ جو آپ کا امتی عمامہ شریف اور ٹوپی نہیں پہنتا وہ فطرت انسانی سے گرا ہوا ہے، اس حدیث میں بالخصوص ان لوگوں کے لئے درس عبرت ہے جو کپڑے کے ہوتے ہوئے بھی ننگے سر نماز پڑھنے کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ یہ فعل فرمان مصطفیٰ ﷺ اور فطرت انسانی کے خلاف ہے۔

ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے پیارے محبوب نبی کریم ﷺ کے حکم مبارک پر عمل

Marfat.com

کریں، اور آپ ﷺ کے محبوب و پسندیدہ فعل کو پسند کریں، اور آپ ﷺ کے ارشادات واحکام کو اپنی آنکھوں اور دل پر رکھیں، انگریز و مخالفان اسلام کے فیشن اور طریقوں کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالیں۔

اللہ تعالیٰ عز وجل ہم سب کو اپنے پیارے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کامل اتباع نصیب فرمائے اور آپ ﷺ کی محبت میں فانی و مستغرق فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بندۂ ناچیز

محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

Marfat.com

﴿پہلا باب﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اور

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ

کی ٹوپیوں کا ذکر

Marfat.com

حضور اقدس ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے

(۱)...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے، اس کو طبرانی نے روایت کیا، سیوطی رحمہ اللہ نے جامع صغیر میں فرمایا کہ اس کی سند حسن ہے، جامع صغیر کے شارح عزیزی نے فرمایا کہ اس کی سند حسن ہے۔ (السراج المنیر، ج ۴ ص ۱۱۲)

(۲)...... ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے، اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا، اس میں ایک راوی عبداللہ بن خراش ہیں، ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے اور فرمایا کہ بسا اوقات غلطی کرتے ہیں، جمہور ائمہ نے ان کی تضعیف کی ہے، بقیہ رجال ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد للہیثمی ج ۲ ص ۱۲۴)

(۳)...... ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے، طبرانی نے اس کو معجم اوسط میں اپنے استاذ محمد بن حنفیہ واسطی سے نقل کیا ہے جو ضعیف ہیں۔ (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۲۴)

آپ ﷺ کے پاس تین ٹوپیاں تھیں

(۴)...... ابوالشیخ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت ﷺ کے پاس تین ٹوپیاں تھیں۔ (بذل المجہود ج ۶ ص ۵۲)

(۵)...... مختصر میں ہے حضرت ﷺ کی تین ٹوپیاں اس طرح کی تھیں ایک (اندر میں کوئی چیز رکھ کر) سلی ہوئی، دوسری (یمنی) حبرہ چادر کی، تیسری کان والی جس کو آپ ﷺ سفر میں پہنتے تھے، کبھی اپنے سامنے نماز پڑھتے وقت رکھ لیتے۔ (یہ حدیث ضعیف ہے تذکرۃ الموضوعات ص ۱۵۵)

سفید چپٹی ہوئی ٹوپی

(۶)...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ﷺ سفید

Marfat.com

(سر سے) چپٹی ہوئی ٹوپی پہنتے تھے۔ (ابن عساکر نے اس کو روایت کیا اسکی سند ضعیف ہے فیض القدیر ج ۵ ص ۲۴۶)

(۷)...... حضرت ﷺ نے فرمایا، مُحرم آدمی کرتا، عمامہ، پائجامہ، اور (ایک خاص قسم کی) ٹوپی نہیں پہنے گا۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۰۹ و ج ۲ ص ۸۶۴)

اس سے معلوم ہوا کہ لوگ حضرت ﷺ کے زمانہ میں ٹوپی پہنتے تھے۔

(۸)...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت گذر چکی ہے کہ حضرت ﷺ ٹوپی عمامہ کے نیچے اور بغیر عمامہ کے بھی پہنتے تھے۔ (ابن عساکر وغیرہ نے اس کو روایت کیا ہے، سند ضعیف ہے)

آپ ﷺ کی سفر و حضر میں ٹوپی

(۹)...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ﷺ سفر میں کان والی ٹوپی پہنتے تھے، اور حضر میں پتلی یعنی شامی ٹوپی۔ (ابوالشیخ نے اس کو روایت کیا، عراقی نے فرمایا کہ ٹوپی کے باب کی یہ سب سے عمدہ سند ہے، فیض القدیر ج ۵ ص ۲۴۶)

(۱۰)...... ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ٹوپیاں پھیلی ہوئی چپکی ہوئی ہوتی تھیں۔ (ترمذی نے اس کو روایت کیا یہ حدیث ضعیف ہے۔ (ج ۱ ص ۳۰۸)

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، یعنی سر کو گھیرے ہوئے تھیں، سر پر اُٹھی ہوئی نہیں تھیں، بلکہ اس پر پھیلی ہوئی تھیں۔ (الکوکب الدری ج ۲ ص ۴۵۲)

روایت میں لفظ اکمام آیا ہے، یہ کُمہ کی جمع ہے جس کا معنی ٹوپی کا ہے، اگر یہ کم کی جمع مانی جائے تو اس وقت حدیث کا ترجمہ یہ ہوگا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آستینیں چوڑی تھیں۔

عمامہ کو ٹوپی پر باندھنا

(۱)...... حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے کشتی لڑی تو حضرت

Marfat.com

ﷺ نے ان کو پچھاڑ دیا، حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سنا فرمارہے تھے کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے۔
(ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند درست نہیں اور ہم ابوالحسن عسقلانی اور ابن رکانہ کو نہیں پہچانتے۔ ترمذی ج ۱ ص ۳۰۸)

(۲)...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ٹوپی پہنتے تھے عمامہ کے نیچے اور بغیر عمامہ کے بھی اور عمامہ باندھتے تھے بغیر ٹوپی کے اور یمنی ٹوپی پہنتے تھے اور وہ سفید (درمیان میں روئی وغیرہ رکھ کر) سلی ہوئی تھی اور لڑائی میں کان والی ٹوپی پہنتے تھے، اور کبھی ٹوپی نکال کر اپنے سامنے سترہ کے طور پر رکھ لیتے اور نماز پڑھتے اور آپ ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ اپنے ہتھیار اور جانور اور سامان کا نام رکھ لیتے (ابن کورویانی نے اپنی مسند میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں نقل کیا اور یہ ضعیف روایت ہے۔ (الجامع الصغیر مع فیض القدیر للمناوی ج ۵ ص ۲۴۷)

علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ روایت میں یہ جو مذکور ہے کہ آپ ﷺ ٹوپی بغیر عمامہ کے پہنتے تھے تو ظاہر یہ ہے کہ ایسا آپ گھر میں کرتے تھے، جب باہر نکلتے تھے تو ظاہر یہ ہے کہ بغیر عمامہ کے نہیں نکلتے تھے۔ (فیض القدیر ج ۵ ص ۲۴۷)

حضرت مناوی رحمہ اللہ کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے خیال میں حضرت ﷺ باہر ہمیشہ عمامہ پہنتے تھے۔ واللہ اعلم۔

حافظ عراقی شرح ترمذی میں فرماتے ہیں کہ ٹوپی کے بارے میں سب سے عمدہ اسناد وہ ہے جو ابوالشیخ نے ذکر کی ہے، جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان ہے کہ حضرت ﷺ سفر میں کان والی ٹوپی پہنتے تھے اور حضر میں پتلی کی ہوئی یعنی شامی، اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عمامہ ٹوپی کے اوپر باندھنا مستحب اور مندوب ہے۔ (فیض القدیر ج ۵ ص ۲۴۶)

عراقی اور مناوی کے کلام سے معلوم ہوا کہ ان کے خیال میں عمامہ ٹوپی کے اوپر باندھنا بہتر ہے، اسی طرح کا مضمون ملا علی قاری رحمہ اللہ وغیرہ کی عبارت سے

Marfat.com

بھی نکلتا ہے، جو انہوں نے ترمذی کی حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ والی مذکورہ حدیث کی شرح میں لکھی ہے، بلکہ ملا علی قاری رحمہ اللہ اور علامہ مناوی رحمہ اللہ دونوں نے شمائل ترمذی کی شرح میں علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ سے بعض علماء کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ صرف ٹوپی پہننا مشرکین کی ہیئت ہے (شرح شمائل ج ۱ص ۱۶۵ وج ۱ص ۱۶۸) تحفۃ الاحوذی میں ابن الجوزی کے بجائے جزری لکھا ہے۔ (ج ۳ص ۴۹)

لیکن یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہم ٹوپی پر عمامہ باندھتے ہیں اور مشرکین ٹوپی کے بغیر باندھتے ہیں، شیخ الہند رحمہ اللہ، علامہ کشمیری رحمہ اللہ اور مولانا خلیل احمد رحمہ اللہ نے یہی مطلب لیا ہے۔ (انوار اُ دو، ج ۲ص ۴۴۶)

یہ ہمارے اور ان کے درمیان فرق ہے، اس سے صرف ٹوپی کا مشرکین کی ہیئت ہونا لازم نہیں آتا، نیز وہ حدیث ضعیف ہے، علاوہ بریں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں صرف ٹوپی پہننا مذکور ہے گو وہ بھی ضعیف ہے۔

اس لئے یہ کہنا مناسب ہوگا کہ تمام صورتیں جائز ہیں، عمامہ بغیر ٹوپی کے اور ٹوپی بغیر عمامہ کے لیکن ٹوپی پر عمامہ باندھنا سب سے افضل ہے۔

اس لئے کہ عمامہ باندھنا رسول پاک ﷺ کا اسی طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم۔

مناوی شرح شمائل میں شرح زیلعی سے نقل کرتے ہیں کہ سر سے لپٹی ہوئی ٹوپی اور بلند (روئی وغیرہ ڈال کر) سلی ہوئی ٹوپی یا اس کے علاوہ کوئی اور ٹوپی عمامہ کے نیچے پہننے یا بغیر عمامہ کے پہننے میں کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ یہ سب حضرت مصطفیٰ ﷺ سے منقول ہے اور اسی سے بعض حضرات نے بعض علاقوں کے اس رواج کی تائید پیش کی ہے کہ وہاں لوگوں نے عمامہ بالکل ترک کردیا اور علماء کرام سفید ٹوپی پر چادر ڈال لیتے ہیں اور اس سے پہچانے جاتے ہیں، لیکن افضل عمامہ ہے۔ (ج ۱ص ۱۶۵)

(۳)...... شرح ابوداؤد صفحہ ۹۶ جلد ۴ امام غزالی رحمہ اللہ علیہ احیاء العلوم صفحہ

Marfat.com

۶۲۸ جلد دوم میں فرماتے ہیں ان یلبس القلنسوة بغیر عمامة ویلبس العمامة بغیر قلنسوة انتھی، عون المعبود شرح ابوداؤد صفحہ ۹۶ جلد ۴ امام غزالی رحمہ اللہ احیاء العلوم صفحہ ۶۸ جلد دوم میں فرماتے ہیں: کان یلبس القلانس تحت العمامة وبغیر عمامة اھ یعنی رسول کریم کبھی عمامہ کے نیچے ٹوپی پہنتے اور کبھی بغیر عمامہ کے پہنتے تھے۔

(۴)......علامہ سیوطی رحمہ اللہ جامع صغیر میں لکھتے ہیں کان یلبس القلانس تحت العمائم وبغیر العمائم ویلبس العمائم بغیر قلانس اھ (سراج المنیر شرح جامع الصغیر، صفحہ ۱۸۳) اسی حدیث کو ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بحوالہ جامع صغیر مرقاۃ میں بھی لکھا ہے، نیز امام سیوطی رحمہ اللہ رسائل اثنا عشر کے صفحہ ۲۷ میں ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں وقد ذکر البارزی فی توثیق عرسی الایمان ان النبی ﷺ کان یلبس القلانس تحت العمائم ویلبس القلانس بغیر عمائم ویلبس العمائم بغیر قلانس اھ پھر اس کے آگے فرماتے ہیں کہارسم بن یزید طحان نے میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بصرہ میں دیکھا وعلیہ قلنسوة لاطیة اس پر ٹوپی لاطیہ تھی جو سر کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے، اسے سمجھا جاتا ہے کہ ٹوپی بغیر عمامہ تھی، اور مشکوۃ میں ایک ضعیف حدیث میں آیا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ٹوپیاں کشادہ تھیں جو سر پر لگی ہوئی ہوتی ہیں۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ کبھی حضور ﷺ صرف ٹوپی بھی پہنتے تھے، چنانچہ بخاری شریف میں ہے فتح مکہ کے دن رسول اکرم ﷺ کے سر مبارک پر سفر تھی جو آہنی ٹوپی کو کہتے ہیں، پس کبھی ٹوپی اور کبھی پگڑی پہننے والا ہرگز تارک سنت نہیں ہے۔

(۵)......لعمامة علی القلنسوة فصل مابیننا وبین المشرکین یعطی المؤمن یوم القیمة لکل کورة یدوزها علی راسه نورا رواه الباوردی عن رکانة وفی اخری من اعتم فله بکل کورة حسنة فاذا حط فله بکل حطة خطیئة

Marfat.com

پگڑی کو ٹوپی کے اوپر باندھنے سے مشرکین اور ہمارے مابین امتیاز ہو جاتا ہے اور مومن کو قیامت میں پگڑی کے ہر بل پر نور عطا ہوگا، اور ایک روایت میں ہے جو پگڑی باندھتا ہے اسے ہر بل کے عوض ثواب ملے گا، اور جب اس کے بل کھولتا ہے تو ہر بل کے کھولنے پر گناہ جھڑتے ہیں۔

(ف) حضرت ملا علی القاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اگر یہ حدیث سخت ضعیف نہ ہوتی تو اس سے ثابت کیا جا سکتا تھا کہ موٹی پگڑیاں باندھنی چاہئیں۔

فائدہ:

فائدہ نمبرا: کل قیامت میں جب کہ ہر فرد اپنی عزت بچانے کی فکر میں ہوگا، پگڑی باندھنے والوں کے سروں پر نورِ حق چمکتا ہوگا۔

فائدہ نمبر۲: اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس طرح پگڑی کے ہر بل کھولنے پر گناہ معاف ہوتے ہیں اس طرح باندھنے میں بھی ہر بل کے عوض ثواب ملے گا۔

(۶)......ان اللہ اکرم ھذہ الامۃ بالعمائم علی القلانس رواہ ابوداؤد والترمذی عن رکانۃ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے اسی امت کو پگڑیوں کو ٹوپیوں پر باندھوا کر معزز بنایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا لباس

کُرتہ

رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں میں کرتا زیادہ پسند تھا۔ (ترمذی، ابوداؤد، معارف الحدیث)

رسول اللہ ﷺ کے کرتہ کی آستین پہنچے تک ہوتی تھی۔ (شمائل ترمذی، مشکوٰۃ)

رسول اللہ ﷺ کی قمیص کا گریبان سینہ مبارک پر ہوتا تھا۔ (خصائل نبوی)

Marfat.com

کرتے کے گریبان کا کھلا ہونا

رسول اللہ ﷺ کے کرتہ کا تکمہ کھلا ہوتا تھا، ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر تبرکاً مہر نبوت کو چھوا (شمائل ترمذی) کبھی رسول اللہ ﷺ اپنے کرتے کا گریبان کھول لیا کرتے تھے اور سینہ اطہر صاف نظر آتا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لیتے۔ (شمائل ترمذی، اسوۂ حسنہ)

حبرہ (چادر)

رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں میں سے حبرہ (چادر) کا پہننا بہت پسند تھا۔ (بخاری، مسلم، معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک پیوند لگی ہوئی چادر اور ایک موٹی لنگی دکھائی اور یہ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال مبارک ان دونوں کپڑوں میں ہوا تھا۔ (شمائل ترمذی)

آپ ﷺ ہمیشہ تہبند ناف سے نیچے باندھتے تھے اور نصف پنڈلی سے اونچا رکھتے۔ (خصائل نبوی)

قیمتی جبہ اور قیمتی چادریں

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ رومی جبہ پہنا، جس کی آستینیں تنگ تھیں۔ (بخاری، مسلم، معارف الحدیث)

عمامہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے زیب سر سیاہ عمامہ تھا۔ (مسلم، ریاض الصالحین)

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا، اس وقت آپ ﷺ سیاہ رنگ کا عمامہ زیب سر فرمائے ہوئے تھے اور اس کا کنارہ آپ ﷺ نے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا رکھا تھا۔ (مسلم، معارف الحدیث)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم عمامہ باندھا کرو، اس لئے کہ پگڑی فرشتوں کی علامت ہے اور عمامہ کے شملہ کو اپنی پشت کی طرف چھوڑ دو۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

ٹوپی

رسول اللہ ﷺ سفید ٹوپی بھی زیب سر فرماتے تھے۔ (معجم کبیر، طبرانی، معارف الحدیث)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ٹوپیاں سر سے ملی ہوئی تھیں۔ (مشکوٰۃ)

عمامہ اور ٹوپی

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارے اور مشرکین کے درمیان یہ فرق ہے کہ وہ عمامہ بغیر ٹوپی کے باندھتے ہیں اور ہم ٹوپی کے اوپر باندھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ تپش آفتاب کی وجہ سے کبھی عمامہ کا شملہ سر مبارک پر ڈال لیا کرتے تھے۔ (خصائل نبوی)

ٹوپی کی دو قسمیں ہیں

ٹوپی دو قسم کی ہوتی ہے، لاطیبہ دوسری ناشزہ، لاطیبہ اسے کہتے ہیں جو سر سے ملی ہو اور رسول خدا ﷺ نے اس کو سر پر رکھا اور ناشزہ وہ ہے جو سر سے ملی ہوئی نہ ہو بلکہ اوپر کو اٹھی ہوئی ہو اور اس کو رسولِ خدا ﷺ نے بہت کم پہنا ہے اور بعض مشائخ اس کو پہنتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی ٹوپی لاطیبہ بھی جو آپ ﷺ عمامہ کے نیچے پہنتے تھے اور کبھی لاطیبہ کے بغیر بھی عمامہ باندھ لیتے تھے، آنحضرت ﷺ کے عمامہ کی شکل گنبد نما ہوتی تھی، چنانچہ علماء شرفاء عرب اسی طریقے سے عمامہ باندھتے ہیں۔

Marfat.com

صرف ٹوپی پہننے کا ثبوت

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن عاصم عن کلیب عن ابیہ عن خالہ قال اتیت النبی ﷺ فی الشتاء فوجدتہم یصلون فی البرانس و الاکسیۃ و ایدیہم فیہا رواہ الطبرانی فی الکبیر و رجالہ موثقون (مجمع الزوائد، ج ۲ ص ۵۱)

کلیب کے والد اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سردیوں میں حاضر ہوا وہ سب ٹوپیاں پہنے ہوئے اور چادریں اوڑھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے ہاتھ ان کی چادروں میں تھے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

قال الحسن کان القوم یسجدون علی العمامۃ و القلنسوۃ و یداہ فی کمہ (صحیح بخاری، ج ۱ ص ۱۵۹)

حسن بصری کہتے ہیں کہ (گرمی کی وجہ سے) لوگ (یعنی صحابہ اور تابعین) عمامہ اور ٹوپی پر سجدہ کرتے تھے (یعنی پیشانی عمامہ کے پیچ اور ٹوپی سے ڈھکی ہوئی ہوتی تھی) اور ان کے ہاتھ آستینوں میں ہوتے تھے۔

وضع ابو اسحاق قلنسوۃ فی الصلوۃ و رفعہا (صحیح بخاری، ج ۱ ص ۱۵۹)

ابو اسحاق نے نماز میں اپنی ٹوپی کو رکھا اور اونچا کیا۔

امام شعرانی لکھتے ہیں:

و کان النبی ﷺ یامر بستر الراس فی الصلوۃ

Marfat.com

بالعمامة او القلنسوة و ینھی عن کشف الراس فی الصلوٰة (کشف الغمہ، ج۱ص۸۷)

نبی ﷺ نماز میں عمامہ یا ٹوپی کے ساتھ سر ڈھانپنے کا حکم دیتے تھے اور ننگے سر نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔

علامہ سیوطی حافظ ابن عساکر اور حافظ رویانی کے حوالے سے لکھتے ہیں: کتب احادیث و سیر و تواریخ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام اور سلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی بھی پہنی ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

جلیل القدر تابعی حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

کان القوم یسجدون علی العمامة القلنسوة (بخاری، ج۱ ص۵۶)

یعنی ان کے زمانہ کے لوگوں (صحابہ و تابعین وغیرہم) سے کچھ عمامہ باندھ کر اور کچھ ٹوپی پہن کر نماز پڑھتے تھے۔

علاوہ ازیں ترمذی کے حوالے سے مشکوٰۃ، ص ۳۳۵، سیرت حلبیہ، ص۴۵۴، احیاء العلوم، ج۱ص۵۲۲، جامع الصغیر، ص۱۲۰ میں ٹوپی پہننے کی احادیث موجود ہیں۔

ننگے سر ہونے کی ابتداء

وَ اِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب کفار نے اجتماع کیا اور (معاذ اللہ) حضور اکرم ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکہ چھوڑنے کا ارشاد فرمایا۔

و خرج رسول اللہ ﷺ فاخذ حفنة من تراب ثم قال نعم انا اقول ذلک انت احدھم و اخذ اللہ علی ابصارھم عنہ فلا یرونہ فجعل ینشر ذلک التراب

Marfat.com

علی رؤسهم و هو يتلو هذه الايات من يس وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ الى قوله فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ حتى فرغ رسول الله ﷺ من هؤلاء الايات فلم يبق منهم جل الا وضع على راسه ترابا ثم انصرف الى حيث اراد ان يذهب فاتاهم آت ممن لم يكن معهم فقال ما تنظرون همنا قالوا محمد قال خيبكم الله و قد والله خرج عليكم محمد ثم ما ترك منكم رجلا الا وقد وضع على راسه ترابا و انطلق لحاجته فما ترون ما بكم قال فوضع كل رجل منهم يده على راسه فاذا عليه تراب (تاریخ الطبری، ج ۲ ص ۱۰۰۔ سیرت ابن ہشام، ج ۲ ص ۹۵،۹۶۔ تاریخ الکامل، ج ۲ ص ۳۹)

حضور نبی کریم ﷺ گھر سے باہر تشریف لے آئے آپ نے ایک مٹھی مٹی لی پھر فرمایا ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ تو ان سے ایک ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف ان کی بصارت (بینائی) ختم کر دی حضور ﷺ ان کو نظر نہ آئے آپ نے یٰس و القرآن الحکیم سے فھم لا یبصرون تک تلاوت کرتے ہوئے ان کے سروں پر مٹی پھینک دی، آپ ان آیات کی تلاوت سے فارغ ہوئے تو ان میں سے کسی شخص کا سر مٹی سے خالی نہ تھا پھر جس جگہ آپ کا ارادہ تھا، تشریف لے گئے ایک راہگزر گزرا تو اس نے کہا تم یہاں کسے دیکھتے ہو، انہوں نے کہا کہ ہم محمد ﷺ کو اس نے کہا تمہیں اللہ تعالیٰ ذلیل کرے، اللہ کی قسم محمد ﷺ تشریف لے گئے آپ نے تو تم میں سے ایک آدمی کو

Marfat.com

بھی نہیں چھوڑا جس کے سر پر مٹی نہ ڈالی ہو اور تم نہیں جانتے کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا ہر ایک نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا تو سر دوں پر مٹی پڑی ہوئی تھی۔

مذکورہ کتب کے حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ ننگے سر ہونا یہ دشمنانِ مصطفیٰ ﷺ کی پرانی عادت ہے اسی لئے یہ لوگ نماز میں بھی سر سے ننگے کھڑے ہوتے ہیں۔

غیر مسلموں کی مشابہت ناجائز ہے

حالت نماز میں کسی عمل کی غیر مسلموں سے مشابہت اپنانے سے منع کیا گیا ہے اور فقہاء کرام نے اس کے متعلق شدید تاکید فرمائی ہے مثلاً ناک اور منہ کے اوپر کپڑا وغیرہ اوڑھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے یہ عمل عموماً سردیوں میں واقع ہوتا ہے کہ گرم چادریں اسی طرح اوڑھی جاتی ہیں کہ ناک اور منہ بھی بند ہو جاتا ہے۔ فقہاء کرام نے کہا ہے کہ ناک منہ پر کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھنے سے مجوسیوں سے مشابہت ہوتی ہے اس لئے کہ جب مجوسی آگ کی پوجا کرتے ہیں تو وہ دھوئیں سے بچنے کے لئے ناک اور منہ بند رکھتے ہیں لہٰذا اس عمل سے روک دیا گیا۔

اسی طرح کمر میں کپڑا باندھ کر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے اور امام کا طاق میں کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے، اس لئے کہ اس سے اہل کتاب کی مشابہت ہوتی ہے، ان مذکورہ بالا شواہد سے واضح ہوا کہ نماز میں اگر کسی عمل کی مشابہت غیر مسلموں سے ہو تو وہ عمل منع ہے اسی طرح ننگے سر ہونا عیسائیوں کا طریقہ ہے تو ہمیں ننگے سر رہ کر عیسائیوں کو خوش نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس افضل العبادت میں عمامہ شریف یا ٹوپی سے سر ڈھک کر رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی و رضا حاصل کرنی چاہئے۔

اگرچہ تواضع و انکساری کی حالت میں جائز ہے مگر سنت تو عمامہ شریف پہننا ہی ہے اور یہ بات تو روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ ننگے سر سے عیسائیوں کی تہذیب و تمدن کو تقویت ملتی ہے تو پھر کوئی بھی مسلمان جس کے دل میں محبت رسول ﷺ کا

Marfat.com

چراغ روشن ہے یہ گوارہ نہیں کرے گا کہ رسول پاک ﷺ کی سنت کے مقابلے میں انگریزی تہذیب کو ترجیح دے کر اپنایا جائے۔

حضور ﷺ کیسی ٹوپی پہنتے تھے

ایک سوال اور اس کا جواب

مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی علیہ الرحمہ نے ایک سوال اور پھر آپ اس کا جواب بھی عنایت فرماتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

سوال: حضور اکرم ﷺ جو ٹوپی پہنتے تھے وہ کیسی تھی اور اس پر کتنے پیوند تھے؟

جواب: یہ تو معلوم نہیں کہ اس پر کتنے پیوند تھے، البتہ اتنا آتا ہے کہ مدوّر، لاصقہ، سر سے چپکی ہوئی گول ٹوپی ہوتی تھی اور ایسی ٹوپی جو اوپر اٹھائے چونچ دار پہنتے ہیں، یہ اس سے ثابت نہیں ہوتا، اگر گول ہے تو یہی لمبی ٹوپی کو بھی گول بنالے گا، میں بھی ایک مرتبہ گول ٹوپی پہن کر ہردوئی گیا مولانا ابرار الحق صاحب مدظلہ بہت خوش ہوئے کہ مفتی صاحب بھی ہمارے دائرے میں آگئے۔ (ملفوظات فقیہ الامت، ج ۳ ص ۴۹)

ٹوپی اور عمامہ دونوں مسنون ہے

ٹوپی پہننا خود حضور اقدس ﷺ سے ثابت ہے۔ (عالمگیری)

مگر حضور اقدس ﷺ عمامہ بھی باندھتے تھے یعنی عمامہ کے نیچے ٹوپی ہوتی اور یہ فرمایا کہ ہم میں اور ان میں فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے یعنی ہم دونوں چیزیں رکھتے، چنانچہ یہاں کے کفار بھی اگر پگڑی باندھتے ہیں تو اس کے نیچے ٹوپی نہیں پہنتے، بعض نے حدیث کا یہ مطلب بیان کیا کہ صرف ٹوپی پہننا مشرکین کا طریقہ ہے مگر یہ قول صحیح نہیں، کیونکہ مشرکین عرب بھی عمامہ باندھا کرتے تھے، مرقاۃ شرح مشکوۃ میں مذکور ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا عمامہ سات گز ہاتھ کا اور بارہ ہاتھ کا بڑا عمامہ تھا بس اپنی سنت کے مطابق عمامہ رکھے اور اس سے زیادہ بڑا نہ رکھے بعض لوگ بہت بڑے

Marfat.com

عمامے باندھتے ہیں، ایسا نہ کرے کہ سنت کے خلاف ہے مارواڑ کے علاقے میں بہت سے لوگ پگڑیاں باندھتے ہیں جو بہت کم چوڑی ہوتی ہیں اور چالیس پچاس گز لمبی ہوتی ہیں اسی طرح کی پگڑیاں مسلمان نہ باندھیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کی ٹوپیوں کا ذکر

(۱)......زید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ پر ٹوپی دیکھی، روایت میں لفظ برطلہ آیا ہے جو ایک قسم کی ٹوپی ہوتی ہے۔

ہشام بن عروہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے ابن الزبیر رضی اللہ عنہ پر باریک ٹوپی دیکھی۔

(۲)......عیسیٰ بن طہمان کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ پر ٹوپی دیکھی، روایت میں بُرنس کا لفظ ہے جس کا معنی لمبی ٹوپی ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ پر ٹوپی دیکھنا مذکور ہے۔ (بخاری، ج۲ص ۸۶۳)

(۳)......اشعث کے والد کہتے ہیں کہ مَیں نے دیکھا کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیت الخلاء سے نکلے اور ان پر ٹوپی تھی۔ الخ

(۴)......اسماعیل کہتے ہیں میں نے شُریح پر ٹوپی دیکھی۔

(۵)......ابوشہاب کہتے ہیں میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ پر ٹوپی دیکھی (یہ دونوں یعنی شُریح اور ابن جبیر تابعی ہیں) علی بن الحسین یعنی حضرت زین العابدین، ابراہیم نخعی اور ضحاک پر بھی ٹوپی دیکھنا مروی ہے، یہ تمام روایات مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ ص ۲۱۲ وص ۲۱۳ وص ۲۴۲ پر سند اً مذکوہ ہیں)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر پر مصری سفید ٹوپی تھی (طبقات ابن سعد اردو، ج ۳ ص ۱۸۷) ابواسحاق سبیعی تابعی پر ٹوپی کا ذکر بخاری میں ہے۔ (بخاری، ج ۱ص ۱۵۹)

ابن العربی فرماتے ہیں کہ ٹوپی انبیاء اور صالحین کے لباس سے ہے، سر کی حفاظت کرتی ہے اور عمامہ کو جماتی ہے، جو سنت ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ سر سے چپکی

Marfat.com

ہوئی ہو، قبہ کی طرح (اٹھی ہوئی) نہ ہو، ہاں اگر کسی کو یہ ضرورت ہو کہ سر سے جو بخارات نکلتے ہیں اس سے سر کو بچانا ہو اس کے لئے ٹوپی میں سوراخ کردے تو یہ علاج کے طور پر ہوگا۔ (فیض القدیر ج ۵ ص ۲۴۷)

ترمذی شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ایک شہید وہ ہے جس کا ایمان عمدہ ہو اور دشمن سے ملاقات کے وقت اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی تصدیق کرتے ہوئے بہادری سے لڑے اور شہید ہو جائے اس کا درجہ اتنا بلند ہے کہ لوگ قیامت کے دن اس کی طرف اپنی نگاہ اس طرح اٹھائیں گے، یہ کہہ کر حضرت ﷺ نے یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو حدیث کے راوی ہیں اپنا سر اٹھایا یہاں تک کہ سر کی ٹوپی گر گئی، الحدیث۔ (ترمذی، ج ۱ ص ۲۹۴)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کے یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سر پر ٹوپی تھی۔

Marfat.com

﴿ دوسرا باب ﴾

ٹوپی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اور

جدید سائنسی تحقیقات کے آئینہ میں

Marfat.com

ٹوپی

سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنسی تحقیقات

ٹوپی بہترین سنت رسول کریم ﷺ ہے، اس بارے میں کتابوں میں کئی روایات وارد ہیں۔ السراج المنیر میں لکھا ہے کہ:

آنحضرت ﷺ سفید ٹوپی اوڑھا کرتے تھے وطن میں آنحضرت ﷺ سفید کپڑے کی چپٹی ٹوپی اوڑھا کرتے تھے۔

ایک حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

حضور اقدس ﷺ اپنے سر مبارک پر کپڑا رکھا کرتے تھے اور حضور اقدس ﷺ کا یہ کپڑا چکناہٹ کی وجہ سے تیلی کا کپڑا معلوم ہوتا تھا۔ (شمائل ترمذی)

اب ٹوپی کے میڈیکل فوائد پر چند سائنسی تحقیقات ملاحظہ فرمائیں:

ٹوپیوں اور ہیٹ کے فائدے

ہیٹ یا ٹوپی ابتدائی ادوار سے ہی مختلف وجوہ کی بنا پر استعمال ہو رہے ہیں، بنیادی طور پر ٹوپی یا ہیٹ کا استعمال اپنی شخصیت کو نمایاں بنانے کے لئے کیا جاتا ہے، بعض اوقات انہیں حفظ مراتب اور منصب کی علامت کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے، بادشاہ کا تاج، سلطان کی ترکی ٹوپی، مغربی کلیسا میں اسقف کی سرکا پی لمبی ٹوپی اور زمینداروں، وڈیروں کی پگڑیاں اپنے پہننے والوں کے منصب اور سماجی حیثیت کی عکاس ہوتی ہیں، مختلف سرکاری محکموں میں خاص وضع کی ٹوپیاں عہدیداروں کی وردی کے ساتھ ان کے عہدے اور کام کی پہچان کی علامت ہوتی ہیں، نماز پڑھنے اور قرآن حکیم کی تلاوت سے پہلے سر کو ڈھانپنا مسلمانوں پر واجب ہے، اسلام میں عبادت کے لئے کسی خاص وضع قطع کے ہیٹ یا ٹوپی کا استعمال ضروری نہیں بلکہ سر کو

Marfat.com

صرف ڈھانپنا ہی مقصود ہوتا ہے، ٹوپیوں اور ہیٹ کو مختلف اشاروں کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے، مثال کے طور پر سلام کے لئے ٹوپی اتارنا، فرط مسرت سے ٹوپی ہوا میں اچھالنا، مایوسی کے اظہار کے لئے زمین پر پھینکنا اور غم کے اظہار کے لئے ہاتھوں میں ٹوپی مروڑنا وغیرہ۔

ہیٹ خاص قسم کے کاموں میں ضروری ہوتے ہیں اور ایسے افراد کے ہیٹ ان کے کاموں کی نوعیت کے مطابق بنے ہوتے ہیں، جن کاموں میں سر کو چوٹ لگنے کا خطرہ ہوان میں ہیلمٹ استعمال کیے جاتے ہیں، گھڑ سواری کرنے والے، فاسٹ بالنگ کا مقابلہ کرتے ہوئے بیٹسمین، مکان گرانے والے ٹھیکیدار اور سڑکوں پر ڈیوٹی دینے والے سارجنٹ ہیلمٹ استعمال کرتے ہیں، مذکورہ تمام کاموں میں استعمال ہونے والے ہیلمٹ یا ہیٹ کام کی نوعیت کے مطابق بنے ہوتے ہیں، تاکہ حادثے کی صورت میں سر اور بالوں کو چوٹ اور انفیکشن کے پھیلاؤ سے بچایا جاسکے۔

گرمیوں کے موسم میں بال سر کی جلد کو دھوپ، جلن (Sun burn) سے محفوظ رکھتے ہیں، اس کے علاوہ شدید سردی کے موسم میں ہمیں سردی سے بھی بچاتے ہیں، ٹوپیاں یا ہیٹ ایسے نومولود بچوں کے لئے ضروری ہوتے ہیں، جن کے سر پر بال نہیں ہوتے یا جو لوگ سر سے مکمل طور پر گنجے ہوتے ہیں انہیں سر کو ڈھانپنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ سورج سے آنے والی الٹراوائلٹ شعاعوں سے بچ سکیں۔

گرمیوں کے موسم میں گرم علاقوں کے رہنے والے افراد (سن اسٹروک) سے بچنے کی خاطر کندھوں کے اوپر کپڑا اور سر پر ہیٹ یا ٹوپی رکھتے ہیں تاکہ دماغ پر براہ راست سورج کی شعاعیں نہ پڑیں، سیاہ فام باشندوں کے متعلق لوگوں میں عام خیال پایا جاتا ہے کہ شاید ان کے سروں کی چمڑی موٹی ہوتی ہے اس لئے انہیں سر کو ڈھانپنے کی ضرورت نہیں ہوتی اور اسی وجہ سے گوروں کے پاس حارّی علاقوں میں سیر و سیاحت کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ باقی رہ جاتا ہے کہ وہ سر کو ایسے ہیلمٹ سے ڈھانپ کر رکھیں جیسے کہ ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۳ء کے دوران دوسری جنگ عظیم میں

Marfat.com

برطانوی فوجی گرم علاقوں میں اپنے سروں کو ڈھانپنے کے لئے استعمال کرتے تھے یا گرمی سے بچاؤ کے لئے فرنچ فارن لیجین کے ممبران اپنی گردنوں کو کپڑوں سے ڈھانپ کر رکھتے تھے، ہمارے ہاں سندھی لوگ گرمی سے بچاؤ کی خاطر اجرک اور پنجابی بڑے رومال کا استعمال کرتے ہیں، تاکہ گردن کے کمزور پٹھوں کو محفوظ رکھا جاسکے، لیکن اب اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ سیاہ فام باشندے ہوں یا گورے دونوں کے سروں کی چمڑی یکساں ہوتی ہے اور ان میں کوئی خاص فرق نہیں ہوتا ہے، نہ ہی ان مذکورہ حفاظتی تدابیر مثلاً ٹوپی ہیٹ یا گردن پر کپڑا رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ سورج کی شعاعیں کھوپڑی میں داخل نہیں ہوسکتیں اور سر سے گرمی کے داخل ہونے سے ہیٹ سٹروک نہیں ہوتا ہے، ہیٹ سٹروک جسم کی حرارتی میکانیت کی باقاعدگی کے مکمل طور پر متاثر ہونے سے ہوتا ہے، اس کا کھوپڑی کے زیادہ گرم ہونے سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہوتا اور نہ ہی گرم علاقوں میں پہنے جانے والے ہیٹ اسے روک سکتے ہیں۔

شدید سردیوں کے موسم میں سر پر گرم ٹوپی پہننے سے بھی نزلے، زکام میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی ہے، گرم ٹوپی پہننے کے باوجود نزلہ ہوسکتا ہے، البتہ سر پر گرم کپڑا یا ٹوپی سکون ضرور فراہم کرتی ہے، جلد جتنی زیادہ ننگی ہوگی، اس سے اتنی ہی زیادہ حرارت خارج ہوتی ہے، تجربات سے واضح ہو چکا ہے کہ ہمارے جسم کی تقریباً ۲۰ فیصد حرارت سر سے خارج ہوتی ہے، اگر ہم برف باری کے موسم میں ننگے سر پھرتے رہیں تو یہ بالکل ایسے ہی ہے، جیسے شدید سردی کے موسم میں کمرے کی کھڑکیاں، روشن دان بند کرکے دروازہ کھلا چھوڑ دیا جائے، اگرچہ ٹوپی پہننے یا نہ پہننے سے نزلے زکام کا کوئی تعلق نہیں ہے لیکن اس کے باوجود سردیوں کے دنوں میں ٹوپی کا استعمال فائدہ مند ہوتا ہے۔ (صحت بخش عادات)

Marfat.com

ٹوپی پر ایک یورپی محقق کی ریسرچ

ٹوپی کے بارے میں ایک یورپی محقق لکھتے ہیں کہ:

بچوں کے لئے ٹوپی لباس کا ایک ضروری حصہ ہے اس سے ان کے بال گردوغبار سے محفوظ رہتے ہیں، ریشئے ٹوپی کے بال سر کو دھوپ کی تمازت سے بچاتے ہیں اور گرمیوں میں سر کو ٹھنڈا رکھتے ہیں، اسکول کے بچوں کو جو پیدل اسکول جاتے ہیں ان کو گرمیوں میں سولا ٹوپی ضرور اوڑھنی چاہئے، یہ سولا ٹوپی یا ہیٹ کم دام کی چیز ہے اور پس پشت گردن پر سایہ بھی کرتی ہے جسم کے اس حصہ کو آفتاب کی تیز روشنی سے بچانا چاہئے، اس حصہ جسم پر زیادہ دیر تک دھوپ لگنے سے لو لگنے کا مرض ہو سکتا ہے، مناسب ملبوس ضروری ہے تاکہ سردی، بارش اور برف باری سے تحفظ مل سکے اور دفاعی قوت کمزور نہ ہونے پائے کیونکہ دفاعی قوت کمزور ہونے سے فلو، کھانسی ور نزلہ، زکام کا احتمال ہوتا ہے، اس غرض سے ٹوپی، دستانے، مناسب جراب اور پاپوش نہایت ضروری ہیں جو موسم سرما کی سخت سرد ہواؤں میں پہنے جائیں، اگر مناسب ٹوپی اوڑھی جائے تو جسم سے ۲۰ فیصد حرارت کا ضیاع روکا جا سکتا ہے۔

کسی ہوئی ٹوپی نہیں پہننی چاہئے

ایک حکیم صاحب کہتے ہیں کہ:

مطب میں ایک وجیہہ، دراز قامت، خوش پوش صاحب تشریف لائے، شیروانی پہنی ہوئی، آنکھوں پر چشمہ لگائے ہوئے تھے، فرمانے لگے، حکیم صاحب! کیا ٹوپی پہننے سے بال گرنے شروع ہو جاتے ہیں، میں نے اس کا جواب تفصیل سے دیتے ہوئے کہا کہ بعض لوگ ٹوپی بڑی کس کر پہنتے ہیں جس کی وجہ سے دوران خون بالوں کی طرف کم ہو جاتا ہے، پھر سارا دن بالوں کو تازہ ہوا بھی نہیں لگتی اور نہ ہی سورج کی روشنی، اس حالت میں بال کس طرح تندرست رہ سکتے ہیں، اس لئے بالوں کو روشنی اور ہوا ضرور لگنی چاہئے، وہ صاحب فرمانے لگے کہ میں پہلے ٹوپی نہیں پہنتا

Marfat.com

تھا، بس معزز ہونے کی کوشش کی، ٹوپی پہننی شروع کر دی، لیکن شاید یہ عزت راس نہیں آئی، میں نے اپنے جواب کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ٹوپی پہنی ہی نہ جائے، بلکہ ٹوپی ضرور پہنیں جہاں کہیں موقع ملے ٹوپی کو اتار کر سر پر ہاتھ پھیریں اور اگر جیب میں لکڑی کی کنگھی یا برش ہو تو اس کو بالوں میں کریں، اس سے دوران خون تیز ہو جائے گا اور مسلسل ٹوپی پہنے رکھنے سے جو دورانِ خون میں رکاوٹ آ گئی تھی وہ دور ہو جائے گی، اس طرح بال گرنے سے رک جائیں گے، اگر ٹوپی تنگ نہ ہو اور سر کو کس نہ دیتی ہو تو وہ فائدہ بھی دیتی ہے کہ دن بھر سڑکوں اور گلیوں کی دھول سے بال محفوظ رہتے ہیں، دھول اگر بالوں میں جم جائے تو مسام بند ہو جاتے ہیں بال گرنے شروع ہو جاتے ہیں، اس لئے اگر ٹوپی پہنی جائے تو تنگ اور کسی ہوئی نہ ہو۔

بال بچاؤ ٹوپی کی ایجاد

چھاتی کے سرطان کو کیموتھراپی کے نتیجے میں اکثر خواتین سر کے بالوں سے محروم ہو جاتی ہیں، اس کی وجہ تیز دوائیں ہوتی ہیں، بالوں میں ان کے سرایت کر جانے سے بال جھڑ جاتے ہیں، ان دواؤں کو بالوں تک پہنچنے سے روکنے کیلئے انگلستان کے ریفریجریشن کے انجینئر کلین اور ان کے بھائی نے بائیکل چلانے والوں کے ہیلمٹ جیسی ایک ایسی ٹوپی تیار کی جسے کیموتھراپی سے ۱۵ منٹ پہلے مریض کے سر پر فٹ کر دینے سے کھوپڑی کی کھال کا درجہ حرارت گھٹ جاتا ہے، یوں بالوں کو خون پہنچانے والی رگیں سردی کی وجہ سے بند ہو جاتی ہیں، یہ سرد ٹوپی تین گھنٹوں تک سر پر رکھنی ہوتی ہے، کلین نے اسے اپنی بیوی کے لئے تیار کیا تھا، وہ چھاتی کے سرطان کی مریضہ تھی، اس ٹوپی کے استعمال سے اس کے بال گرنے سے بچے رہے، اب برطانیہ کے کئی ہسپتالوں میں یہ بال بچاؤ ٹوپی استعمال ہو رہی ہے۔

Marfat.com

ٹوپی سے جلد کے سرطان کا بچاؤ

ڈاکٹر یوڈورنر ے کیرتھو میں لکھتا ہے کہ:

"جلد کا سرطان (کینسر) ان ہلکے رنگ کے لوگوں میں عام ہوتا ہے جو زیادہ وقت دھوپ کی پوری تیزی میں گزارتے ہیں یہ جسم کے ان حصوں پر زیادہ ہوتا ہے جہاں دھوپ کی پوری تیزی پڑتی ہے، جلد کے سرطان کی کئی شکلیں ہوتی ہیں عام طور پر موتی کے رنگ کے حلقہ کی شکل میں پہلی بار نمودار ہوتا ہے جس کے بیچ میں سوراخ ہوتا ہے اور دھیرے دھیرے تھوڑا تھوڑا بڑھتا جاتا ہے، اگر صحیح وقت پر علاج ہو جائے تو جلد کے بیشتر سرطان خطرناک نہیں ہوتے، اگر آپ کے جسم پر ایسا زخم ہو جس پر سرطان کا شک ہو تو ہیلتھ ورکر کو بتایئے، جلد کے سرطان سے بچنے کے لئے گورے اور ہلکی رنگت کے لوگوں کو چاہئے کہ دھوپ سے بچیں اور ہمیشہ چھجے والی ٹوپی پہنا کریں۔"

ٹوپی کی افادیت اور میڈیکل سائنس

ٹوپی کا استعمال نزلے زکام کے خلاف مزاحمت پیدا کرتا ہے، مگر یہ بات افسوس کے ساتھ کہنا پڑتی ہے کہ اس کے باوجود نزلے کے وائرس کو روکا نہیں جاسکتا، لیکن جب آپ نے سر پر ٹوپی رکھی ہوئی ہو تو اس بات کا انحصار اس پر بھی ہے کہ اس وقت آپ کتنی سردی محسوس کرتے ہیں، ہمارے سر کی کھال کی عروق خون ٹانگوں اور بازوؤں کی عرق خون کے مقابلے میں زیادہ تیزی سے نہیں سکڑتیں، جب یہ عرق خون سکڑتی ہیں تو خون کی بڑی مقدار پٹھوں کو مہیا کرتی ہیں جہاں یہ جلد کی اوپری سطح کے خون کے مقابلے میں زیادہ گرم ہو جاتا ہے، لیکن کھوپڑی کی سطح پر سے خون کی بہت کم مقدار عروق خون کے ذریعے آگے جاتی ہے، خون کی بہت سی مقدار یہاں پر ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور اس طرح کے ٹھنڈے خون کی تھوڑی سی مقدار بھی جب ہمارے پٹھوں اور اندرونی حصوں میں جائے گی تو یقیناً نقصان کا باعث ہوگی، اس طرح کی ٹھنڈک کس قدر نقصان دہ ہے؟ تحقیق کرنے والوں کے ایک محتاط اندازے

Marfat.com

کے مطابق جب آپ ٹوپی کے بغیر سردی میں نکلتے ہیں تو آپ جسم کو گرم رکھنے کی ۵۰ فیصد تک صلاحیت کم کر لیتے ہیں یا یوں سمجھیں کہ ہمارے اندرونی درجہ حرارت کو برقرار رکھنے کے لئے ہمارے جسم کو ۵۰ فیصد زیادہ کام کرنا پڑے گا۔

ٹوپی کی برکت

یہ واقعہ اگرچہ کئی سال پہلے کا ہے لیکن یہ واقعہ میرے ذہن کے ساتھ ایسے چپک کر رہ گیا ہے کہ جب بھی مجھے اس کی یاد آتی ہے تو اس کے خوف کی وجہ سے میرے جسم میں کپکپی طاری ہو جاتی ہے، گویا کہ یہ واقعہ آج ہی ابھی ابھی ہمارے ساتھ پیش آیا ہے۔

قبل اس کے کہ میں واقعہ بیان کرنا شروع کروں اس سے پہلے واقعہ کو سمجھنے کے لئے آپ حضرات یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ ہم تین بھائی ہیں، میرا نام محمد فاروق جنید ہے اور مجھ سے چھوٹے کا نام محمد اختر اور سب سے چھوٹے کا نام سعید حیدر ہے، ہمارا تعلق زمین دار گھرانے سے ہے۔

سخت گرمیوں کے دن تھے، صبح ہم لوگوں نے ٹریکٹر والے کو کہا کہ آج ہماری زمین میں ہل چلا دینا کیونکہ اس کے ساتھ ہمارا سالانہ ٹھیکہ ہوتا ہے، جب بھی زمین میں ہل وغیرہ چلوانا ہوتا ہے ہم اس کو اطلاع دیتے ہیں اور وہ ہل چلا دیتا ہے کیونکہ وہ ہماری تمام زمین کو جانتا ہے۔

دن کو شدید گرمی ہونے کی وجہ سے ہم اپنی زمین پر نہ جا سکے تا کہ دیکھیں کہ اس نے ہل کیسا چلایا ہے، عصر کے وقت ہم تینوں بھائی اپنے والد صاحب کے ہمراہ عصر کی نماز پڑھنے کی غرض سے روانہ ہوئے، گھر سے کچھ دور جانے کے بعد والد صاحب نے ہم سے مخاطب ہو کر کہا کہ اب موسم بھی درست ہو گیا ہے، یعنی گرمی کم ہو گئی ہے، ہمیں چاہئے کہ اب زمین کا چکر لگا لیں، اور دیکھیں کہ ٹریکٹر والے نے کیسا ہل چلایا ہے، لہذا جلدی جاؤ اور گھر سے کدال اٹھا کر لے آؤ تا کہ زمین میں ہل

Marfat.com

چلانے کی وجہ سے جو مٹی کے بڑے بڑے ڈھیلے نکل آتے ہیں انہیں بھی کدال (کی الٹی یعنی پین والی جانب) سے توڑیں، یہ بات سُنی تھی کہ سب سے چھوٹا یعنی سعید بھاگ کر گیا اور کدال اٹھا کر لے آیا، اس وقت ہم لوگ مسجد میں داخل ہونے والے تھے، سب سے پہلے والد صاحب مسجد کے مین گیٹ سے داخل ہو چکے تھے اور محمد اختر ہم سے پیچھے تھا یعنی درمیانہ بھائی، جیسے ہی وہ گیٹ میں داخل ہوا تو اس نے ہائے ابو کی ایک زوردار چیخ لگائی، اس کی چیخ پورے محلے میں سنی گئی وہ اس وجہ سے کہ جیسے ہی اس نے گیٹ میں پاؤں رکھا تو اوپر چھت سے تقریباً ڈیڑھ میٹر لمبے اور لاٹھی جیسے موٹے سانپ نے اس کے سر پر چھلانگ لگائی، سر پر ٹوپی ہونے کی وجہ سے سانپ اس کو ڈس تو نہ سکا اور سلپ کر کے نیچے گر گیا، اتنے میں والد صاحب بھی چیخ کی وجہ سے اس کی طرف متوجہ ہو چکے تھے، انہوں نے جلدی سے سعید کے ہاتھ سے کدال لی اس وقت سانپ دوبارہ دیوار کے ذریعے چھت کی طرف جا رہا تھا، والد صاحب نے دیوار پر سانپ پر وار کیا لیکن وہ سانپ کو نہ لگا البتہ سانپ دوبارہ زمین پر گرا اور اب اس نے گیٹ سے نکلتے ہوئے گلی کی طرف راہ فرار اختیار کی، والد صاحب بھی کدال لے کر اس کے پیچھے پیچھے بھاگے اور کچھ دور جا کر پشت کی جانب سے اس پر وار کیا اور یہ وار اس پر لگا، وار ہوتے ہی وہ فوراً والد صاحب پر حملے کے لئے لوٹا والد صاحب جلدی سے چند قدم پیچھے ہٹے اور پھرتی سے اس کے سر پر مارنے کی کوشش کی لیکن وہ بھی اتنا ہوشیار تھا کہ باوجود زخمی ہونے کے جب والد صاحب اس کے سر پر مارتے وہ تھوڑا سا پیچھے ہٹ جاتا اور کدال زمین پر لگتا اور وہ والد صاحب کے قدموں کی طرف ڈسنے کی غرض سے لپکتا، یہ کھیل جاری تھا اور اتنے میں محلے کے تمام لوگ جمع ہو چکے تھے، کچھ تو اختر کی چیخ کی وجہ سے اور کچھ کدال جب زمین پر لگتی اس کی زوردار آواز کی وجہ سے، وہ تمام لوگ بھی یہ تماشا دیکھ رہے تھے، اسی دوران ان لوگوں نے بھی سانپ کو پتھر وغیرہ مارے لیکن وہ سانپ نہ مرا، اتنے میں ایک بزرگ آ گئے وہ میرے والد صاحب سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ وار کے وقت جتنا یہ پیچھے ہٹتا ہے اتنا اس کے

Marfat.com

پیچھے وار کروتب یہ مردار ہوگا، والد صاحب نے ایسا ہی کیا اور اندازاً ایک بالشت اس کے سر سے پیچھے وار کیا اور اس وقت وہ بالکل اتنا ہی پیچھے ہٹ کر اٹھائے دوبارہ حملے کے لئے تیار تھا کہ کدال اتنے زور سے اس کے سر پر لگی کہ اس کو مٹی کے ساتھ برابر کر دیا، اس کے بعد آج تک جب بھی میں اس مسجد میں نماز پڑھنے جاتا ہوں تو دروازے سے داخل ہوتے وقت اچانک پہلے میری نگاہیں چھت کا جائزہ لیتی ہیں اور اس کے بعد کسی اور طرف متوجہ ہوتا ہیں۔

ٹوپی کے فائدے کے بارے میں اس کے پڑھنے کے بعد آپ خود اندازہ لگالیں اور آج کے بعد اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

(محمد فاروق چکوال، جامعہ فاروقیہ)

Marfat.com

تیسرا باب

ٹوپی اور عمامہ
کے ساتھ نماز پڑھنے پر
ایک علمی تحقیق

Marfat.com

ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنے پر ایک مختصر تحقیق احادیث رسول ﷺ کے آئینہ میں

احیاء العلوم کے باب آداب اللباس میں لکھا ہے:

کان یلبس القلانس تحت العمائم وبغیر عمامة وربما نزع قلنسوة من رأسه فجعلها سترة بین یدیه ثم یصلی الیها

یعنی آنحضرت ﷺ ٹوپی پہنتے تھے عمامہ کے نیچے اور بغیر عمامہ کے اور کبھی ٹوپی کو سر مبارک سے اتار کر سامنے اس کو سترہ کر لیتے تھے، اور اس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔

امام عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے جامع صغیر کے بقیہ حصہ کو شرح کرتے ہوئے لکھا ہے:

(ویلبس) القلانس (ذوات الآذان) اذا کان (فی الحرب وکان ربما نزع قلنسوته) ای اخرج رأسه منها (فجعلها سترة بین یدیه وهو یصلی) ای اذا لم یتیسر له جنذ ما یستتر به او بیانا للجواز

یعنی آنحضرت ﷺ جہاد کی حالت میں گوشہ دار ٹوپی پہنتے تھے اور کبھی اس کو سر سے اتار کر سترہ کر لیتے تھے اور اس کی طرف نماز پڑھتے تھے جب کہ سترہ کرنے کے قابل اس وقت کوئی اور شے موجود نہ ہوتی، یا اظہار جواز کے لئے۔

سفر السعادت میں ہے:

النبی ﷺ لبس السراویل ولبس العمامة بغیر قلنسوة ومع القلنسوة القلنسوة بغیر العمامة

Marfat.com

جس کا ترجمہ کتاب مذکورہ کی شرح میں شیخ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے
آنحضرت ﷺ گاہ عمامہ بے کلاہ می پوشید و گاہ کلاہ بے عمامہ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کشف الغمہ میں لکھا ہے:

كان ابن مسعود رضى الله عنه يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول كان على موسىٰ عليه الصلوٰة والسلام يوم كلمه ربه سراويل صوف وجبة صوف وكساء صوف كمة صوف ونعلان من جلد حمار الميت الكهر والقلنسوة والصغير على الرأس.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے جس روز اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا ان کا زیر جامہ اور جگہ اور چادر اور ٹوپی اور مردہ گدھے کا چمڑہ کے پاپوش پہنے ہوئے تھے، یہ حدیث ترمذی شریف وغیرہ میں بھی آئی ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم بالعموم ٹوپی بھی استعمال کرتے تھے اور اس سے انکار جہالت ہے، متعدد احادیث کتب صحاح وغیرہ میں وارد ہیں بخوف طوالت سب کی نقل کو ترک کیا گیا، اگر کوئی چاہے دیکھ سکتا ہے، خصوصاً یہ کہ جب حج کے موقعہ پر نبی کریم ﷺ سے احرام کی حالت میں دوسرے لباس کے استعمال کو دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ قمیص، زیر جامہ، ٹوپی، موزے وغیرہ جامہ ہائے دوختہ پہنیں پس اگر صحابہ رضی اللہ عنہم ٹوپیاں پہنتے نہ ہوتے تو منع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

ان روایات واحادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عمامہ پہنتے تھے، ساتھ ٹوپی کے اور کبھی عمامہ بغیر ٹوپی کے اور کبھی ٹوپی بغیر

Marfat.com

عمامہ کے۔

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک

شیخ عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کشف الغمہ میں لکھا ہے:

کان ﷺ یامر بستر الرأس فی الصلوٰۃ بالعمامۃ او القلنسوۃ وینھی عن کشف الرأس فی الصلوٰۃ

آنحضرت ﷺ حکم دیتے تھے نماز میں سر ڈھانکنے کا عمامہ سے یا ٹوپی سے اور منع فرماتے تھے سر کھولنے سے نماز میں۔

قابل غور ہے کہ جب خود سردار دو جہاں ﷺ حکم دیں کہ نماز میں عمامہ یا ٹوپی سے سر ڈھانک لینا چاہئے تو ٹوپی پہننا بموجب اس حدیث کے مسنون و مستحب ہوگا یا نعوذ باللہ مکروہ۔

عمامہ ٹوپی پہننا فطرت انسانی ہے

لا تزال امتی علی الفطرۃ ما لبسوا العمائم علی القلانس (کنز العمال، ج ۸ ص ۱۹)

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت جب تک ٹوپیوں پر عمامے باندھتی رہے گی تب تک فطرت انسانی پر قائم رہے گی۔

اس حدیث عالیہ سے معلوم ہوا کہ جو آپ ﷺ کا امتی عمامہ شریف اور ٹوپی نہیں پہنتا وہ فطرت انسانی سے گرا ہوا ہے، اس حدیث میں بالخصوص ان لوگوں کیلئے درس عبرت ہے جو کپڑے کے ہوتے ہوئے بھی ننگے سر نماز پڑھنے کو ترجیح دیتے ہیں، کیونکہ یہ فعل فرمان مصطفیٰ ﷺ اور فطرت انسانی کے خلاف ہے۔

صرف ٹوپی پہننے کا ثبوت

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

Marfat.com

عن عاصم بن کلیب عن ابیه عن خاله قال اتیت النبی ﷺ فی الشتاء فوجدتهم یصلون فی البرانس والاکسیة وایدیهم فیها. (رواه الطبرانی فی الکبیر ورجاله موثقون (مجمع الزوائد، ج۲ص۵۱)

کلیب کے والد اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں سردیوں میں حاضر ہوا وہ سب ٹوپیاں پہنے ہوئے اور چادریں اوڑھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے ہاتھ ان کی چادروں میں تھے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

قال الحسن کان القوم یسجدون علی العمامة والقلنسوه ویداه فی کم (بخاری، ج۱ص۱۵۹)

حسن بصری کہتے ہیں کہ (گرمی کی وجہ سے) لوگ (یعنی صحابہ اور تابعین) عمامہ اور ٹوپی پر سجدہ کرتے تھے، (یعنی پیشانی عمامہ کے پیچ اور ٹوپی سے ڈھکی ہوئی ہوتی تھی) اور ان کے ہاتھ آستینوں میں ہوتے تھے۔

وضع ابو اسحاق قلنسوة فی الصلوٰة ورفعها (صحیح بخاری، جلد۱ص۱۵۹)

ابو اسحاق نے نماز میں اپنی ٹوپی کو رکھا اور اونچا کیا۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وکان النبی ﷺ یامر بستر الرأس فی الصلوٰة بالعمامة او القلنسوة وینهی عن کشف الرأس فی الصلوٰة (کشف الغمہ، ج۱ص۸۷)

Marfat.com

نبی ﷺ نماز میں عمامہ یا ٹوپی کے ساتھ سر ڈھانپنے کا حکم دیتے تھے اور ننگے سر نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ حافظ ابن عساکر اور حافظ رویانی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

کتب احادیث وسیر وتواریخ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی بھی پہنی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

جلیل القدر تابعی حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كان القوم يسجدون على العمامة او القلنسوة (صحیح بخاری، ج ا ص ۵۶)

یعنی ان کے زمانہ کے لوگوں (صحابہ وتابعین وغیرھم) سے کچھ عمامہ باندھ کر اور کچھ ٹوپی پہن کر نماز پڑھتے تھے۔

علاوہ ازیں ترمذی کے حوالے سے مشکوۃ (ص ۳۷۵)، سیرت حلبیہ (ص ۳۵۴)، سفر السعادۃ (ص ۴۳۶)، احیاء العلوم (ص ۵۲۲ ج ۲)، جامع الصغیر (ص ۱۲۰) میں ٹوپی پہننے کی احادیث موجود ہیں۔

ٹوپی سے نماز کے جواز کے مزید دلائل

شرح منیۃ المصلی میں ہے:

وفي التحفة والبدائع واما المستحب فهو ان يصلي في ثلثة اثواب ازار ورداء وعمامة وكذا ذكر الفقيه ابو جعفر الهندواني في غريب الرواية عن اصحابنا ومشى عليه في الحاوى القدسى وقال محمد رحمه الله تعالى المستحب للرجل ان يصلي في ثوبين ازار ورداء لانه يحصل ستره العورة والزينة جميعا

Marfat.com

قلت وهو الموافق لماقدمناه عن ابی حنیفة رحمه الله من انه من اخلاق الکرام ثم یمکن ان یکون المراد بالنسبة الی ماعدالرأس للعلم باستحباب ستره بعمامة ونحوها الی القلنسوه وجریان العادة غالبابذلک کماقدمناه مثله فی التوشح وجوزنا ان یکون هو الحاصل علی عدم التعرض لستر الرأس

یعنی تحفہ اور بدائع مین لکھا ہے اور بہر حال مستحب پس وہ ازار چادر عمامہ تین کپڑوں سے نماز پڑھنا ہے اور ایسے ہی ذکر کیا فقیہہ ابوجعفر ہندوانی نے نادرروایت میں ہمارے اصحاب سے اور اسی قول پر چلے ہیں حاوی قدسی میں اور کہا محمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہ واسطے آدمی کے مستحب یہ ہے کہ نماز پڑھے دو کپڑوں ازاراور چادر سے اس واسطے کہ اس سے ستر عورت اور زینت دونوں حاصل ہوجاتے ہیں، مین کہتا ہوں اور وہ موافق ہے اس کے جو ہم نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے قبل ازین ذکر کیا کہ ایسا کرنا بزرگوں کی عادات سے ہے پھر ممکن ہے کہ باوجود سر کو عمامہ یا ٹوپی وغیرہ سے ڈھانکنے کا استحباب معلوم ہوتے ہوئے ماعداالراس کی نسبت یہ دو کپڑوں کا استحباب بیان کیا ہو اور اس واسطے کہ غالباً عادت لوگوں کی یہی جاری ہے، جیسے کہ مقدم ذکر کیا ہم نے مثل اس کے توشح میں اور جائز کیا ہم نے وہی حاصل ہونا استحباب کا ستر الراس کے متعلق تعرض نہ کرتے ہوئے۔

اس شرح میں ہے:

ثم یتخلص ان المستحب من اللبس فی حال السعة للرجل ازارورداء وعمامة اونحوها اوقمیص وازار

Marfat.com

وعمامة او نحوها وان الجائز منه من غير كراهة للرجل التوشح بالثوب الواحد من تغطية الرأس ببعضه ان لم يكن مستورا بعمامة او نحوها .الخ

یعنی پھر صاف ہوتی ہے یہ بات کہ گنجائش اور وسعت میں آدمی کے واسطے لباس مستحب ہے ازار چادر اور عمامہ یا مثل اس کے کوئی اور شے یا قمیص اور ازار اور عمامہ یا مثل اس کے اور تحقیق ہے، یہ کہ اس مجموعہ لباس میں سے آدمی کے واسطے پہننا صرف ایک کپڑے کا کہ اسی سے سر بھی چھپ جائے، جائز ہے بلا کراہت، اگرچہ دوپٹہ یا ٹوپی سر پر نہ ہو۔

صاحبِ فتاویٰ عالمگیری کی تحقیق

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

والمستحب ان يصلي الرجل في ثلثة اثواب قميص وازار وعمامة، اما لو صلى في ثوب واحد متوشحا به تجوز صلاته من غير كراهة.

اس اعتراض پر کہ ٹوپی بے امامت کے جواز کا جو فتویٰ دیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے، یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا امامت اور اقتدار کے لئے کسی خاص لباس امتیازی کی بھی قید ہے اور کیا عمامہ شرائط امامت میں داخل ہے، سوائے افضلیت کے اور کیا اگر صرف ایک کپڑے سے نماز پڑھائی گئی ہو تو دو اور تین کپڑوں سے نماز پڑھانے کا جواز ثابت نہیں ہوسکتا۔

البحر الرائق میں ہے

بحر الرائق میں لکھا ہے:

Marfat.com

وفی الخلاصة وغیرها لاباس ان صلی الرجل فی ثوب واحد متوشحابه جمیع بدنه ویوم کذلک

یعنی خلاصہ وغیرہ میں ہے کہ کچھ حرج نہیں ہے ایک کپڑے سے نماز پڑھنے میں جب کہ آدمی تمام جسم پر وہ کپڑا پہنے ہوئے ہو، اور ایسے ہی امامت کرے۔

احیاء العلوم میں ہے

احیاء العلوم میں ہے:

کانت له ملحفة مصبوغة بالزعفران وربما صلی بالناس فیها وحدها

یعنی آنحضرت ﷺ کے پاس ایک اوڑھنے کی چادر تھی زعفران سے رنگی ہوئی، کبھی آپ ﷺ صرف اسی چادر سے لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے۔

اس پر اعتراض ہوسکتا ہے کہ حضور ﷺ نے زعفران رنگ کے لباس سے منع فرمایا ہے، چنانچہ جامع الصغیر وغیرہ میں ہے منع فرمایا ہے نبی ﷺ نے مردوں کو زعفران سے کپڑے رنگنے سے، جواب اس کا یہ ہے کہ اگرچہ بقول مختار زعفرانی رنگ کی مردوں کے کراہت ثابت ہے، لیکن فی الجملہ یہ مسئلہ اختلافی ہے کہ کہا گیا ہے یہ ممانعت صرف حالتِ احرام کے لئے مخصوص تھی اور تائید قول احیاء العلوم میں اور بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں:

کشف الغمہ میں ہے:

قال انس رضی الله عنه کان رسول الله ﷺ یصبغ ثیابه کلها بالزعفران حتی عمامة.

کہا انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ اپنے کپڑے زعفران

Marfat.com

سے رنگتے تھے یہاں تک کہ عمامہ بھی۔

بہر حال یہ اعتراض بحث مانحن فیہ سے خارج ہے، احیاء العلوم میں لکھا ہے:

وربما لبس الازار الواحد ليس عليه غيره ويعقد طرفيه بين كتفيه وربماأَمّ به الناس على الجنائز.

یعنی کبھی آنحضرت ﷺ صرف چادر پہنتے تھے کہ اس پر کوئی اور شے نہیں ہوتی تھی اور دو کنارے اس کے درمیان مونڈھوں کے باندھتے تھے اور کبھی امامت کرتے تھے لوگوں کی اسی چادر سے جنازوں کے۔

شرح جامع الصغیر سے حدیث شریف

اس سے شرح جامع الصغیر سے حدیث لکھی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ جہاد کی حالت میں گوشہ دار ٹوپی پہنتے تھے اور کبھی اس کو سر سے اتار کر سترہ کر لیتے تھے، اور اس کی طرف نماز پڑھتے تھے وہ اتنی دراز ہوتی تھی کہ اس کو بجائے سترہ کے رکھ لیتے تھے تو قرینہ کے لحاظ سے یہ بات یقینی ہے کہ آپ ﷺ اس کو بلا عمامہ اوڑھتے تھے، پھر بعید از قیاس ہے کہ اس حالت میں نماز پڑھانے کا اتفاق نہ ہوتا ہو، کیونکہ حالت سفر میں اور خصوصا جہاد میں زیادہ تر فرائض و واجبات ہی پڑھنے کا اتفاق ہوتا تھا قصر کی وجہ سے۔

ترمذی شریف میں ہے

ترمذی میں ہے:

عن انس ابن مالك قال دخل النبي ﷺ عام الفتح وعلى الراس المغفر.

یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا تشریف لائے نبی ﷺ فتح مکہ کے سال اس حال میں کہ سر مبارک پر مغفر یعنی خود آہنی تھا کہ جو ٹوپی کے اندر پہنا جاتا ہے۔

Marfat.com

قاموس وصراح میں لکھا ہے ذرد من الدرع یلبس تحت القلنسوة یعنی زرہ خود پہنا جاتا ہے ٹوپی کے نیچے پس یہ بھی ٹوپی کی جنس سے ہے اور حدیث مغفر مؤید ہے حدیث مذکورہ بالا کی۔

ٹوپی سے اپنا سر ڈھانپنا ایک اسلامی تہذیب ہے

مردوں کا اپنے سر کو ڈھانپنا ایک قدیم تہذیب ہے اور سر ڈھانپنے کے لئے ٹوپی کا استعمال بھی قدیم زمانہ سے چلا آرہا ہے، گو ٹوپی کی کیفیات میں اختلاف ہوتا رہا ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں ایک باب قائم کیا ہے "باب لبس القمیص" (ص۸۶۲ ج۲) اس کے ذیل میں علامہ ابن بطال مالکی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

فیہ ان لباس القمیص من الامر القدیم وکل ماذکر فی حدیث ابن عمر من السراویل والبرانس وغیرھا

(شرح صحیح البخاری لابن بطال ص۸۳ ج۹)

اس باب میں اس بات کا ثبوت ہے کہ قمیص پہننا اور پاجامہ نیز ٹوپی وغیرہ پہننا، جس کا ذکر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہوا ہے، یہ قدیم امور میں سے ہیں۔

مردوں کا ٹوپی سے اپنا سر ڈھانپنا قدیم تہذیب ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی تہذیب بھی ہے، چنانچہ ٹوپی، حضرات انبیاء علیہم السلام اور صالحین رحمہم اللہ کے لباس کا حصہ ہے، حافظ ابن العربی مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

القلنسوة من لباس الانبیاء والصالحین. (عارضۃ الاحوذی ص۲۴۲ ج۷)

آپ ﷺ کی ٹوپی مبارک

خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی ٹوپی پہننا ثابت ہے، علامہ قسطلانی

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

وقد کان لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام عمامۃ تسمی السحاب ویلبس تحتها القلانس اللاطئۃ (المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی ص۹ ج۵)

رسول اللہ ﷺ کا ایک عمامہ تھا، جس کو "سحاب" کہا جاتا تھا، آپ ﷺ اس عمامہ کے نیچے سر پر مڑھی ہوئی ٹوپی پہنتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی ٹوپی کے بارے میں سب سے عمدہ سند والی وہ روایت ہے، جو حافظ ابومحمد بن حیان الملقب بأبی الشیخ رحمہ اللہ نے "اخلاق النبی ﷺ" میں ذکر کی ہے، جس میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان ہے:

ان النبی ﷺ کان یلبس من القلانس فی السفر ذوات الآذان وفی الحضر المشمرۃ یعنی الشامیۃ. (اخلاق النبی ﷺ ص۱۰۴)

نبی کریم ﷺ سفر میں باڑ دار اونچی ٹوپی پہنتے تھے اور حضر میں سمٹی ہوئی یعنی شامی۔

بسر ڈھانپنے کے لئے رسول اللہ ﷺ جس طرح ٹوپی استعمال فرماتے تھے، اسی طرح عمامہ بھی باندھتے تھے، چنانچہ آپ ﷺ اکثر ٹوپی پہن کر اس پر عمامہ باندھتے تھے نیز بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی بھی پہنتے تھے اور بغیر ٹوپی کے بھی عمامہ کا استعمال فرماتے تھے، حافظ ابن القیم حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کانت لہ عمامۃ تسمی السحاب کساها علیا، وکان یلبسها ویلبس تحتها القلنسوۃ، وکان یلبس القلنسوۃ بغیر عمامۃ، ویلبس العمامۃ بغیر قلنسوۃ. (زاد المعاد، ج۱ ص۸۲)

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عمامہ تھا، جسے ''سحاب'' کہا جاتا تھا، جو بعد میں آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیا تھا، آپ اس کو باندھتے تھے، اور اس کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے اور کبھی رسول اللہ ﷺ بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی بھی پہنتے تھے، اور کبھی بغیر ٹوپی کے صرف عمامہ بھی زیب تن فرماتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ سے سر برہنہ ہونا حالت احرام میں ثابت ہے اور سوائے احرام کے احیاناً آپ ﷺ برہنہ سر ہوئے ہیں، ورنہ آپ کی عام عادت یہ تھی کہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر عمامہ یا ٹوپی سجی رہتی تھی، محدث سید محمد بن جعفر کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الدعامۃ'' میں ان احادیث کو جمع فرمایا ہے، جو آپ ﷺ کے عمامہ کے ساتھ ٹوپی پہننے اور بغیر عمامہ کے ٹوپی پہننے کی مواظبت پر دلالت کرتی ہیں، آپ کے اس اہتمام کی وجہ سے حافظ ابن العربی رحمہ اللہ نے تو ''عارضۃ الاحوذی'' (ج ۷ ص ۲۴۲) میں ٹوپی پہننے کو از قبیل سنت قرار دیا ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی رسول اللہ ﷺ کی عادات واطوار اور آپ ﷺ کے طرز عمل کا اتباع کرتے ہوئے عام حالات میں برہنہ سر نہیں رہتے تھے، بلکہ ٹوپی یا عمامہ سے اپنے سروں کو ڈھانکتے تھے، جامع ترمذی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

الشھداء اربعة، رجل مؤمن جيد الايمان لقى العدو فصدق الله حتى قتل، فذلك الذى يرفع الناس اليه اعينهم يوم القيامة هكذا، ورفع رأسه حتى وقعت قلنسوته، فلا ادرى قلنسوة عمر اراد ام قلنسوة النبى ﷺ، الحديث. (جامع ترمذی، ج ۱ ص ۲۹۳، ۲۹۴)

شہدا چار قسم پر ہیں: ایک وہ مومن آدمی ہے، جس کا ایمان عمدہ ہو اور دشمن سے مڈبھیڑ کے وقت اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی

Marfat.com

تصدیق کرتے ہوئے لڑے اور شہید ہو جائے، اس آدمی (کے بلند درجات) کا حال یہ ہے کہ لوگ قیامت کے دن اس کی طرف اپنی نگاہ اس طرح اٹھائیں گے، یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ نے یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپنا سر اٹھایا، یہاں تک کہ آپ کی ٹوپی گر گئی، راوی کہتے ہیں کہ مجھے پتہ نہیں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ٹوپی مراد ہے یا نبی ﷺ کی ٹوپی۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سر پر ٹوپی تھی۔

صحیح بخاری میں ہے:

قال (ای سلیمان التیمی) رأیت علی انس برنسا اصفر من خز (صحیح بخاری، ص ۸۶۳، ج ۲)

سلیمان تیمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ پر ریشم اور اون کی بنی ہوئی زرد رنگ کی مخصوص ٹوپی (جو لباس ہی کا حصہ تھی) دیکھی۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی "برنس" ٹوپی

شارح صحیح بخاری علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقد لبسہ جماعۃ من الصحابۃ منہم ابوبکر الصدیق وابن عباس والتابعین منہم ابن ابی لیلی وغیرہ۔

(ارشاد الساری، ج ۱۲ ص ۵۲۳)

بالیقین حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے "برنس" ٹوپی (جو لباس ہی کا حصہ ہوتی ہے) پہنی ہے، جن میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ

Marfat.com

عنہم ہیں، اور تابعین رحمہم اللہ کی ایک جماعت نے بھی یہ مخصوص ٹوپی پہنی ہے، جن میں حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ وغیرہ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ''برنس'' ٹوپی کا استعمال تھا، جس کو حالت احرام میں پہننے سے منع کیا گیا، صحیح بخاری میں ہے:

عن النبی ﷺ قال لایلبس المحرم القمیص ولاالعمامة ولاالسراویل ولاالبرنس (الحدیث) (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۰۹ وج ۲ ص ۸۶۴)

نبی ﷺ نے فرمایا کہ مُحرم آدمی قمیص، عمامہ، پاجامہ اور برنس نہیں پہنے گا۔

ٹوپی کی طرح عمامہ کا استعمال بھی حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں رہا ہے، حضرت عبداللہ بن عتیک اور حضرت عبیداللہ بن عدی بن خیار رضی اللہ عنہما میں سے ہر ایک کے عمامے کا ذکر صحیح بخاری میں اور حضرت انس بن مالک، حضرت عمار بن یاسر اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہم جیسے بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عمامے کا ذکر مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ کتب حدیث میں ملتا ہے، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت عبداللہ بن حازم وغیرہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عمامے زیب تن کرنے اور شملہ چھوڑنے کی کیفیت تک کا بیان حدیث کی کتابوں میں ہوا ہے۔

تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کے زمانے میں ٹوپی

تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کے زمانہ میں بھی عام حالات میں عمامہ یا ٹوپی سے سر ڈھانکنے کا معمول تھا، چنانچہ حضرت ابواسحٰق سبیعی تابعی رحمۃ اللہ علیہ کی ٹوپی کا ذکر صحیح بخاری (ج ۱ ص ۱۵۹) میں آیا ہے۔

Marfat.com

ابن بطال مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قال مالک :العمة والاحتباء والانتعال من عمل العرب، ولیس ذلک فی العجم، وکانت العمة فی اول الاسلام،ثم لم تزل حتی کان ہؤلاء القوم،قال ابن وھب،وحدثنی مالک انه لم یدرک احدامن اھل الفضل: وحدثنی مالک انه لم یدرک احدامن اھل الفضل :یحیٰی بن سعید وربیعة وابن ھرمز الاوھم یعتمون ولقد کنت فی مجلس ربیعة وفیه احد وثلاثون رجلا مامنھم رجل الاوھو معتم وانا منھم

(شرح صحیح البخاری لابن بطال، ج۹،ص۸۹)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عمامہ باندھنا، گوٹ لگانا اور جوتے پہننا عرب کے عمل میں سے ہے، یہ عجم میں نہیں تھا اور عمامہ باندھنا ابتداء اسلام میں تھا، پھر یہ مسلسل رہا، تا آنکہ ابناء زمانہ بھی اسی پر قائم ہیں، ابن وہب فرماتے ہیں کہ مجھ سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ انہوں نے ارباب فضل یحیٰی بن سعید، ربیعہ اور ابن ہرمز رحمہم اللہ میں سے ہر ایک کو عمامہ باندھتے ہوئے پایا اور میں ربیعہ کی مجلس میں تھا، اس میں اکتیس شرکاء مجلس تھے، ان میں سے ہر ایک عمامہ باندھے ہوئے تھا اور میں بھی ان میں سے تھا۔

ننگے سر رہنا مکروہ بھی اور انتہائی قبیح فعل ہے

سطور بالا سے مسئلہ کا ایک پہلو اور تصویر کا ایک رخ سامنے آگیا کہ مردوں کا عام حالات میں اپنے سر کو ٹوپی یا عمامہ سے ڈھانکنے کا رواج قدیم زمانہ سے چلا آرہا

Marfat.com

ہے، رسول اللہ ﷺ کا عام معمول بھی یہی تھا، خیر القرون میں بھی اس کا معمول رہا ہے اور سلف سے خلف تک یہ معمول برابر جاری ہے، اسی لئے بعض حضرات لوگوں کے سامنے مردوں کے برہنہ سر ہونے کو مکروہ قرار دیتے ہیں، ''غنیۃ الطالبین'' میں ہے:

ویکرہ کشف رأسہ بین الناس (غنیۃ الطالبین، ج۱، ص۱۳)

کراہت کے قول میں کلام ہو تو ہو، لیکن اس کے خلاف مروت ہونے میں دو رائے نہیں ہیں، امام ابن جوزی رحمہ اللہ کی ''تلبیس ابلیس'' میں ہے:

ولا یخفی علی عاقل ان کشف الرأس مستقبح وفیہ اسقاط مروۃ وترک ادب (تلبیس ابلیس، ص۲۷۳)

کسی عقلمند پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ برہنہ سر رہنا انتہائی قبیح ہے اور یہ خلاف مروت اور بے ادبی ہے۔

دوسرا پہلو اور تصویر کا دوسرا رخ

مسئلہ کا دوسرا پہلو اور تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ نماز کی حقیقت بارگاہ خداوندی میں حاضری ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ پورے ادب واحترام کے ساتھ حاضر ہو، اور منجملہ آداب واحترام کے ٹوپی اور عمامہ سے یا دونوں میں سے کسی ایک سے سر ڈھانپنا ہے، دیکھئے! لباس کی دو حدیں ہیں، ایک واجب اور دوسری مستحب، قرآن مجید نے سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۶ میں لباس کو انہی دو حدوں میں تقسیم کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا

اے اولاد آدم! ہم نے تمہارے لئے وہ پوشاک اتاری ہے، جو تمہارے ستر کو چھپاتی ہے اور آرائش کے کپڑے اتارے ہیں۔

پھر آیت نمبر ۳۱ میں ارشاد ہے:

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ

Marfat.com

ان آیات سے معلوم ہوا کہ ایک حد تو وہ ہے جس کا ڈھانکنا واجب وفرض ہے اور وہ قابل شرم اعضاء اور ان کے ملحقات ہیں اور دوسری حد آرائش کا لباس ہے، یہ بھی نماز میں مطلوب ہے، ابوحیان اندلسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والذی یظهر ان "الزینة" هو ما یتجمل به ویتزین عند الصلاة ولا یدخل فیه ما یستر العورة لان ذلک مامور به مطلقا. (البحر المحیط، ج۴ص۲۹۲)

ظاہر یہ ہے کہ "زینت" ہر وہ لباس ہے، جس سے نماز کے وقت تجمل وتزین حاصل ہو، اور زینت میں وہ کپڑا داخل نہیں ہے، جو ستر کو چھپانے والا ہو، اس لئے کہ وہ تو مطلقاً مامور بہ ہے۔

اور آرائش کے لباس کی حد صرف مونڈھوں تک نہیں ہے، یہ تو ایک درمیانی صورت ہے، کامل آرائش یہ ہے کہ سر اور ٹخنوں کے اوپر تک جو بھی آرائش اور زینت کا لباس ہے اس کو پہن کر نماز پڑھی جائے، اس اعتبار سے عمامہ اور ٹوپی سے یا ان میں سے کسی ایک سے سر ڈھانکنا آرائش کے قبیل سے ہے، لہٰذا سر ڈھانپ کر نماز پڑھنی چاہئے۔

نماز کے وقت زینت اختیار کرنے کے حکم قرآنی اور ارشاد نبوی ﷺ "ان اللہ عزوجل احق من ان تزین له" (اللہ عزوجل زیادہ مستحق ہیں کہ آپ اُس کے لئے زینت وآرائش اختیار کریں) کے پیش نظر حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ نے نماز میں قمیص وتہبند یا قمیص وپاجامہ وغیرہ کے ساتھ ساتھ عمامہ یا ٹوپی سے سر ڈھانکنے کو مستحب قرار دیا ہے۔

"الفقہ الاسلامی" میں ہے:

والمستحب شرعا ان یصلی الرجل فی ثوبین ..... کما یستحب تغطیة الرأس. (الفقه الاسلامی وادلته، ج۲ص۹۸۲)

مرد کا دو کپڑوں میں نماز پڑھنا شرعاً مستحب ہے..... جیسے سر

Marfat.com

ڈھانپنا مستحب ہے۔

''البحر الرائق'' میں ہے:

والمستحب ان یصلی فی ثلاثة اثواب قمیص وازار وعمامة (البحر الرائق، ج۱ص۲۶۹)

مستحب یہ ہے کہ مرد تین کپڑوں میں نماز پڑھے، قمیص، ازاراور عمامہ میں۔

ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے، حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ کا فتویٰ

سستی کی وجہ سے یا غیر اہم معاملہ خیال کر کے کھلے سر نماز پڑھنے کو حضرات فقہاء رحمہم اللہ نے مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے۔ ''الفقہ الاسلامی'' کی ''مکروہات صلاۃ'' کی بحث میں ہے:

والصلوٰة حاسرا (کاشفا) رأسه للتکاسل ....والکراهة هنا تنزیهیة اتفاقا (الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۲ص۹۸۲)

اور سستی کی وجہ سے کھلے سر نماز پڑھنا (مکروہ ہے) اور یہاں کراہت بالاتفاق تنزیہی ہے۔

ویکره ان یصلی حاسرا رأسه تکاسلا، بان استثقل تغطیته ولم یرها امراً مهما فی الصلوٰة فترکها لذلک، ولا بأس إذا فعله تذللا وخشوعا، وقوله "لابأس" یدل علی ان الاولی ان لا یفعله وان یتذلل ویخشع بقلبه فانها من افعال القلب (شرح منیۃ المصلی، ص۳۴۸)

اور سستی کی وجہ سے کھلے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے، بایں طور کہ نماز میں سر ڈھانپنے کو بوجھ سمجھ کر اور اس کو غیر اہم معاملہ خیال کر کے

Marfat.com

چھوڑ دے، جب تذلل اور فروتنی کے لئے کھلے سر نماز پڑھے تو مضائقہ نہیں ہے، ماتن کا قول ''لاباس'' اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ اس غرض سے کھلے سر نماز پڑھے اور تذلل اور فروتنی قلب سے اختیار کرے، اس لئے کہ یہ قلب کے افعال میں سے ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں:

''چونکہ نماز میں صرف ستر پوشی ہی مطلوب نہیں، بلکہ لباس زینت اختیار کرنے کا ارشاد ہے، اس لئے مرد کا ننگے سر نماز پڑھنا یا مونڈھے یا کہنیاں کھول کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، خواہ قمیص ہی نیم آستین ہو یا آستین چڑھائی گئی ہو بہر حال نماز مکروہ ہے اسی طرح ایسے لباس میں بھی نماز مکروہ ہے، جس کو پہن کر آدمی اپنے دوستوں اور عوام کے سامنے جانا قابل شرم و عار سمجھے، جیسے صرف بنیان بغیر کرتے کے اگر چہ پوری آستین بھی ہو یا سر پر بجائے ٹوپی کے کوئی کپڑا یا چھوٹا دستی رومال باندھ لینا کہ کوئی سمجھدار آدمی اپنے دوستوں یا دوسروں کے سامنے اس ہیئت میں جانا پسند نہیں کرتا، تو اللہ رب العالمین کے دربار میں جانا کیسے پسندیدہ ہو سکتا ہے؟ سر مونڈھے کہنیاں کھول کر نماز کا مکروہ ہونا آیت قرآنی کے لفظ ''زینت'' سے بھی مستفاد ہے اور رسول کریم ﷺ کی تصریحات سے بھی''۔ (معارف القرآن ج ۳ ص ۵۴۴)

الغرض عام حالات میں ننگے سر نماز پڑھنا، نماز کے وقت تزین و آرائش اختیار کرنے کے حکم قرآنی کے خلاف ہے، نیز ارشاد نبوی ''ان اللہ عزوجل احق من ان تزین لہ'' کے بھی خلاف ہے اور سنت متوارثہ اور صدیوں کے عمل متوارث کے بھی خلاف ہے، اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ اب تو مسلمانوں میں بھی کھلے سر رہنا ہی عام رواج ہے، تو جاننا چاہئے کہ یہ ایک فیشن ہے، اس کا اعتبار نہیں، اعتبار اسلامی تہذیب کا ہے، چنانچہ خیر القرون سے سر ڈھانپنے کا جو معمول چلا تھا، کہ رسول اللہ ﷺ، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین، سلف صالحین، مشائخ و محدثین اور ائمہ

Marfat.com

دین رحمہم اللہ عام حالات میں عمامہ اور ٹوپی سے سر ڈھانکتے تھے، ان کی یہ عادت نہ تھی کہ کھلے سر پھریں یا کھلے سر نماز پڑھیں، وہ معمول آج تک دیندار اور سمجھدار طبقہ میں برقرار ہے، اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ حج میں تو مرد کو برہنہ سر رہنا پڑتا ہے، جب اس عبادت میں کھلے سر رہنا مطلوب ہے، تو عام حالات میں نماز بھی کھلے سر ہی ادا کرنا چاہئے، اس کا جواب یہ ہے کہ حج چونکہ مخصوص مکان میں مخصوص وقت میں ادا کی جانے والی مخصوص عبادت ہے، لہذا برہنہ سر ہونے میں اس پر نماز جیسی عبادت کو قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

يٰبَنِىٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ

اے اولاد آدم اپنی زینت حاصل کرو ہر مسجد کے نزدیک

زینت سے مراد وہ لباس ہے جو جسم انسانی کے ضروری پوشیدنی حصوں کا ستر کر سکے اور مسجد سے مراد نماز ہے:

ان المراد من الزينة الثياب المواري للعورة و المراد من المسجد هو الصلوٰة (تفسیرات احمدیہ ص ۲۷۳۔ الاکلیل ج ۲ ص ۱۱۰)

واضح ہوا کہ نماز میں ایسی زیبائش ہونی چاہئے جو شرعاً جائز ہے اس سے پتہ چلا کہ قمیص، عمامہ وغیرہ مستحب ہیں اور خصوصاً ننگے سر نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔

تكره الصلوٰة ...... مكشوف الرأس ......لان فيه ترك اخذ الزينة المامور بها مطلقاً (از مدیہ، غنیۃ صغیری)

ننگے سر نماز اس لئے مکروہ ہے کہ اس میں زینت کی ترک لازم آتی ہے جس کا مطلقاً ذکر کیا گیا ہے۔

فقہاء کرام نے صراحۃً ٹوپی کا ذکر کیا ہے، صاحب درمختار فرماتے ہیں:

ان رفع العمامة او القلنسوة بعمل قليل اذا سقطت افضل من الصلوٰة مع كشف الرأس (درمختار)

Marfat.com

بے شک عمل قلیل سے سر سے گرنے والی پگڑی یا ٹوپی کو اٹھانا اور سر پر رکھنا افضل ہے بنسبت ننگے سر کے۔

کان ﷺ یأمر بستر الرأس بالعمامة او القلنسوة و ینهی عن کشف الرأس فی الصلوة (کشف الغمة للشعرانی، ج ا ص ۸۷)

نبی کریم ﷺ حکم فرماتے تھے کہ نماز میں سر کو پگڑی یا ٹوپی سے ڈھانپ کر رکھا جائے اور ننگے سر نماز ادا کرنے سے آپ منع فرماتے تھے۔

کان یلبس ﷺ القلانس تحت العمائم و بغیر العمائم و یلبس العمائم بغیر القلانس (کنز العمال، ج ۴ ص ۲۴۔ جامع الصغیر، ج ۲ ص ۳۲۷۔ و ہکذا فی السیرة الحلبیة، ج ۲ ص ۴۶۲۔ المدخل لابن الحاج۔ زاد المعاد، سفر السعادة، شرح سفر السعادة)

نبی کریم ﷺ نے پگڑی کے نیچے ٹوپی اور ٹوپی بغیر پگڑی کے اور پگڑی بغیر ٹوپی کے استعمال فرمائی۔

روی ان النبی ﷺ کان له قلانس یلبسها و قد صح ذلک اقول الظاهر ان المراد لبسها بغیر عمائم (تکملة البحر، ج ۸ ص ۴۸۴ و ہکذا فی الہندیة)

بے شک نبی کریم ﷺ کی ٹوپیاں تھیں جن کو آپ پہنا کرتے تھے یہ بات پایہ صحت تک پہنچی ہوئی ہے، اور مراد بھی اس سے ٹوپی کا استعمال بغیر پگڑی کے ہے۔

المستحب ان یصلی الرجل فی ثلاثة اثواب قمیص و ازار و عمامة (عالمگیری، ج ا ص ۳۱)

مستحب یہ ہے کہ مرد نماز کو تین کپڑوں میں ادا کرے، قمیص،

Marfat.com

چادر اور پگڑی میں۔

ایک وہم اور اس کا ازالہ

کھلے سر نماز پڑھنے میں ایک قباحت یہ بھی ہے کہ اس میں نصاریٰ کے ساتھ مشابہت ہے، وہ اپنی عبادت میں اور احترام کے ہر موقع پر سر کھلا رکھتے ہیں، اگر پہلے سے ٹوپی پہنی بھی ہو، تو وہ لوگ ایسے مواقع میں اسے اتار دیتے ہیں۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ کھلے سر نماز پڑھنا سنت یا مستحب ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ٹوپی یا عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا ثابت نہیں ہے، ان حضرات کا یہ خیال صحیح نہیں، سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۳۱ سے نماز میں تزین مطلوب ہونا ثابت ہوتا ہے، اور یہ عجیب بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عمامہ باندھنا ثابت ہے اور ٹوپی کا تذکرہ بھی آیا ہے، پھر عام حالات میں تو آپ تزیین کے لئے یہ لباس زیب تن فرماتے ہوں اور جب نماز کا وقت آتا ہو، تو ان کو اتار کر نماز پڑھتے ہوں!!! یہ محض من گھڑت بات ہے، رسول اللہ ﷺ سے قطعاً یہ ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے کپڑا ہوتے ہوئے بلا کسی عذر کے کبھی ننگے سر نماز پڑھی ہو، یا آپ ﷺ نے ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم دیا ہو، ومن ادعی فعلیہ البیان، آپ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عمامے اور ٹوپیوں کے ساتھ نماز پڑھنا خود صحیح بخاری سے ثابت ہے، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کان القوم یسجدون علی العمامۃ والقلنسوۃ (صحیح بخاری، ج۱ ص۵۶)

قوم عمامے اور ٹوپی پر سجدہ کرتی تھی۔

مذکورہ اثر میں ''قوم'' سے مراد حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتح الباری'' (ج۱ ص۵۸۸) میں نقل فرمایا ہے:

رہی وہ روایت جو امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ اور حافظ ابن عساکر رحمہما اللہ وغیر

Marfat.com

ھمانے ذکر کی ہے کہ

وکان ربما نزع قلنسوة فجعلها سترة بين يديه وهو يصلی

رسول اللہ ﷺ کبھی کبھار اپنی ٹوپی کو اتار کر اپنے سامنے اس کو سترہ بنالیتے تھے اور اس حال میں آپ ﷺ نماز ادا فرماتے تھے۔

سو اس روایت میں کلام ہے، بر تقدیر صحت سترہ کی ضرورت وعذر پر محمول ہے، لہٰذا اس سے یہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ بلا عذر بھی سر کھولے ہوئے نماز پڑھنا سنت یا مستحب ہے۔

بعض حضرات کہا کرتے ہیں کہ بغیر ٹوپی کے بھی نماز تو ہو جاتی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ یوں تو بغیر قمیص کے نماز پڑھنے والے کی نماز بھی ہو جاتی ہے یعنی فریضہ ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے لیکن اس طرح نماز ہو جانے کا یہ مطلب تو نہیں کہ انسان بلا کسی عذر کے مستحب امر کو با مروت و شریفانہ ہیئت کو ترک کر کے نماز پڑھنے کی عادت بنالے، لہٰذا ہر مسلمان مرد کو کوشش کرنی چاہئے کہ ٹوپی یا عمامہ کا عام معمول بنالے، ورنہ کم از کم نماز کے دوران ٹوپی یا عمامہ کا اہتمام کرے، اللہ تعالیٰ شانہ عمل کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

﴿چوتھا باب﴾

ننگے سر نماز
کا تحقیقی جائزہ

Marfat.com

تمہید

چند سال پہلے کی بات ہے کہ بزرگوں، استاذوں اور علماء کے سامنے ننگے سر جانا سخت بے ادبی سمجھی جاتی تھی، اللہ تعالیٰ بھلا کرے انگریزی تعلیم حاصل کرنے والوں کا کہ جب سے انہوں نے مغربیت کے ماحول کو رواج دیا ہے، ہمارے نبی اکرم ﷺ کی سنتیں رخصت ہو رہی ہیں، اب ننگا سر رہنا تہذیب، اور سر ڈھانپنے اور پگڑی باندھنے کو معیوب سمجھا جاتا ہے پھر جدید مذاہب کے افراد اپنی بھرتی بڑھانے کی خاطر مغربیت زدہ لوگوں کو ان کی منشاء کے مطابق مسئلے گھڑ دیتے ہیں تاکہ لوگ ان کے جال میں پھنس جائیں، کچھ یہی کیفیت آج کل ننگے سر نماز پڑھنے کی ہے، ہم سب جانتے ہیں کہ حضور سرور کائنات ﷺ سے لے کر صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین رضی اللہ عنہم، خیر القرون سے لے کر سوائے غیر مقلدین کے نماز جیسی اہم عبادت کو ننگے سر کبھی ادا نہیں کیا اور نہ ہی ننگے سر نماز ادا کرنے کا حکم صادر فرمایا بلکہ ہمیشہ پگڑی باندھ کر نماز پڑھی اور پگڑی کے ساتھ نماز پڑھنے کے بڑے بڑے فضائل و درجات بیان فرمائے۔

فضائل نماز باعمامہ

حدیث نمبر۱:

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ عز وجل و ملائکتہ یصلون علی اصحاب العمائم یوم الجمعۃ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر)

یعنی، بے شک اللہ عز وجل اور اس کے فرشتے جمعہ میں عمامہ باندھے ہوؤں پر درود بھیجتے ہیں۔

حدیث نمبر۲:

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال سمعت

Marfat.com

رسول الله ﷺ یقول صلوٰۃ تطوع او فریضۃ بعمامۃ تعدل خمسا و عشرین صلوٰۃ بلا عمامۃ و جمعۃ بعمامۃ تعدل سبعین جمعہ بلا عمامۃ (رواہ ابن عساکر و الدیلمی و ابن النجار)

یعنی ایک نماز نفل ہو یا فرض عمامہ کے ساتھ پچیس نماز بے عمامہ کے برابر ہے اور ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستر جمعہ بے عمامہ کے ہمسر ہے۔

حدیث نمبر ۳:

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ الصلوٰۃ فی العمامۃ تعدل بعشرۃ الا لحسنتہ (رواہ الدیلمی)

یعنی عمامہ میں نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔

حدیث نمبر ۴:

عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ رکعتان بعمامۃ خیر من سبعین رکعۃ بلا عمامۃ (مسند الفردوس)

عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔

ننگا سر کس کا

ننگا ہو کر دو گروہ نماز ادا کرتے ہیں:

۱۔ مغربیت زدہ منکرین حدیث، ان سے ہماری گفتگو بھی بے سود ہے کیونکہ وہ تو الثادین سے ٹھٹھا مخول کرتے ہیں۔

۲۔ غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں ان میں اگر انصاف ہے تو

Marfat.com

مندرجہ ذیل مضمون کو غور سے پڑھیں:

(۱)..... نماز میں سر پر پگڑی باندھنے کی حدیثیں ایسی ہیں کہ جن میں شک صرف ضدی کرے گا یا جاہل اور نبی اکرم ﷺ کی سنت مواظبہ (دائمی) کا خلاف یقیناً مکروہ ہے چنانچہ بحرالرائق (ج ۳ ص ۴۴) میں ہے:

وصلہ ان السنة اذا كانت مؤكدة قربة لا يبعد ان يكون تركها مكروها كراهة تحريم

اس قانون کے مطابق بھی سر سے ننگے نماز کی ادائیگی مکروہ ٹھہرے گی۔

(۲)..... ایک آدھ مرتبہ اگر حضور علیہ السلام نے کیا ہے تو وہ صرف جواز کے لئے تھا، تاکہ امت کے کسی غریب کو اگر پگڑی نہ ملے تو اس کی نماز کو بھی بارگاہِ نبوت کا دامن نصیب ہو (جیسے کہ حضور علیہ السلام کی عادت مبارکہ تھی) مثلاً آپ نے پاک جوتا پہن کر نماز ادا فرمائی ہے اور ایک دفعہ صرف ایک بچی کو مونڈھے پر بٹھلا کر نماز ادا فرمائی ہے اور ایک دفعہ صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھائی ہے، اب غیر مقلدوں کو چاہیے کہ ہمیشہ ہی جوتا پہن کر نماز پڑھا کریں۔ بچیوں کو مونڈھے پر بٹھلا کر نماز ادا کریں، چادر قمیض یا شلوار قمیض وغیرہ کے بجائے صرف ایک تہبند باندھ کر نماز پڑھیں، جواز کی صورت تو یہی ہے کہ کسی غریب کو پگڑی یا رومال ٹوپی وغیرہ دستیاب نہیں تو وہ پڑھ لے لیکن آج کون سا بدنصیب انسان ہے جس کے گھر میں جوڑے کپڑوں کے نہ ہوں۔

(۳)..... نبی اکرم ﷺ نے تو نماز کی ادائیگی کے وقت سر ڈھانپنے کی اتنا سخت تاکید فرمائی ہے کہ سر کا درمیانہ معمولی حصہ کھلا رکھنے کو بھی گوارا نہیں، چہ جائیکہ سارا سر ننگا ہو چنانچہ حدیث شریف میں اعتجار سے روکا گیا ہے اور اعتجار کی تفسیر میں صاحب بحرالرائق (ج ۲ ص ۲۵) میں لکھتے ہیں:

وهو ان يكشف عمامة و يترك وسط راسه كشوف

Marfat.com

فاکھیئۃ الاشرار

وہ یہ کہ عمامہ باندھ کر سر کا درمیانہ حصہ شرارتیوں کی طرح کھلا رکھا جائے۔

ازالۂ وہم

فقہاء کرام نے ننگے سر نماز کی تین قسمیں لکھی ہیں:

(۱) بہ نیت استخفاف واستحقار یعنی دل میں خیال ہو کہ نماز میں کوئی ایسی حالت تو نہیں جس میں سر کو ڈھانپ کر نماز پڑھوں اس لحاظ سے ننگے سر نماز پڑھنا کفر ہوگا۔

(۲) سستی وکاہلی کی وجہ سے سر سے ننگا ہو کر نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔

نوٹ

اسلام کے احکام قرآن وحدیث اور اجماع وقیاس سے ثابت ہوتے ہیں، پھر ان کے کئی درجات ہیں، جیسے فرض، واجب، سنت مؤکدہ اور سنت غیر مؤکدہ اور مستحب، چونکہ یہ مسئلہ غیر مقلدوں سے منسلک ہے اسی لئے ان کی سمجھ کے مطابق عرض کیا جارہا ہے کیونکہ وہ خود کو اہل حدیث کہلاتے ہیں اگرچہ صرف نام ہے کام نہیں جیسا کہ ابھی معلوم ہوگا۔

قواعد الحدیث

احادیث مبارک کا غور سے مطالعہ کرنے والے کو معلوم ہے کہ بعض امور وہ ہیں جن پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مداومت فرمائی اور وصال تک عمل رہا، اسے اصلاح میں سنت کہا جاتا ہے، ہم اہل سنت اس قسم کی احادیث پر عمل کرتے ہیں، اسی لئے ہم اہل سنت کہلاتے ہیں۔

بعض وہ احادیث مبارکہ ہیں جو محض امت کی سہولت کے لئے کبھی عمل کیا یا اجازت بخشی لیکن دائما عمل نہیں، اسے ہم حدیث تو کہہ سکتے ہیں لیکن سنت نہیں، چونکہ

Marfat.com

غیر مقلدین عوام میں انتشار پھیلانے کے درپے ہیں، اسی لئے تلاش کر کے وہی احادیث پیش کرتے ہیں جن سے عوام کو خلش ہو اور انتشار پھیلے، ان کی مثالیں پیش خدمت ہیں، تاکہ مسئلہ واضح ہو۔

(۱) نبی پاک ﷺ نے ایک دفعہ اونٹنی پر سوار ہو کر طواف کیا، لیکن دائماً سواری کے بغیر طواف فرمایا۔

(۲) روزہ کی حالت میں کبھی بعض ازواج مطہرات کو بوسہ دیا لیکن ہمیشہ نہیں پہلا کام صرف جواز کے لئے تھا، ہم اسے حدیث مانتے ہیں لیکن دائماً اس پر عمل نہ تھا، ممکن ہے غیر مقلدین اس پر ہر روزہ کے ساتھ عمل کرتے ہوں تو وہ شادی شدہ حضرات ہیں لیکن جو غیر مقلد کنوارے ہوں تو وہ کنوارے کہاں جائیں گے ان کی دینی خیر خواہی کی طور پر ان کے لئے کوئی سبب بنا دیا جاتا ہو یہ ان سے پوچھئے ورنہ ایسے کنوارے غیر مقلدین زندگی بھر اس حدیث پر عمل نہ کر سکے۔

(۳) روزے کی حالت میں مباشرت (مرد و زن کا دو جسموں کے کپڑے کے حائل ہوئے بغیر ملنا ملانا) احادیث سے کبھی کبھی کر لینا ثابت ہے، وہ جواز کے لئے تھا کہ کسی سے اگر ایسے ہو جائے تو روزہ ضائع نہ سمجھا جائے، اسے ہم حدیث تو مانیں گے لیکن سنت نہیں، ممکن ہے غیر مقلدین اس پر روزانہ عمل کرتے ہوں تاکہ سنت سے محروم نہ ہوں، یہ ان کا گھریلو معاملہ ہے۔

(۴) بعض احادیث میں عورتوں کے ختنہ کے متعلق بھی آیا ہے تو ان کو ہم احادیث برحق کہیں گے لیکن عمل نہیں ہے، ممکن ہے ان کے ہاں یہ عمل جاری ہو بلکہ ہونا لازم ہے، کیونکہ وہ اہلحدیث نہیں، نمونہ کے لئے یہ چند مسئلے عرض کئے ہیں ورنہ اس قاعدے کا باب وسیع ہے۔

قارئین اکرام از خروارے کے طور پر مشتے نمونہ چند مسائل ذکر کئے ہیں ورنہ اور بھی کئی مسائل موجود ہیں لہٰذا ان مذکورہ مسائل کی روشنی میں واضح ہوا کہ سنت صرف اسی عمل کو کہا جائے گا جو دائمی ہو گا اور رسول اللہ ﷺ کا دائمی عمل ہے عمامہ

Marfat.com

شریف باندھنا، لہٰذا سنت بھی یہی کہلائے گا اور جن احادیث میں ایک آدھ بار ننگے سر نماز ادائیگی کا ذکر ہے تو وہ احادیث بھی برحق ہیں لیکن ان پر عمل کرنے کو سنت کا درجہ نہیں دیا جائے گا بلکہ ایسا عمل جواز کے لئے ہوتا ہے اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر بالفرض کبھی کپڑا وغیرہ نہ عمامہ ہو اور نہ ٹوپی تو ایسی حالت میں ننگے سر نماز ادا کر لینا بھی جائز ہے۔

قائلین ننگے سر نماز کے دلائل

دلائل غیر مقلدین

دس نمبر کے مطابق دس غیر مقلدین کے فتاویٰ کا مجموعہ میں کھودا پہاڑ نکلا چوہا وہ بھی مردہ کی مثال صادق آئی، کیونکہ زیادہ سے زیادہ روایات سے جواز ثابت کر سکے اور بس چنانچہ اُن دس صاحبان نے دلائل سے ننگے سر نماز کا جواز ثابت کیا ہے ان کی عبارات کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔

صحاح ستہ کے علاوہ مسند امام احمد و موطا، امام مالک، ابوبکر بن شیبہ و نیل الاوطار و سبل السلام شرح بلوغ المرام باب فی الثوب الواحد ملحقاً بہ:

(۱)...... عن ام هانی التحف النبی ﷺ بثوب له و خالف بين طرفيه (بخاری شریف)

(۲)...... عن عمر بن ابی سلمة انه رأى النبی ﷺ يصلى فی ثوب واحد

(۳)......عن ابی هريرة رضی الله عنه ان سائلا سال رسول الله ﷺ عن الصلوٰة فی ثوب واحد فقال رسول الله او لكلكم ثوبان (بخاری شریف)

(۴)...... عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ لا

Marfat.com

يُصلى احدكم فى الثوب الواحد ليس على عاتقه شئ كذا عن سلمة بن الاكوع و فى الحديث عن واقد بن محمد و طلق و غيره من كثير الصحابة و ائمة المسلمين و فى الحديث ادلة كثيرة لا تحصى و من انكر فعليه ان ياتينى بدليل واضح الا فلا نسلم قول من قول لا يجوز الصلوة لمن لا يضع الثياب على رأسه فى الصلوة و كذا فى البيهقى و فى كتب المتداولة و تحفة الاحوذى و شرح البخارى يعنى فتح البارى ادلة كثيرة امنا جابر بن عبدالله فى قميص واحد ثم قال هكذا رايت رسول الله ﷺ فى قميص واحد البيهقى فى باب الصلوة فى الثوب الواحد و مسند امام احمد (ص ۱۰۳) باب جواز الصلوة فى الثوب الواحد قال ابو حنيفة عن الزبير عن جابر رضى الله عنه ان رسول الله ﷺ صلى فى ثوب واحد متوشحا به فقال بعض القوم لابى الزبير عن المكتوبة قال المكتوبة و غير المكتوبة، مسند امام احمد، هذا كفاية لمن له دراية

ان سب روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ننگے سر نماز پڑھی اور پڑھائی ہے۔ (بخوف طوالت ان روایات کا ترجمہ ومطلب ترک کر دیا ہے)

ایک اور صاحب نے وہی روایات مع طریق استدلال لکھا ہے:

یہ مسئلہ حدیث کی ہر کتاب میں موجود ہے، مشکوٰۃ شریف باب الستر میں پہلی حدیث میں عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

رأیت رسول الله ﷺ یصلی فی ثوب واحد مشتملاً به فی بیت ام سلمة واضعاً طرفیه علی عاتقیه (متفق علیہ)

اس حدیث شریف سے رسول اللہ ﷺ کا ایک کپڑے میں ننگے سر نماز پڑھنا ثابت ہوا۔

دوسری حدیث شریف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال رسول الله ﷺ لا یصلین احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقیه منه (متفق علیہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ نماز پڑھے کوئی تمہارا جس کے کندھوں پر کپڑا نہ ہو۔

اس حدیث میں ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی اجازت دی، بشرطیکہ کندھے ننگے نہ ہوں، ننگے سر نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا۔

تیسری حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

سمعت رسول الله ﷺ من صلی فی ثوب واحد فلیخالف بین طرفیه (رواہ البخاری)

اس حدیث میں ایک کپڑے میں ننگے سر نماز پڑھنے کا طریقہ بیان فرمایا۔

چوتھی حدیث عمر بن ابی سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی ہے:

قال قلت یا رسول الله ﷺ انی رجل اصید افاصلی فی القمیص الواحد قال نعم و رذه و لو بشمولة (ابو داؤد ونسائی)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایک کرتہ میں ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے، ایک کپڑے میں ننگے سر نماز پڑھنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ثابت ہے جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے دوسرے کپڑوں کی موجودگی میں ننگے سر نماز پڑھی اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

Marfat.com

الصلوٰۃ فی الثوب الواحد سنة کنا نفعل مع رسول الله ﷺ و لا یعاب علینا (احمد)

ایک کپڑے میں نماز پڑھنا سنت ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے اور ہم پر کوئی اعتراض نہ کرتا، اسی طرح آج بھی اگر کوئی ننگے سر نماز پڑھے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔

آخری اور مضبوط سہارا

حدیث ذیل بڑے فخر و ناز سے پیش کرتے ہیں:

عن محمد بن المنکدر قال صلی جابر فی ازار قد عقدة من قبل قفاه و ثیابه موضوعة علی المشجب فقال له قائل تصلی فی ازار واحد فقال انما صنعت ذالک لیرانی احمق مثلک و اتینا کان له ثوبان علی عهد رسول الله ﷺ ایضاً عن محمد بن المنکدر قال رأیت جابرا یصلی فی ثوب واحد و قال رأیت النبی ﷺ یصلی فی ثوب

محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک ہی تہہ بند میں نماز پڑھی اور اپنے کپڑے کھونٹی پر رکھ دیئے، کسی نے اعتراض کیا کہ آپ نے ایک ہی تہبند میں کیوں نماز پڑھی ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اس لئے تا کہ میں تیرے جیسے بے سمجھ کو بتا دوں کہ ننگے سر نماز ہو جاتی ہے اور نبی اکرم ﷺ کے عہد میں بہت کم لوگوں کو دو کپڑے میسر آتے تھے۔ دوسری روایت میں محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ سے یوں ہے کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو ایک ہی کپڑے

Marfat.com

میں نماز پڑھتے دیکھ کر اس کی وجہ دریافت کی، انہوں نے جواب دیا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

قال فی النهاية و الغرض بيان جواز الصلوة الثوب الواحد و لو كانت الصلوة فی الثوبين افضل فكانه قال صنعته عمدا لبيان الجواز

صاحب نہایہ نے کہا کہ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ دو کپڑوں میں فضیلت ہے نماز کی، اسی لیئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھی تاکہ جو لوگ بے سمجھ ہیں وہ جان لیں کہ ننگے سر نماز جائز ہے۔

نوٹ: ہم نے نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین کا تمام علمی سرمایہ یہاں جمع کر دیا ہے، اس کے بعد علم سے ان کی جھولی خالی ہے، اب مزید سنتے جائیں۔

جوابات

(۱)......تمام روایات جواز پر دلالت کرتی ہیں اس سے ہم نے کب انکار کیا ہے، اور خود احادیث کے شارحین کی عبارات نقل کیں تو انہوں نے جواز کا کہا اور جواز سے سنت ثابت کرنا یہی جہالت ہے۔ جس کی تاحال غیر مقلدین کو آگاہی نہ ہوئی۔ کہ کوئی کام حضور علیہ السلام جواز کے لئے کر دکھلائیں تو سنت کیسے بن گیا، جواز کی چند مثالیں راقم پہلے عرض کر چکا ہے۔

(۲)......احادیث مبارکہ میں ننگے سر نماز پڑھنے کا نہیں بلکہ ننگے سر نماز نبوی کی ہیئت و کیفیت سے ثابت ہوا تو اب ہمارا سوال ہے جس طرح احادیث مبارکہ نقل کی گئی ہیں اس طرح کی نماز پڑھو تو عامل بالحدیث بنو صرف پگڑی اتار کر نماز پڑھنے سے بدعتی بن رہے ہو، احادیث مبارکہ مذکورہ میں غور کرو اس کی یہ صورتیں ہیں:

Marfat.com

(۱) ایک کپڑا، (۲) دو کپڑے، (۳) ایک کپڑا پیٹھ کے پیچھے سے گردن میں باندھ دینا جس سے کاندھا بھی ڈھکے ہوں (جیسے بچوں کو (ایک کپڑا) پہنایا جاتا ہے صرف ننگے سر نماز کا ذکر نہیں تو اب غیر مقلدین پر واجب ہے کہ وہ روزانہ عمامہ اتارنے کے بجائے صرف ایک ہی چادر پر اکتفا کریں، جیسے احادیث مبارکہ میں ہے اور اس چادر کو بچوں کی طرح کاندھوں پر باندھ کر نماز پڑھیں، صرف عمامہ پر غصہ کیوں، صرف عمامہ اتار کر ننگے سر نماز پڑھنے کی سنت کہاں سے نکال لی، جواز کے ہم قائل ہیں لیکن صرف ننگے سر نماز پڑھنے کو سنت کہنا یہ کس حدیث میں ہے۔

(۴)...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی روایت جس میں انہوں نے معترض کو احمق کہا اس سے ان کا ننگے سر نماز کا استدلال بھی عجیب ہے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ایک کپڑے سے نماز پڑھ رہے تھے اور بچوں کی طرح گردن میں کپڑا باندھ رکھا تھا تو غیر مقلدین بعینہ اس طرح نماز پڑھیں ہم انکار نہ کریں گے کیونکہ جواز کا باب وسیع تر ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا معترض کو احمق کہنا ننگے سر نماز کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اس کی وجہ کچھ اور ہے نہ یہ کہ آپ نے ننگے سر نماز پڑھنے پر معترض کو احمق کہا، اس کی وجہ دراصل یہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بعض مسائل میں ایک دوسرے سے اختلاف کر جاتے تھے، اسی اختلاف کو سرور عالم ﷺ نے "اختلاف امتی رحمة" "میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔ فرمایا ہے اس مسئلہ میں بہت بڑے جلیل القدر صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کو اختلاف تھا کہ ایک کپڑے سے نماز ہوتی ہی نہیں اور جواز والی روایات کا وہ حضرات یہ جواب دیتے کہ حضور سرور عالم ﷺ کے دور میں وسعت نہ تھی اسی لئے جائز تھا لیکن بعد کو ناجائز ہے ان کے اسماء گرامی ملاحظہ ہوں، عینی شرح بخاری (ج۴ص ۵۸، ج۴ص ۶۱) میں ہے۔

التوشح نوع من الاشتمال تجوز الصلوٰة به و الفقهاء مجمعون جواز الصلوٰة فی ثوب واحد و قدوری عن ابن مسعود خلاف ذلک قلت ذهب طاؤس و

Marfat.com

ابراهيم النخعي واحد في رواية و عبدالله بن وهب من اصحاب مالك و محمد بن جرير الى ان الصلوٰة في ثوب مكروهة الخ

ان کے ہاں بھی بہت بڑے دلائل ہیں جنہیں امام بدر الدین عینی شارح بخاری نقل فرما کر انکار کیا اور اس اختلاف میں بعض روایات حضرت ابن عمر بھی شامل ہیں اور امام مجاہد بھی، بلکہ اس مسئلہ پر سیدنا ابن مسعود و سیدنا ابن کعب رضی اللہ عنہما کا مناظرہ ہوا جس کا فیصلہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ابن کعب کے حق میں فرمایا۔ (ملاحظہ ہو عینی شرح بخاری، ج ۴ ص ۷۳)

اور تاریخ صحابہ رضی اللہ عنہم کے واقفین کو خوب معلوم ہے کہ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم جس طرف ہوں حق وہی ہوتا ہے اور یہ بھی ہے پھر ادنیٰ اعلیٰ کے سامنے یا تابعی صحابی کے سامنے جمہور کے خلاف مسئلہ پر اعتراض یا طنز کرے یا اسی کو ترجیح دے تو پھر اس کے ساتھ اس طرح ہوتا ہے جیسے حضرت جابر نے معترض کو فرمایا چنانچہ یہاں بھی ہوا کہ مشکوٰۃ امام المحدثین حضرت علامہ بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ الباری مرقات (ج ا ص ۴۸۵) میں لکھتے ہیں:

انكره انكارا بليغا كانه قيل قد صحبت النبي ﷺ و ما شعرت بسته ...... في ثوب واحد و ثيابك موضوعة على المستجب فلذلك زجره و سماه احمق

خلاصہ یہی ہوا کہ حضرت ابن جابر کا معترض کو احمق کہنا جمہور کے مذہب کے خلاف بولنے کی وجہ سے تھا نہ یہ کہ ننگے سر نماز پڑھنے کے اعتراض کی وجہ سے اور نہ وہاں ننگے سر نماز کی بات تھی، یہ غیر مقلدین کا اپنا ڈھکوسلہ ہے۔

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور دیگر جواز والی روایات کا جواب یہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے عہد میں مسلمانوں میں لباس وغیرہ کی وسعت نہیں تھی اکثر مسلمان ایک لباس میں ہی گزارا کرتے تھے تو رسول پاک ﷺ نے ننگے سر نماز کی ادائیگی سے ان مسلمانوں کو رعایت دے دی کہ وہ مسلمان کہیں یہ گمان نہ کریں کہ ہمارا یہ عمل قرآن و حدیث میں نہیں، لہٰذا آپ ﷺ نے اس طریق ادائیگی سے ان غریب مسلمانوں کو جو کپڑے میں تنگی سے دوچار تھے اپنے دامن شفقت میں پناہ دی۔

جب کہ اس دور میں وہ پہلے والی حالت نہیں ہر مسلمان کے پاس وافر مقدار میں کپڑے اور وسائل موجود ہیں لہٰذا کپڑے کے ہوتے ہوئے ننگے سر نماز ادا کرنا صحیح نہیں ہے، کپڑے کی فراہمی کی بناء پر ننگے سر نماز پڑھنے کو بعض صحابہ کرام بھی ناجائز قرار دیتے تھے ملاحظہ کریں عینی شرح بخاری (ج ۴ ص ۵۸)، علامہ بدر الدین عینی نے اپنی شرح بخاری (ج ۴ ص ۳۷) میں جمہور کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ ننگے سر نماز پڑھنے کو ناجائز کہتے تھے اور یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ حق اسی جانب ہوتا ہے جس جانب جمہور صحابہ کرام ہوتے ہیں، لہٰذا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جو معترض کو احمق کہا ہے وہ جمہور مذہب کے خلاف بولنے کی وجہ سے تھا نہ کہ ننگے سر نماز پڑھنے کے اعتراض کی بناء پر جب کہ وہاں تو ننگے سر نماز ادا کرنے کی بات ہی نہیں تھی۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جمہور علماء کرام سمیت جلیل القدر محدثین کا نظریہ ہی یہ تھا کہ سرکار دو عالم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک کپڑے یا دو کپڑوں میں نماز ادا کرنا کسی مصلحت اور ضرورت کی بنا پر تھا اور وہ مصلحت یا ضرورت یہ تھی کہ اس دور میں کپڑوں کی بہت شدید قلت تھی یا صرف بطور جواز کہ اگر کسی مجبوری میں ایک دو کپڑے میں بھی نماز ادا کر لی جائے تو نماز ہو جائے گی، بشرطیکہ اس میں کوئی دوسری شرعی خامی

Marfat.com

نہ ہو، امام الہمام المحدث حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی توثیق کی ہے۔ (مرقات، ج ا ص ۴۸۰)

غیر مقلدین کا ننگا سر اور ان کے اقوال وفتاویٰ

سوال: آج کل غیر مقلدین انتہائی اہتمام سے ننگے سر گھومتے پھرتے ہیں اور ننگے سر نماز پڑھنے کو سنت سے زیادہ اہم سمجھتے ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس سوال کے جواب میں صرف غیر مقلدین کے مدلل اقوال اور فتاویٰ کے نقل کو ہم کافی ووافی سمجھتے ہیں۔

ابن لعل دین غیر مقلد کی مدلل تحریر

ابن لعل دین غیر مقلد نے چند احادیث نقل کر کے سیاہ پگڑی کو سنت کہا ہے، ابن لعل دین لکھتے ہیں: اور یہ اٹل حقیقت ہے کہ عمامہ جو اللہ کے رسول ﷺ باندھا کرتے تھے اس کا رنگ حدیث میں سیاہ مذکور ہوا ہے جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا:

دخل النبی ﷺ یوم الفتح و علیه عمامة سوداء (مسلم، ابو داؤد، ابن ماجه، ترمذی، احمد، دارمی)

نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ پر سیاہ پگڑی تھی۔

عن عمرو بن حریث رضی الله عنه ان النبی ﷺ خطب الناس و علیه عمامة سوداء

ابوداؤد میں اس طرح ہے:

رأیت النبی ﷺ علی المنبر و علیه عمامة سوداء قد أرخی طرفها بین کتفیه (مسلم، ابن ماجه، ابو داؤد، شمائل ترمذی)

Marfat.com

عمرو بن حریث کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو منبر پر دیکھا آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور آپ ﷺ کے سر پر سیاہ پگڑی تھی آپ ﷺ نے اس کے شملہ کو اپنے کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا۔

مذکورالصدر احادیث سے معلوم ہوا کہ سیاہ عمامہ باندھنا سنت نبوی ﷺ ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۸۴، ۱۸۵)

(اس سنت پر کوئی غیر مقلد عمل کرنے کو تیار نہیں بلکہ عمل کو جائز ہی نہیں سمجھتے، کیوں؟ اس سنت سے آخر بغاوت کیوں؟ مؤلف)

فتاویٰ علمائے اہل حدیث

۱۔ تعصب، لاپرواہی اور فیشن کی بنا پر ایسا کرنا (یعنی سر ننگا رکھنا) صحیح نہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود یہ عمل نہیں کیا

۲۔ کوئی مرفوع حدیث صحیح میری نظر سے نہیں گزری جس سے اس عادت (ننگا سر) کا جواز ثابت ہو۔

۳۔ سنت اور استحباب ظاہر نہیں ہوتا۔

۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے تو نماز میں بھی وسعت سے کام لینا چاہیے۔

۵۔ غرض کسی حدیث میں بھی بلا عذر ننگے سر نماز کو عادت اختیار رکھنا ثابت نہیں، محض بے عملی یا بدعملی یا کسل کی وجہ سے یہ رواج بڑھ رہا ہے بلکہ جہلاء تو اسے سنت سمجھنے لگے ہیں، العیاذ باللہ

۶۔ کپڑا موجود ہو تو ننگے سر نماز ادا کرنا ضد سے ہوگا یا قلت عقل سے۔

۷۔ ویسے یہ مسئلہ کتابوں سے زیادہ عقل و فراست سے متعلق ہے، اگر اس جنس لطیف سے طبیعت محروم نہ ہو تو ننگے سر نماز ویسے ہی مکروہ معلوم ہوتی ہے

۸۔ ابتدائی عہد اسلام کو چھوڑ کر جب کہ کپڑوں کی قلت تھی، اس کے بعد اس

Marfat.com

عاجز کی نظر سے کوئی ایسی روایت نہیں گزری جس میں بصراحت یہ مذکور ہو کہ نبی ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسجد میں اور وہ بھی نماز باجماعت میں ننگے سر نماز پڑھی ہو چہ جائیکہ معمول بنا لیا ہو اس لئے اس بدرسم کو جو پھیل رہی ہے بند کرنا چاہئے۔

۹۔ اگر تعبد اور خضوع وخشوع کے لئے عاجزی کے خیال سے پڑھی جائے تو یہ نصاریٰ کے ساتھ تشبہ ہوگا۔

۱۰۔ اسلام میں ننگے سر رہنا سوائے احرام کے تعبد وخضوع اور خشوع کی علامت نہیں اگر کسل اور سستی کی وجہ سے ہے تو یہ منافقوں کی ایک خلقت سے تشابہ ہوگا

وَ لَا یَاْتُوْنَ الصَّلٰوۃَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى

نماز کو آتے ہیں تو سست اور کاہل ہو کر

غرض ہر لحاظ سے ناپسندیدہ عمل ہے۔ (فتاویٰ علماء اہلحدیث، ج ۴ وغیرہ، بحوالہ تحفہ اہلحدیث، ص ۱۴)

غیر مقلد علماء کی مزید تحقیق

۱۔ جماعت اہلحدیث کے بانی شمس العلماء شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین فرماتے ہیں جمعہ کی نماز ہو یا کوئی اور نماز رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عمامہ باندھ کر نماز پڑھتے تھے، اس شہنشاہ احکم الحاکمین نے اپنے دربار میں حاضر ہونے کی نسبت یہ حکم کیا ہے کہ تم لوگ ہر نماز کے وقت اپنے کپڑے لے لیا کرو، یعنی اپنے کپڑے پہن کر نماز پڑھا کرو، اور کپڑے میں عمامہ بھی داخل ہے کیونکہ عمامہ ایک مسنون کپڑا ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ، ج ۳ ص ۳۷۲)

۲۔ مشہور غیر مقلد عالم مولانا سید داود غزنوی اور مولانا عبدالجبار غزنوی فرماتے ہیں ابتداء عہد اسلام کو چھوڑ کر جب کہ کپڑوں کی قلت تھی اس کے بعد اس

Marfat.com

عاجز کی نظر سے کوئی ایسی روایت نہیں گزری جس میں بصراحت مذکور ہو کہ نبی ﷺ نے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسجد میں اور وہ بھی نماز باجماعت میں ننگے سر نماز پڑھی ہو چہ جائے کہ معمول بنالیا ہو اس لئے اس بدرسم کی جو پھیل رہی ہے بند کرنا چاہئے، اگر فیشن کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز مکروہ ہوگی، اگر عاجزی کے خیال سے پڑھی جائے تو یہ نصاریٰ کے ساتھ تشبیہ ہوگا، اور اگر سستی کی وجہ سے ہے تو یہ منافقوں کی ایک خلقت سے تشابہ ہوگا، غرض ہر لحاظ سے یہ ناپسند عمل ہے۔ (فتاویٰ علماء حدیث، ج ۴ص ۲۹۰، ۲۹۱)

۳۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ فرماتے ہیں صحیح مسنون طریقہ نماز وہی ہے جو حضور نبی کریم ﷺ سے بالدوام ثابت ہوا ہے یعنی بدن پر کپڑے اور سر ڈھکا ہوا پگڑی سے ہو یا ٹوپی سے۔ (فتاویٰ ثنائیہ، ج اص ۵۲۴)

۴۔ شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ صاحب فرماتے ہیں غرض کسی حدیث سے بھی بلاعذر ننگے سر نماز کو عادت اختیار کرنا ثابت نہیں، محض بے عملی یا بدعملی یا کسل (سستی) کی وجہ سے یہ رواج بڑھ رہا ہے بلکہ جہلاء تو اسے سنت سمجھنے لگے ہیں۔ العیاذ باللہ (اللہ کی پناہ) نیز فرماتے ہیں کپڑا موجود ہو تو ننگے سر نماز ادا کرنا یا ضد سے ہوگا یا قلت عقل سے۔ (فتاویٰ علماء حدیث، ج ۴ص ۲۸۶ تا ۲۸۹)

۵۔ شیخ الحدیث مولانا ابوسعید شرف الدین فرماتے ہیں بحکم خذوا زینتکم عند کل مسجد (ہر نماز کے وقت اپنا لباس پہنو) رسول اللہ ﷺ کا سر پر عمامہ رکھنے سے عمامہ سنت ہے اور ہمیشہ ننگے سر کو نماز کا شعار بنانا بھی ایجاد بندہ (یعنی بدعت) ہے اور خلاف سنت ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ، ج اص ۵۹۲)

۶۔ غرباء اہل حدیث کے امام و مفتی مولانا عبدالستار صاحب فرماتے ہیں ٹوپی یا عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنی اولیٰ و افضل ہے کیونکہ ٹوپی اور عمامہ باعث زیب و زینت ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ، ج ۳ص ۵۹)

۷۔ غیر مقلد عالم مولانا عبدالمجید سوہدروی فرماتے ہیں ننگے سر نماز ہو جاتی

Marfat.com

ہے مگر بطور فیشن لاپرواہی اور تعصب کی بناپر مستقل یہ عادت بنا لینا جیسا کہ آج کل دھڑلے سے کیا جارہا ہے ہمارے نزدیک صحیح نہیں، نبی علیہ السلام نے خود یہ عمل نہیں کیا۔ (فتاویٰ علماء حدیث، ج ۴ ص ۲۸۱)

۸۔ غیر مقلدین کے شیخ العرب والعجم مولانا سید محب اللہ شاہ راشدی فرماتے ہیں یہ کہنا کہ سرڈھانپنے پر پسندیدہ ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا اس سے راقم الحروف کو اختلاف ہے، احادیث کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر و بیشتر اوقات حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سر پر عمامہ باندھے رہتے یا سر پر ٹوپیاں رکھتے تھے اور راقم الحروف کے علم کی حد تک سوائے حج وعمرہ کے کوئی ایسی صحیح حدیث دیکھنے میں نہیں آئی جس میں یہ ہو کہ حضور اکرم ﷺ ننگے سر گھومتے پھرتے تھے، یا کبھی سر مبارک پر عمامہ وغیرہ تھا لیکن مسجد میں آکر عمامہ وغیرہ اتار کر رکھ لیا اور ننگے سر نماز پڑھنی شروع کی...... ہم نے بڑے بڑے علماء وفضلاء کو دیکھا وہ اکثر و بیشتر سرڈھانپ کر چلتے پھرتے اور نماز پڑھتے ہیں یہ آج کل کی نئی نسل خصوصاً اہلحدیث جماعت کے افراد نے معمول بنارکھا ہے اسے چلتے ہوئے فیشن کا اتباع تو کہا جاسکتا ہے، مسنون نہیں۔

(الاعتصام لاہور، ج ۴۵ شمارہ ۲۷، ۳۰ جولائی ۱۹۹۳ء)

۹۔ غیر مقلدین کے مشہور عالم مؤرخ اسلام مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب فرماتے ہیں مشاہیر نے علمائے حدیث ننگے سر نماز پڑھنے کو معیوب قرار دیتے تھے، لیکن نئے دور کے اہل حدیث علماء ننگے سر نماز پڑھنے کے حق میں دلائل فراہم کرتے ہیں۔ (ماہنامہ الرشید، لاہور)

کچھ سوالات واستفسارات

۱۔ سنا ہے کہ غیر مقلدین کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام غیر مقلد علماء اور مناظرین نے جو کتابیں تصنیف کی ہے ان میں انہوں نے قرآن وحدیث کے خلاف لکھ کر عوام الناس کو دھوکہ دیا ہے یہی وجہ ہے کہ جب کسی غیر مقلد

Marfat.com

سے کہا جاتا ہے کہ یہ بات تمہارے ہی عالم نے لکھی ہے تو فوراً انکار کر جاتا ہے کہ غلط لکھا ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

۲۔ ابن لعل دین نے احادیث کے حوالہ سے سیاہ پگڑی کی جو سنیت ثابت کی ہے یہ صحیح ہے یا پگڑی کے دشمنوں کا عمل درست ہے؟

۳۔ جو شخص ننگے سر رہنے اور نماز پڑھنے کو دین و شریعت اور حق کی علامت کہتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

۴۔ ایک غیر مقلد عالم نے کہا (جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے) ہے کہ مجھے مسجد میں باجماعت ننگے سر نماز پڑھنے کو کوئی صریح روایت نہیں ملی، کیا آج مل گئی ہے؟

۵۔ فتاویٰ علماء اہل حدیث جلد سوم کے آغاز میں اس فتاوی کے متعلق لکھا ہے جو کچھ پیش کیا گیا ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے اگر کوئی مندرجہ بالا دس حوالوں میں سے کسی ایک کا انکار کرے تو یہ قرآن و حدیث کا انکار ہوگا یا نہیں؟

۶۔ ننگے سر نماز پڑھنا فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب یا مباح؟

۷۔ اگر کسی نے ٹوپی یا پگڑی سے نماز پڑھی تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟ سجدہ سہو واجب ہوگا یا نماز مکروہ ہو جائے گی؟

۸۔ غیر مقلدین کی مساجد میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ امام سر ڈھانک کر نماز پڑھاتا ہے ایسے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز اس کا عمل حدیث کے موافق ہے یا مخالف؟ اس کو امامت سے ہٹانا کمیٹی پر فرض ہے یا نہیں؟

۹۔ غیر مقلد مفتی صاحب نے جو لکھا ہے (جو پیچھے گزر چکا ہے) کہ بلا عمامہ ننگے سر نماز پڑھنے کی عادت بنا لینا کسی حدیث سے ثابت نہیں، اس مفتی صاحب نے جھوٹ لکھا ہے یا سچ؟ اگر جھوٹ لکھا ہے جسے کہ آج کل کے غیر مقلدین کا عمل بتا رہا ہے تو اس جھوٹ سے یہ گمراہ ہوا یا نہیں؟ اگر سچ ہے تو عمل سے

Marfat.com

رکاوٹ کیا ہے؟

۱۰۔ ابتداء اسلام کو چھوڑ کر جس میں کپڑوں کی قلت تھی، اس کے بعد کپڑوں کی وسعت کے زمانہ میں جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے ننگے سر نماز پڑھنے اور ادھر ادھر ننگے سر گھومنے کا معمول بنایا ہو ان کے نام بتایئے

تلک عشرة كاملة

ان دس سوالوں کے جواب قرآن کریم کی صریح آیات یا صحیح صریح، غیر متعارض حدیث سے دینا لازم ہے، قیاس شیطان کا کام ہے اور تقلید شرک ہے اور بے سند گفتگو بے دینی ہے اور جواب نہ دینا گونگے شیطان کا شیوہ ہے لہٰذا ان تمام عیوب ونقائص سے اجتناب کرتے ہوئے اپنے منصب کے مطابق جواب دیجئے گا۔

Marfat.com

﴿پانچواں باب﴾

ٹوپی پہننے کی شرعی حیثیت
اہل علم حضرات کے فتاویٰ کی
روشنی میں

Marfat.com

اہلِ علم حضرات کے متفقہ فتاویٰ

سوال: ننگے سر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ننگے سر نماز کی چند صورتیں ہیں:

۱۔ مجبوری کی حالت میں بلا کراہت جائز ہے۔

۲۔ سستی کی وجہ سے کسی وقت ننگے سر نماز پڑھی جائے تو مکروہ تنزیہی ہے جس کی وجہ سے ثواب کم ہو جائے گا۔

۳۔ ننگے سر نماز کو سنت سمجھے بغیر عادت بنالی جائے تو مکروہ تحریمی ہے۔

۴۔ ننگے سر نماز کو سنت سمجھ کر اختیار کرنا بدعت ہے

۵۔ ننگے سر نماز کو افضل و سنت سمجھنا اور نماز میں سر ڈھانپنے کو حقیر جاننا کفر ہے ملاحظہ کیجئے: ''فتاویٰ عالمگیری (ج ا ص ۱۰۶)، در مختار (ج ا ص ۴۷۴)، رد المحتار (ج ا ص ۴۸۲)، فتاویٰ قاضیخان (ج ا ص ۱۱۸)''۔

قرآن کریم میں حکم ہے:

خُذُوا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ

نماز کے وقت اپنا خوبصورت لباس اختیار کرو۔

چونکہ عمامہ اور ٹوپی بھی لباس میں شامل ہے لہٰذا اس آیت کے بموجب نماز میں عمامہ یا ٹوپی پہننا چاہیے، مصنف ابن ابی شیبہ میں ایک باب ہے ''باب من كان يسجد على كور العمامة و لا يرىٰ به باسا'' ان لوگوں کے دلائل کا بیان جن کے نزدیک پگڑی کے بل پر سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، اس بات میں آٹھ حدیثیں درج ہیں دوسرا باب۔ ہے: ''باب من كره السجود على كور العمامة'' ان لوگوں کے دلائل کا بیان جن کے نزدیک پگڑی کے بل پر سجدہ مکروہ ہے، اس باب میں بارہ احادیث ہیں، صرف ان دو باتوں کی بیس حدیثوں کو ہی دیکھ لیں تو ان سے ثابت ہوتا ہے کہ سنت طریقہ سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا ہے۔

Marfat.com

عظمت باری تعالیٰ اور ٹوپی کی اہمیت

از حاجی قاری حافظ مولانا حبیب احمد صاحب مدظلہم العالی
خلیفہ مجاز بیعت حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خلیفہ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

اتباع سنت بہت بڑی چیز ہے، متبع سنت جو حضرات ہوں گے قیامت کے روز انشاء اللہ وہی لوگ آگے آگے ہوں گے۔

جو لوگ نماز سر کھول کر پڑھتے ہیں یہ مناسب نہیں ہے کچھ لوگ اس میں جائز و ناجائز کا سوال اٹھاتے ہیں، یہاں جائز و ناجائز کا سوال نہیں ہے، یہ عظمت باری تعالیٰ کا سوال ہے دیکھنا یہ چاہئے کہ عظمت باری تعالیٰ کس میں ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یَا بَنِیٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف، ب رکوع ۳)

تم زینت اختیار کرو ہر سجدے کے وقت۔

آیت میں مسجد سے مراد ہے سجدہ اور جز سے مراد ہے کل، سجدہ ایک جز ہے نماز کا، مراد اس سے کل ہے یعنی پوری نماز مراد ہے اور حکم دیا جا رہا ہے زینت اختیار کرنے کا، تفصیل اس کی یہ ہے کہ سجدہ پوری نماز نہیں بلکہ پوری نماز کا ایک جز و بول کر کل یعنی پوری نماز مراد لی گئی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو۔

اب جائز ہونے کو تو اگر کوئی شخص صرف لنگی (تہبند) پہنے رہے اور باقی کپڑے اتار کر نماز پڑھے اور کسی عالم سے پوچھے کہ میری نماز ہوئی یا نہیں تو جواب یہی ملے گا کہ نماز ہو گئی، یہ نہیں کہا جائے گا کہ نماز نہیں ہوئی مگر ایک ادنیٰ سمجھ والا بھی یہی کہے گا کہ نماز تو ہو گئی لیکن اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں آئی کیونکہ ہر مومن کو اتنی سمجھ ہوتی

Marfat.com

ہے، فتویٰ کے اعتبار سے تو نماز ادا ہو گئی مگر جواب یہی ملے گا کہ پسند نہیں آئی چونکہ کھلے سر نماز پڑھنے کی عادت عام ہوتی جا رہی ہے، اس لئے میں عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

دیکھنا یہ چاہئے کہ کوئی چیز جو رائج ہوئی ہے اس پر عمل کرنے والے کس قسم کے لوگ ہیں، یہ کہاں سے رائج ہوئی ہے، اہل علم ہیں، اہلِ تقویٰ ہیں، اہل فہم ہیں یا یہ کہ جو اہل علم ہیں، اہل تقویٰ ہیں، اہل فہم ہیں، اہل دین ہیں، اہل شریعت ہیں وہ تو اس کے خلاف کرتے ہیں اور جو عامی ہیں جو نہ مسائل جانتے ہیں نہ دین جانتے ہیں نہ پڑھے لکھے ہیں ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اسی سے پتہ چلتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ پیروں پر کلام مجید رکھ کر پڑھتے ہیں، اسی ہاتھ میں چپل ہے اسی ہاتھ میں قرآن مجید ہے، اس قسم کے لوگ نماز میں بھی کسی چیز کا لحاظ نہیں رکھتے۔

اتنے زمانے سے آپ یہاں رہ رہے ہیں، آئمہ الحرمین کو آپ نے کبھی بھی نہ دیکھا ہوگا کہ انہوں نے خالی ٹوپی سے ہی نماز پڑھ لی ہو بلکہ عام حالت سے زیادہ ہی زینت اختیار کی، انہوں نے یا تو صافہ باندھا یا اس اس پر رومال ڈالا تو تقلید کے لائق یہ لوگ ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ

یعنی اس شخص کی راہ پر چلو جو میری طرف رجوع ہو۔

اور اسی طریقہ سے جو اہلِ علم ہیں کسی کو آپ نہ دیکھیں گے کہ بغیر زینت کے نماز ادا کرتے ہوں، یہ زینت اس لئے ضروری ہے کہ عظمت باری تعالیٰ اسی میں ہے، حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ جب نماز پڑھتے تھے تو ان کے بارے میں مشہور ہے کہ ان کے پاس جو قیمتی سے قیمتی لباس ہوتا تھا اس کو پہن کر نماز پڑھتے تھے، وہ بڑے امیر آدمی تھے اور قیمتی کپڑے بھی ان کے پاس رہتے تھے، وہ سمجھتے تھے کہ زینت اسی میں ہے اور جب یہ کپڑے نماز کے وقت کام نہ آئیں گے تو پھر کب کام آئیں گے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ نماز کے وقت اپنا سب سے بہتر لباس پہنتے

Marfat.com

تھے اور فرماتے تھے کہ اللہ جمال کو پسند فرماتے ہیں، اس لئے میں اپنے رب کے لئے زینت و جمال کو اختیار کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ

حضور ﷺ نے صافے کی فضیلت بیان فرمائی ہے کہ صافے سے جو نماز پڑھی جائے گی غالباً ۷۰ گناہ فضیلت سے زیادہ ہے اور ایک طرف یہ بھی فرمایا کہ مسلمان کے اور غیر مسلم کے صافے میں یہ فرق ہے کہ اس کے نیچے ٹوپی ہونی چاہئے یعنی مسلمان کے عمامے کے نیچے ٹوپی ہوتی ہے تو معلوم یہ ہوا کہ ٹوپی تو بہر حال ضروری ہے مسلمان کے لئے، صافہ ہو جب بھی ضروری ہے اور صافہ نہ ہو تو کتنی ضروری ہو گی، اللہ تعالیٰ کی عظمت ہمیں دل میں بٹھانا چاہئے، خود اپنے دل میں پیدا کرنا چاہئے، یہ طرز عظمت کے خلاف ہے، کچھ لوگ حضور ﷺ سے ثابت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے کبھی ایک بار ایسا کیا ہے، کوئی چیز کبھی عذر کے وجہ سے یا بیان جواز کے لئے اگر ثابت ہو گئی تو وہ چیز سنت معمول نہیں بنے گی، وہ تو صرف اس لئے ہے یہ اگر کبھی اس طرح بھی ہو گیا کسی وجہ سے تو کیا نماز ہو گی یا نہ ہو گی، نماز ہو جائے گی، مگر اب اس کو اصل بنا لیا جائے اور اصل کو اس کے تابع بنا لیا جائے یہ کس طرح مناسب ہے اور کون سا اصول ہے، یہ ساری چیزیں عظمت کے خلاف ہیں اور اگر عظمت دل میں ہے بھی تو وہی جو ہم لوگوں میں سستی اور کاہلی کی عادت ہے اس سے یہ ناشی ہے کہ کون اس کا اہتمام کرتا ہے، کون ہر وقت ٹوپی ڈھونڈے، انا للہ، ہر وقت تو ہم اسی طرح رہتے ہیں، اس وقت کہاں اہتمام کریں۔

یہ جو بددین ہیں مخالف ہیں ہمارے دین کے، انہی نے یہ سب کچھ نکالا ہے ٹوپی پہننی حضور اکرم ﷺ کی اور صحابہ کرام کی سنت استمراری ہے، صحابہ کرام اکثر صافہ باندھتے تھے یعنی ٹوپی اور صافہ اور یہی آنحضرت ﷺ سے بھی ثابت ہے۔

یہ اس تے سب سے بڑی چیز جو ہے وہ عظمت الٰہی ہے جائز اور ناجائز کو دیکھنا نہ چاہئے، یہ دیکھنا چاہئے کہ ہمارے قلب میں اللہ تعالیٰ کی عظمت ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں ہے تو رونے کی چیز ہے، بس رونے کی چیز ہے۔

Marfat.com

ہم نے مدینہ شریف میں دیکھا، ہم نے مکہ شریف میں بھی دیکھا کہ سینکڑوں عالم باعمل اور جن کو رسوخ فی العلم حاصل ہے اور رسوخ فی التقویٰ حاصل ہے، نہایت زینت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں تو تقلید ان سے کرنی چاہئے یا ان لوگوں کی جو اتنے جاہل ہیں کہ ایڑیوں پر پیشاب کرتے ہیں، ان کے نزدیک تو شرم و حیا بھی کوئی چیز نہیں، وہیں وضو کرتے ہیں وہیں پیشاب کر رہے ہیں کیا ان کی تقلید کی جائے گی؟ ان کو تو سکھایا جائے گا، ان کو بتایا جائے گا ان کی تقلید نہیں کی جائے گی، حرمین شریفین کے اور علماء کو دیکھئے کیسے کرتے ہیں، ہم لوگ الٹا کرتے ہیں کیوں؟ یہ اس لئے کہ آزادی کا زمانہ ہے اور نکالا ہے اس کو انگریز نے یعنی اولاً حالات میں برہنہ سر کی عادت ڈالی پھر نماز میں بھی وہی طریقہ جاری ہو گیا یعنی نماز میں تو ہمارے یہاں کے بچے بوڑھے سب ٹوپی تلاش کرتے تھے لیکن چونکہ انگریز ننگے سر رہتا تھا اس کی تقلید کی گئی کہ لوگ ننگے سر رہنے لگے، پھر ہوتے ہوتے یہ چیزیں اتنی بڑھیں کہ اکثر نماز میں بھی ننگے سر رہنے لگے۔

اس کا میں آپ کو قصہ سناؤں میں نے کبھی اس کیفیت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے کسی کو دیکھا نہیں تھا، ایک بار میری مسجد (مسجد مینا شاہ کٹرہ) میں عصر کے بعد اسی قسم کے ایک جنٹلمین جو بظاہر اسٹوڈنٹ معلوم ہوتے تھے آئے، میں نے دیکھا کہ تنہا نماز پڑھ رہے ہیں اور بالوں کو خوب سنوارے ہوئے ہیں، میں چار زانو جم کر ان کے پیچھے بیٹھ گیا اور جب وہ نماز پڑھ چکے تو میں نے کہا ''یہ فیشن نماز میں بھی''، حالانکہ مجھے اس طرح نہیں کہنا چاہئے تھا، جب میں نے غصہ سے کہا تو تواضع سے کیسے جواب دیتے، کہنے لگے آپ سے تو یہ نہ ہو سکا کہ رومال سے میرا سر ڈھک دیتے اور آپ غصہ دکھا رہے ہیں، میں نے کہا تمہارا سر کیسے ڈھانک دوں، میں دیکھ رہا ہوں کہ تم سو روپیہ گز کا پتلون پہنے ہو، سو روپے گز کا کوٹ پہنے ہوئے ہو اور دو پیسے کی ٹوپی میسر نہیں ہوتی، تم اس طرح عادی ہو تمہارے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت نہیں ہے، اس لئے میں نے تمہارا سر نہیں ڈھکا، اتنا میں نے کہا تو بہت خفا ہوئے اور مارے غصے کے لال ہو گئے کہنے لگے ''نہ ہوا علی گڑھ'' مجھے بھی غصہ تھا میں نے کہا کہ ''نہ ہوا دیوبند'' آواز ان کی بھی تیز ہو گئی، مسجد

Marfat.com

کے نیچے سے لوگ سن رہے تھے جو نماز سے فارغ ہو کر بالائی منزل سے بھی نیچے گئے تھے، کچھ ابھی مسجد میں ہی تھے، انہوں نے بھی سنا، بیچارے مارے لحاظ کے پاس نہیں آئے، کیونکہ میں ان کو کہہ رہا تھا لیکن وہ صاحب جب نیچے گئے تو ابرار حسین صاحب، محترم سید حسین صاحب ایڈیشنل کمشنر کے بڑے بھائی نیز سید اسرار حسین صاحب، ان کے دوسرے بھائی، ان سب حضرات نے ان کو بہت ملامت کیا، یہ صاحب انہی کے مہمان تھے، ان سے کہا کہ تم اتنا بھی خیال نہیں کرتے، ہر شخص سے بھڑ جاتے ہو، جاؤ معافی مانگو، تمہارے اندر ذرا بھی سلیقہ نہیں، خیر اس وقت تو نہیں آئے پھر دوسری نماز میں آئے بڑی اعلیٰ درجہ کی ٹوپی پہن کر آئے بال دار، میں بولا نہیں، پھر میرے پاس آئے کہنے لگے کہ معاف کیجئے گا میں سمجھا نہیں تھا کہ آپ کون ہیں، میں نے کہا کہ مجھے سمجھنے کی ضرورت نہیں، خیر اللہ کا شکر ہے کہ آپ نے ٹوپی پہن لی۔

تو جب فضیلت صاف پڑا ہے تو صاف پڑے اترے آدمی تو ٹوپی پر تو آوے، آپ کو یاد ہوگا یا سنا ہوگا کہ اذان میں اللہ کے نام جس وقت کان میں آواز پڑتی ہے تو ہمارے گھر کی بوڑھیاں جلدی جلدی سر ڈھک لیتی تھیں اور کسی کو ننگے سر اگر دیکھا جاتا تھا تو عام آدمی بھی ٹوک دیتا تھا کہ اذان ہو رہی ہے، سر ڈھانک لو، آج یہ سب چیزیں ختم ہو گئی ہیں، عظمت چونکہ دل سے نکل گئی ہے اس لئے یہ سب چیزیں ختم ہو گئیں۔

ایک دفعہ حضرت مولانا محمد عیسیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز بیعت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کا موقع ہوا، ہم لوگ پاس بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت سو رہے تھے، دوپہر میں قیلولہ فرما رہے تھے جیسے ہی اذان کی آواز ان کے کان میں پڑی فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے یعنی ابھی کلمہ اللہ اکبر پورا بھی نہ ہونے پایا تھا کہ اٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑا وغیرہ سنبھالنے لگے، آستین ٹوپی وغیرہ۔

لان جن حضرات کے دل میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد رہتی ہے تو عظمت اس کے ساتھ رہتی ہے اور میں ایک بہت بڑی دلیل آپ کو بتاؤں جو مجھے ابھی سے ملی ہے، اسی حج میں اس کی برکت اللہ تعالیٰ آپ کو عنایت فرمائے، وہ دلیل یہ ہے کہ جب احرام سے پہلے

Marfat.com

آدمی دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو بتایئے کس طرح پڑھتا ہے؟

وہی کفنی سر پر اوڑھ کر نماز پڑھی جاتی ہے، تمام کتابوں میں لکھا ہے کہ ان دو رکعتوں میں کفنی سر پر رہے اور جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ اور نیت کر رہے ہو تو فوراً اسے ہٹا دو، یہ عاجزی وانکساری اور عشق کا تقاضا ہے تو معلوم یہ ہوا کہ اس سے پہلے معمول یہی تھا کہ نماز میں سر ڈھکا رہے اور مناسب بلکہ ضروری یہی ہے کہ معمول کے خلاف نہ کرو، اس سے پہلے معمول یہی ہے کہ سر ڈھانک کر نماز پڑھنا ہے، اب باقی رہا علماء کا فتویٰ دینا، میں یہ کہتا کہ صحیح نہیں ہے، ان کے ذمہ شریعت کی حفاظت بھی ہے، وہ شریعت کی حفاظت کے پیش نظر یہ فتویٰ نہیں دے رہے ہیں:

خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف، رکوع ۳)

صاف الفاظ میں موجود ہے، برہنہ سر نماز زینت کے خلاف ہے اور اگر کوئی فتویٰ دیتا ہے تو بڑی تفصیل کے ساتھ اس کو فتویٰ دینا چاہیے۔

آپ نے پڑھا ہوگا کہ مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لوگ بعض اوقات خاموش رہتے ہیں، بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ بولنا ضروری ہوتا ہے اور وہ خاموش رہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ صاحب دل شکنی ہوگی، اس لئے میں نے کچھ نہیں کہا، حضرت فرماتے ہیں کہ ان کی تو دل شکنی ہوگی بولنے میں اور خاموشی میں ہمارے دین شکنی ہوگی، تو اب دل شکنی اہم ہے یا دین شکنی اہم ہے، اس لئے بولنا ضروری ہے، نہ بولنے ہی سے تو آزادی آتی ہے اور اس حد تک آزادی پہنچ گئی ہے، قرآن شریف میں آیا ہے کہ

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ

(الاحزاب، رکوع ۴)

تو اس سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ گھر میں دین کا چرچا لازمی ہے، اگر دین کا چرچا نہیں ہوگا تو پھر دین کا گھر میں اثر نہیں رہے گا، دین کا چرچا ہونا ضروری ہے۔

میرے خیال میں حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکا

Marfat.com

ترجمہ چرچا سے کیا ہے۔ ''وَ اذْكُرْنَ '' چرچا کرتی رہا کرو، سنتی رہا کرو اور ایک یہ ہے کہ چرچا کرتی رہا کرو، کیا معنی ؟ یعنی بات بات میں روک ٹوک، بات بات میں روک ٹوک، لیکن سب اخلاق کے ساتھ، ساری روک ٹوک اخلاق کے ساتھ ہو، اخلاق کے ساتھ ہی میں اثر پڑتا ہے، اس موقع پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بات یاد آئی: ایک صاحب انگلینڈ سے پڑھ پڑھا کر آئے اور وہاں کی تہذیب بھی سیکھ کر آئے ''ول'' اور خدا جانے کیا کچھ بولنے لگے، اور جب آئے تو اپنے باپ سے بھی اسی قسم کی بات کی، بجائے ''والد صاحب'' کے کہا ''ول فلان تم اچھے ہو'' حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ میں یہ بیان کیا، اتفاق سے مولانا کے وعظ میں وہ لوگ بھی موجود تھے، باپ بیٹے دونوں وعظ کے اندر تھے، بعد میں حضرت کو پتہ چل گیا، اب یہاں دیکھنے کی بات ہے کہ حضرت کا اخلاق کتنا وسیع تھا، جب پتہ چل گیا تو فرمایا کہ مجھے معلوم ہوتا کہ یہ لوگ بھی موجود ہیں تو میں وعظ میں اس طرح نہ کہتا، مجھے بڑی شرمندگی ہوئی کہ وہ لوگ شرمندہ ہوئے ہوں گے، یہ اور بات ہے وہاں دوسری بات ہے

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْآ اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا

اے ایمان والو بچاؤ اپنے کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم سے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اے امیر المومنین کس طرح بچائیں، کس طرح بچائیں، اپنے اہل خانہ اور ماتحتین اور متعلقین کو دنیاوی فتنوں اور خرافات باتوں سے؟ فرمایا کہ ''دین سکھا کر، دین سکھا کر'' یہ وہی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے

وَ اذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ

میں فرمایا ہے۔

انسان کی موت وحیات آزمائش کے لیے ہے

خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا

(الملک، رکوع ۱)

Marfat.com

معلوم یہ ہوا کہ موت اور حیات ہمارے امتحان کے لئے پیدا ہوئی ہے، امتحان ہمارا یہی ہے کہ اللہ کے دین کی اشاعت اپنی زندگی میں اور دوسروں کی زندگی میں کرتے رہیں، اس سے جو جتنا زیادہ اثر لے سکتا ہے وہی کامیابی حاصل کر سکے گا، جتنا اثر لے گا اتنا ہی کامیاب ہوگا:

خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا

اسی لئے ایک جگہ قرآن پاک میں آیا ہے:

اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الاعراف، رکوع ۲۰)

ہماری عبادت، نماز وغیرہ سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں ''نسک'' کے معنی عبادات کے بھی ہیں اور حج کے بھی آتے ہیں، ہماری عبادتیں ساری اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہیں۔ ''ان صلاتی'' کہہ کر نماز کو الگ کر دیا۔ عبادت وہ بھی ہے مگر تمام عبادتوں میں اس کو سب سے زیادہ اہمیت ہے، اس لئے اہمیت کی وجہ سے اس کو علیحدہ بیان کیا ہے اور ہماری حیات و موت یعنی کل زندگی اللہ لاشریک کے لئے ہے، مومن کی حیات و موت جب اللہ کے لئے ہے تو اللہ کے لئے ہونے کا مطلب کیا ہے؟ اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ ہر وقت خود بھی یہ دیکھے کہ اللہ کی مرضی کے مطابق کون سا راستہ ہے اور اس کی مرضی کس میں ہے، جہاں انسان چوکا اور اللہ کی مرضی کا خیال نہ کیا، بس فیل ہو گیا، ''خلق الموت و الحیوۃ'' انسان آزمائش میں ہے، میں نے جو کچھ عرض کیا بس اس کا خلاصہ یہ ہے: ''الدین کلہ ادب''۔

ہم جب اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہیں تو ہم اس کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے ''تعالیٰ'' کہتے ہیں، ''تبارک و تعالیٰ'' کہو، ''سبحان اللہ'' کہو، اللہ بزرگ و برتر کی عظمت ظاہر کرو، اس کی عظمت دل میں بھی ہو اور زبان سے بھی ظاہر کرو، اگر زبان سے ظاہر نہ ہو تو دل میں جو چیز ہے، وہ معتبر نہیں ہے اگر وہ چھلک کر اوپر نہ آجائے معتبر نہیں ہے، اس کی ایک مثال آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں، حضرت

Marfat.com

مولانا عبدالمجید بچھرایونی رحمۃ اللہ علیہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے خلفاء میں سے تھے اور معاف کرنا تو جانتے ہی نہ تھے یعنی سامنے کہہ دینا، نصیحت کرنا اور ہدایت کرنا ان کا خاص طرز تھا، لوگوں نے اس عادت سے متعلق حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ان کا مزاج ایسا ہے، مولانا نے فرمایا "ایسے لوگ بھی ہونے چاہئیں" مولانا بچھرایونی ایک مرتبہ الہ آباد آئے اور ایک صاحب کے ساتھ جا رہے تھے، ان صاحب کا نام شاکر خان تھا، انہوں نے خود یہ واقعہ بتایا، کہنے لگے دور سے ایک صاحب آتے ہوئے نظر آئے تو میں نے ان (مولانا بچھرایونی رحمۃ اللہ علیہ) سے کہا حضرت ان کے دل میں آپ کی بڑی محبت ہے، خاموش رہے جب وہ صاحب ان کے پاس سے گزرے تو ان پر ہیبت طاری ہوگئی یا کیا ہوا؟ کیا بات ہوئی کہ انہوں نے مولانا کو سلام تک نہیں کیا، جب وہ آگے نکل گئے تو مولانا نے فرمایا: کیوں جی تم تو کہہ رہے تھے کہ ان کے دل میں تمہاری بڑی محبت ہے اور انہوں نے سلام تک نہ کیا۔ شاکر خان نے تعجب سے کہا: پتہ نہیں کیا ہوا، کیوں نہیں سلام کیا۔

حضرت فرمانے لگے وہ بھی محبت کیا ہے جو چھلک کر اوپر نہ آجائے، خالی دل میں ہو تو کیا حاصل، فرمایا جو اندر ہوگی وہ اوپر ضرور آئے گی، لبریز ہوگا برتن تو چھلک کر اوپر آجائے گا، کچھ نہ کچھ تو اثر ہوتا ہے، گھڑے میں ٹھنڈا پانی رکھ دیجئے، اوپر سے دیکھ لیجئے گھڑا ٹھنڈا ہوگا، گرم پانی رکھ دیجئے اوپر سے دیکھئے گھڑا بھی گرم ہوگا، جو اندر ہے اس کا اثر باہر آنا بھی ضروری ہے، یہ ساری چیزیں اس بات کی غمازی کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کی قلب میں کمی ہے، ہمارے حالات سے اندازہ ہوتا ہے کہ عظمت کی کمی ہے، پھر میں اپنے اسی بیان کی طرف لوٹتا ہوں کہ اللہ جل شانہ اور اس قسم کے دوسرے احترامی الفاظ سب کے ہم مامور ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نام جب آئے تو اس طرح لیا جائے اور ایسے بیٹھ جاؤ ایسے مؤدب ہو جاؤ، حضور ﷺ کی عظمت کیا ہے کہ درود شریف پڑھو، کچھ نہ ہو تو ایک ہی دفعہ پڑھو، یہ واجب قرار دے دیا گیا ہے، صحابہ کرام کا نام آئے تو اللہ تعالیٰ نے خود ہی بتایا ہے کہ "رضی اللہ عنہ" کہو۔ بزرگانِ

Marfat.com

دین کا نام آئے تو ''رحمۃ اللہ علیہ'' کہو، ''قدس سرہ'' کہو۔ یہ ساری چیزیں ہمیں بتاتی ہیں کہ اصل چیز جو ہے وہ عظمت ہے، دل میں اہتمام نہ کیا گیا، نماز میں عظمت پیدا کرنے کا تو یہ بڑے خسارے کی بات ہے، آپ نے پڑھا ہوگا دو فرشتے ہر انسان پر مسلط ہیں ایک ادھر (دائیں طرف) ایک اُدھر (بائیں طرف) ہوتا ہے اور ہمارے اعمال کو لکھا کرتے ہیں، اب اگر نماز ٹھیک سے پڑھی، اہتمام سے پڑھی کہ وساوس اور خطرات نہ آئیں، باوجود اہتمام کے آ گئے وہ دوسری بات ہے تو ایسی نماز دربارِ الٰہی میں لے کر پہنچتے ہیں اور وہ قبول ہو جاتی ہے اور جس نماز کو اہتمام کے ساتھ نہ ادا کیا قصداً خود ہی ادھر ادھر خیال لے گیا، اہتمام نہ کیا روکنے کا تو اس کا عذاب تو ہوگا معلوم یہ ہوا کہ عظمت کے خلاف کیا گیا ہے تو حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایسی نماز لپیٹ کر فرشتے منہ پر مار دیتے ہیں بس عطائے تو بہ تعائے تو۔

اب قیامت کے دن مولوی صاحب کا فتویٰ کام نہ دے گا، مولوی صاحب یہ کہہ دیں گے کہ اس کی نماز ہو گئی، کوئی جا کر کے عالم سے پوچھے کہ اس کی نماز ہو گئی؟ اس نے ٹھیک سے وضو کیا، طہارت بھی کی، جگہ بھی پاک تھی لیکن دل ادھر ادھر رہا، خشوع و خضوع نام کو بھی قریب نہیں آیا، اس کی نماز ہو گئی کہ نہیں، مولوی صاحب کہیں گے نماز تو ہو گئی اور وہاں منہ پر لپیٹ کر فرشتوں نے مار دیا تو یہ مولوی صاحب کا فتویٰ کام نہیں دے وہ تو ایک ظاہر صورت تھی، یہاں یہ ہے کہ اب یہ توبہ کرے، استغفار کرے، معافی مانگ لے، اللہ تعالیٰ سے کہ یا اللہ بڑی غلطی ہوئی، کوتاہی ہوئی، معافی چاہتا ہوں، تو اس طرح اللہ تعالیٰ کے یہاں گویا قبول کرا دیا جاتا ہے، یہ بہت بڑی چیز ہے، بہت ضروری چیز ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں بٹھائی جائے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بشکریہ البلاغ، کراچی، نومبر ۱۹۸۸ء

Marfat.com

استفتاء:

بغیر پگڑی کے صرف ٹوپی پہننے کا شرعی حکم

(دارالافتاء جامعہ دارالعلوم، کراچی کا پہلا فتویٰ)

محترم المقام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ کے مکتوبات، ملفوظات وخطبات کا خلاصہ (حضرت ہی کے الفاظ میں) ''دوائے دل'' کے نام سے مرتب کیا ہے جس کے صفحہ نمبر ۷۵ پر ملفوظات کمالات اشرفیہ کے حوالہ سے درج ذیل ملفوظ موجود ہے:

تواضع اہم ہے، کسی نے اپنا حال لکھا تھا کہ عمامہ باندھنا خصوصاً جمعہ وعیدین میں بوجہ حیا وخجلت ترک کیا جاوے یا نہیں۔ ترکِ سنت کی وجہ سے حیا کو ترجیح دینے کی ہمت نہیں ہوتی۔ جواب میں فرمایا کہ یہ سنن مقصودہ نہیں پھر دوسری طرف تواضع بھی مسنون ہے جس کے بعض افراد واجب بھی ہیں تو مقصودیت کی شان تواضع میں زیادہ ہے بہ نسبت عمامہ کے۔

آنجناب سے گزارش ہے کہ درج بالا ملفوظ پر کچھ تشریحی کلمات تحریر فرمادیں کیونکہ عمامہ کے بارے میں نقشبندیہ سلسلہ کے بزرگوں میں کافی اصرار والتزام پایا جاتا ہے۔

آپ کی تحریر سے شرعی مسئلہ کی وضاحت کے ساتھ ساتھ حضرت رحمہ اللہ کے ذوق کی بھی وضاحت ہو جائے گی۔

افادۂ عام کے لئے آپ کی تحریر کو اپنے ماہنامہ ''محاسن اسلام'' میں بھی شائع کر دیا جائے گا، امید قوی ہے کہ ''محاسن اسلام'' بھی آپ کی نظر سے گزرا ہوگا، تاہم ان

Marfat.com

کے چند شمارے نئی کتاب ''دوائے دل'' کے ساتھ آپ کی خدمت میں ارسال ہیں۔

احقر محمد اسحاق عفی عنہ

ملتان

الجواب حامداً و مصلیاً

الحمد لله رب العالمين، والصلوة و السلام على رسوله الكريم، و على آله و اصحابه اجمعين، و على كل من تبعهم باحسان الى يوم الدين

حقیقت یہ ہے کہ حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے عمامہ کے بارے میں جو کچھ اس ملفوظ میں ارشاد فرمایا ہے وہی صحیح اور معتدل مؤقف ہے، یقیناً حضور نبی کریم ﷺ سے عمامہ باندھنا ثابت ہے، لہٰذا اس سنت کی اتباع میں عمامہ باندھنا باعث اجر اور خیر و برکت کا سبب ہے، لیکن جیسا کہ حضرت رحمۃ اللہ نے فرمایا، یہ سنن مقصودہ میں سے نہیں ہے، کیونکہ آنحضرت ﷺ سے ٹوپی پہننا بھی متعدد روایات سے ثابت ہے اور بعض حضرات نے جو کہا ہے کہ عمامہ کے بغیر ٹوپی پہننا مشرکین کا طریقہ ہونے کی بنا پر مکروہ ہے (كما نقله العلى القارئ عن بعض العلماء فى مرقاة المفاتيح ج ۸ ص ۲۴۷، كتاب اللباس) اس کی بنیاد پر حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

فرق ما بيننا و بين المشركين العمائم على القلانس

ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عماموں سے ہوتا ہے۔

اس کا مطلب ان بعض حضرات نے یہ سمجھا ہے کہ مشرکین صرف ٹوپیاں پہنتے ہیں، اور مسلمان ٹوپیوں پر عمامہ بھی پہنتے ہیں، لیکن اول تو یہ حدیث ضعیف ہے، امام ترمذی رحمۃ اللہ نے اس کو روایت کرنے کے بعد فرمایا ہے:

هذا حديث حسن غريب، و اسناده ليس بالقائم

Marfat.com

اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے بھی یہ حدیث ذکر کی ہے، لیکن وہ بھی انہی ابو الحسن عسقلانی اور ابوجعفر بن محمد ابن رکانہ سے مروی ہے جس سے امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ حدیث روایت کی ہے اور یہ دونوں راوی مجہول ہیں، اور حافظ منذری رحمہ اللہ نے اسی لئے اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے امام ترمذی رحمہ اللہ کے تبصرے پر اعتماد کیا ہے۔ (تلخیص المنذری، ج ٦ ص ٤٥)

دوسرے اس حدیث کا مطلب علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان کیا ہے کہ مشرکین عماموں کے نیچے ٹوپی نہیں پہنتے، اور مسلمان عماموں کے نیچے ٹوپی پہنتے ہیں۔

أي الفارق بيننا أنا نحن نتعمم على القلانس و هم يكتفون بالعمائم (الکاشف عن حقائق السنن الطیبی ص ۲۱٦، ج ۸)

یعنی ہمارے اور ان کے درمیان فرق یہ ہے کہ ہم ٹوپیوں پر عمامے پہنتے ہیں اور وہ صرف عماموں پر اکتفاء کرتے ہیں۔

نیز ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابن الملک رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دوسرے شراح حدیث سے بھی حدیث کی یہی تشریح نقل فرمائی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، ص ۲٤۷، ج ۸، کتاب اللباس) اس کے برعکس یہ تشریح کہ مشرکین عمامہ نہیں پہنتے صرف ٹوپی پہنتے ہیں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ جزری کے حوالے سے بعض نامعلوم علماء سے نقل کی ہے، اور معلوم علماء میں سے صرف میرک رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دیا ہے، اور غور کرنے سے یہ تشریح صحیح معلوم نہیں ہوتی، کیونکہ اول تو مشرکین عرب میں عمامے کا رواج تھا بلکہ یہ ان کا شعار سمجھا جاتا تھا (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو المفصل في تاريخ العرب قبل الاسلام لجواد علی ص ٤٨ تا ٥٢ جس میں وہ کہتے ہیں کہ "و العمامة هي فخرهم و عزهم و أفخر ملبس يضعونه على رؤسهم" اور آخر میں لکھتے ہیں: "و جعلوا العمامة شعارا للعرب و رمزا لهم، اذا زال زالت عزوبتهم" تیسرے اس تشریح سے جو نتیجہ نکالا گیا ہے کہ عمامہ کے بغیر ٹوپی پہننے میں مشرکین سے مشابہت ہے اور اس لئے وہ مکروہ ہے یہ اس لئے درست نہیں

Marfat.com

کہ متعدد روایات میں خود آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا صرف ٹوپی پہننا بھی مروی ہے مثلاً:

(۱)...... صحیح بخاری میں حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول تعلیقاً نقل کیا گیا ہے:

ان أصحاب رسول الله ﷺ كانوا يسجدون و أيديهم في ثيابهم، و يسجد الرجل منهم على القلنسوة و عمامته (صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب السجود علی الثوب، ص ۵۶ ج ۱)

مصنف عبدالرزاق میں یہ اثر موصولاً تقریباً انہی الفاظ سے مروی ہے۔ (فتح الباری، ص ۴۹۳، ج ۱)

(۲)...... متعدد محدثین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جہاد میں شہید ہونے والوں کی چار قسمیں بیان فرمائی ہیں، اور پہلی قسم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا درجہ اتنا اونچا ہوگا کہ لوگ ان کی طرف اس طرح سر اٹھا کر دیکھیں گے یہ کہہ کر آپ نے سر اتنا بلند کیا کہ آپ کی ٹوپی گر گئی، راوی کہتے ہیں کہ مجھے اس میں شک ہے کہ ٹوپی آنحضرت ﷺ کی گری یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کرتے ہوئے سر اٹھایا اور ان کی ٹوپی گری۔ (جامع ترمذی، ص ۲۹۳ ج ۱۔ مسند احمد ص ۲۲، ج ۱)

(۳)...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے معجم طبرانی میں مروی ہے:

أن رسول الله ﷺ كان يلبس قلنسوة بيضاء (مجمع الزوائد، ج ۵ ص ۱۲۱، حدیث ۸۵۰۵)

اس پر علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تبصرہ کیا ہے کہ: فيه عبدالله بن خراش وثقه ابن حبان، و قال: و ربما أخطأ و ضعفه جمهور الأئمة و بقية رجاله ثقات۔ اس کے بعد انہوں نے یہی حدیث ایک اور ضعیف سند سے نقل کی ہے جو عبداللہ بن خراش کی متابعت کرتی ہے۔

(۴)...... علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح ترمذی میں فرمایا ہے:

Marfat.com

أجود إسناد في القلانس ما رواه أبو الشيخ عن عائشة: كان يلبس القلانس في السفر ذوات الآذان و في الحضر و المضمرة، يعني الشامية (اتحاف السادة المتقين، ج ۷ ص ۱۲۹)

ٹوپیوں کے بارے میں سب سے اچھی سند کی روایت وہ ہے جو ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے کہ آپ سفر میں کانوں والی ٹوپیاں پہنتے تھے، اور حضر میں (بغیر کانوں کی) شامی ٹوپیاں۔

ظاہر یہی ہے کہ ان روایات میں آپ کے ٹوپی پہننے کا جو ذکر ہے وہ بغیر عمامے کے ہیں، چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و كان يلبسها و يلبس تحتها القلنسوة، و كان يلبس القلنسوة بغير عمامة (احیاء العلوم مع شرح الزبیدی، ج ۷ ص ۱۲۹ و زاد المعاد ج ۱ ص ۱۳۵ فصل فی ملابسہ ﷺ)

اور آنحضرت ﷺ عمامہ پہنتے تھے اور اس کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے اور عمامہ کے بغیر بھی ٹوپی پہنتے تھے۔

اس کے علاوہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے صرف ٹوپی پہننا بہت سی روایات میں بدرجہ استفاضہ مروی ہے، جن میں حضرت وابصہ بن معبد، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم، حضرت علی بن حسین، حضرت ضحاک اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہم اللہ داخل ہیں۔ (ملاحظہ ہو سنن ابی داؤد، باب الصلاۃ علی عصا، ج ۱ ص ۱۰۷، مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۸ ص ۲۱۲ فی لبس القلانس۔ طبقات ابن سعد، ج ۵ ص ۱۶۱)

اگر بغیر عمامے کے صرف ٹوپی پہننا مشرکین کا لباس ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوتا تو یہ حضرات اس سے بچنے کا اہتمام کرتے، بلکہ یہ کراہت مشہور و معروف ہونی چاہیے تھی حالانکہ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین سے ایسی کوئی بات منقول نہیں ہے۔

Marfat.com

لہٰذا صرف ٹوپی پہننے کو مکروہ سمجھنا درست نہیں ہے، اور یہ حکم خارجِ نماز اور داخلِ نماز یکساں ہے، بعض حضرات اس سلسلے میں ایک فقرہ حدیث کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ:

صلاة بعمامة تعدل خمسا و عشرين صلاة بلا عمامة، و جمعة بعمامة تعدل سبعين جمعة بلا عمامة، و الصلاة فى العمامة بعشرة آلاف حسنة

یعنی عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا عمامہ کے بغیر پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ جمعہ بغیر عمامہ کے ستر جمعوں کے برابر ہے، اور عمامہ میں نماز پڑھنا دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔

لیکن یہ حدیث موضوع ہے اور متعدد محدثین نے اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے المقاصد الحسنہ (ص ۲۶۳ نمبر ۲۶۴) میں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے الموضوعات الصغریٰ (ص ۸۷ نمبر ۱۷۷) میں اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے الفوائد المجموعہ (ص ۱۸۷، کتاب اللباس والتختم نمبر ۳) میں اسے موضوع قرار دیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ عمامہ پہننا حضور نبی کریم ﷺ کی سنت عادیہ ہے اور اس سنت کی اتباع کی نیت سے عمامہ پہننا باعثِ اجر و فضیلت ہے، لیکن اسے واجب سمجھنا یا اس کے بغیر صرف ٹوپی میں نماز پڑھنے یا پڑھانے کو مکروہ سمجھنا صحیح نہیں ہے البتہ جو شخص عمامہ کے بغیر باہر نکلنے یا مجمع میں جانے سے پرہیز کرتا ہو اس کے لئے بغیر عمامہ کے نماز پڑھنا بے شک مکروہ ہے۔ اور یہی مؤقف ہمارے تمام بزرگوں کا رہا ہے، حضرت گنگوہی قدس سرہ نے فتاویٰ رشیدیہ میں یہی مؤقف اختیار فرمایا ہے، حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے امداد الفتاویٰ (ج ۱ ص ۲۵۶) میں کئی سوالات کے جوابات میں یہی فرمایا، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ دار العلوم دیوبند (ص ۹۷، ص ۱۲۰ ج ۴) اور حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے امداد الاحکام (ج ۱ ص ۵۲۲) میں اور حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب رحمۃ

Marfat.com

اللہ علیہ نے کفایۃ المفتی (ج ۳ ص ۱۱۵) میں بھی کم و بیش یہی احکام بیان فرمائے ہیں :-

"چونکہ آنحضرت ﷺ کی ہر سنت، خواہ وہ مقصودہ ہو یا غیر مقصودہ، ایک محب کے لئے قابلِ اتباع اور باعث خیر و برکت ہے، اس لئے بہت سے علماء اور اہل اللہ عمامہ کا اہتمام کرتے آئے ہیں، حضرات مشائخ نقشبندیہ کا اہتمام بھی اسی بناء پر ہے اور یہ اہتمام یقیناً مبارک ہے، اپنے عمل میں ایسی سنتوں کا اہتمام اور اپنے متوسلین کو ترغیب دینا چنداں قابلِ اعتراض نہیں، لیکن چونکہ بہت سے لوگوں کا انداز ایسا ہو جاتا ہے کہ وہ اس سنت عادیہ کو واجب کے درجے تک پہنچا دیتے ہیں، بالخصوص نماز میں اس کو بہت ضروری سمجھتے ہیں یہاں تک کہ بغیر عمامے کے نماز کو مکروہ قرار دیتے ہیں اور ہمارے بلاد میں یہ غلط فہمی بہت زیادہ عام ہو گئی ہے اس لئے ہمارے متعدد بزرگوں نے اس غلط خیال کی تردید کے لئے عمامہ کا بہت زیادہ اہتمام نہیں کیا۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کا جو ارشاد آپ نے اپنے خط میں نقل کیا ہے، اس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مسترشد کو جواب دیا ہے، یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ شیخ اپنے مسترشد کو جو مشورہ دیتا ہے اس میں اس کے باطنی حالات اور دوسرے بہت سے عوامل پیشِ نظر ہوتے ہیں اور ضروری نہیں کہ جو مشورہ ایک شخص کو دیا گیا ہو وہ ہر شخص کے لئے قابلِ عمل ہو، اُن صاحب کے حق میں آپ نے یہی مناسب سمجھا کہ تواضع چونکہ سنتِ مقصودہ اور بعض حالات میں واجب ہے اور عمامہ سنتِ غیر مقصودہ، اور ان کے حق میں دونوں میں تعارض ہو رہا تھا، اس لئے آپ نے تواضع کو ترجیح دی، اور شاید ان صاحب کو یہ غلط فہمی بھی تھی کہ عمامہ سنتِ مؤکدہ ہے اور اس کے ترک میں کراہت ہے، اس سے ان کی یہ غلط فہمی بھی دور ہو گئی، البتہ جہاں عمامہ اور تواضع میں کوئی تعارض نہ ہو وہاں یقیناً اتباعِ سنت کی نیت سے عمامہ پہننا افضل ہوگا، بشرطیکہ اس کے استحباب کو اسی درجہ میں رکھا جائے جس میں وہ واقعۃً ہے، اس سے آگے نہ بڑھایا جائے، کیونکہ ہمارے دین میں ہر چیز کا ایک مقام ہے اور اسی مقام کا تحفظ تفقہ فی الدین ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو

Marfat.com

دین کی صحیح سمجھ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
محمد تقی عثمانی
۱۴۲۶/۵/۲۷ھ

استفتاء:

ٹوپی پہننے کی شرعی حیثیت

(جامعہ دارالعلوم، کورنگی، کراچی کا دوسرا فتویٰ)

کیا فرماتے ہیں علماء کرام بابت اس مسئلہ کے کہ آج کل ٹوپی نہ پہننے کا رواج عام ہے اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں تو یہ رواج دوسروں کے مقابلے میں اور زیادہ ہے بلکہ بعض حضرات ٹوپی پہننا باعث عار سمجھتے ہیں، اور اب صورتحال یہ ہے کہ ایسے لوگ بکثرت موجود ہیں جن کے پاس سرے سے ٹوپی ہی نہیں ہے، پہننا تو دور کی بات ہے، پھر بعض حضرات نماز میں بھی ٹوپی استعمال نہیں کرتے اس سلسلے میں جو باتیں زبان زد عام ہیں، وہ یہ ہیں کہ ٹوپی حدیث سے کہاں ثابت ہے؟ یہ تو مولویوں کا کام ہے انہوں نے دین میں خواہ مخواہ سختی کر رکھی ہے، ورنہ ٹوپی پہننا کوئی گناہ نہیں ہے، نیز بغیر ٹوپی نماز پڑھنے سے بھی کوئی گناہ نہیں ہوتا، عرب ممالک جہاں قرآن نازل ہوا وہاں بھی اکثر لوگ بغیر ٹوپی نماز ادا کرتے ہیں، اگر یہ کوئی گناہ ہوتا تو وہاں کے لوگ ایسا نہ کرتے۔

اس صورتحال کے پیش نظر آپ حضرات سے گزارش ہے کہ شرعی دلائل کی روشنی میں ٹوپی کی حیثیت کو واضح فرمائیں، بہت شکریہ (محمد اسعد، لانڈھی، کراچی)

الجواب

عمامہ یا ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اور نماز کے علاوہ عام حالات میں بھی عمامہ یا

Marfat.com

ٹوپی پہننا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا اور آج تک دیندار مسلمانوں میں یہ طریقہ چلا آرہا ہے اور اسی لئے سر پر ٹوپی یا عمامہ استعمال کرنا اسلامی لباس کا شعار ہے اور یہی اسلامی تہذیب ہے اس کے برخلاف ننگے سر رہنا انگریزوں کی تہذیب ہے جو اسلامی تہذیب کے بالکل خلاف ہے لہٰذا یہ کہنا کہ ''ٹوپی پہننا حدیث سے کہاں ثابت ہے؟ یہ تو مولوی کا کام ہے انہوں نے خواہ مخواہ دین میں سختی کر رکھی ہے'' محض غلط اور جہالت کی بات ہے جس سے بچنا چاہئے اور انگریزی تہذیب کو چھوڑ کر اسلامی تہذیب کو اختیار کرنا چاہئے۔

اور ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کبھی اتفاق سے بغیر ٹوپی نماز پڑھ لے اس میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن ننگے سر نماز پڑھنے کی عادت بنانا مکروہ تنزیہی ہے اور (نعوذ باللہ) اگر نماز کی توہین کرنے کے ارادہ سے ٹوپی اتار کر کوئی نماز پڑھتا ہے تو یہ کفر ہے، آج کل جو لوگ ننگے سر رہتے ہیں اور ننگے سر نماز پڑھتے ہیں ان کا فعل بلاشبہ مکروہ تنزیہی اور اسلامی شعار کے خلاف ہے جس سے ان کو بچنا چاہئے اور ٹوپی یا عمامہ پہننے کو اپنے لئے باعث عار سمجھنے کے بجائے اس کے پہننے کا اہتمام کرنا چاہئے، عرب کے عام لوگوں کا بغیر ٹوپی کے نماز پڑھنا کوئی شرعی دلیل نہیں ہے لہٰذا ان کے فعل کی بنیاد پر ننگے سر نماز پڑھنے کی عادت بنانا درست نہیں، عرب کے دیندار اور علماء حضرات ٹوپی اور عمامہ کے ساتھ ہی نماز ادا کرتے ہیں۔

عمامہ اور ٹوپی پہننے پر احادیث وآثار ذیل میں آرہے ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ:

بعض روایات سے رسول اللہ ﷺ کے پاس تین طرح کی ٹوپیاں ہونا ہے ایک قسم وہ تھی جو سر کے ساتھ چپکی ہوئی ہوتی تھی، دوسری وہ تھی جو سر سے کسی قدر اونچی ہوتی تھی، جب کہ تیسری قسم کی ٹوپی مذکورہ دونوں قسم کی ٹوپیوں سے نسبۃً زیادہ بڑی اور کشادہ ہوتی تھی کہ کان بھی اس سے ڈھک جاتے تھے، اور ٹوپیاں کبھی عمامہ کے نیچے بھی پہنتے تھے اور کبھی بغیر عمامہ بھی پہنتے تھے۔

Marfat.com

فی کتاب الوسیلة للموصلی (۱/۱۶:۶)

☆عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم یلبس قلنسوة بیضاء (ذکرہ العزیزی فی السراج المنیر شرح الجامع الصغیر (۱۲۱/۴) و قال الطبرانی عن ابی عمر باسناد حسن اھ و ذکرہ الہیثمی ایضاً فی المجمع (۱۲۱/۵) و قال رواہ الطبرانی و فیہ عبداللہ بن خراش و ثقہ ابن حبان و قال ربما اخطأ و ضعفہ جمہورا لائمة و بقیة رجالہ ثقات اھ)

☆عن عائشة رضی اللّٰہ عنہا قالت کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم یلبس فی السفر القلانس ذوات الآذان و فی الحضر المشمرة تعنی الشامیة (قال الزبیدی فی اتحاف السادة المتقین (۲۵۵/۸): قال العراقی فی شرح الترمذی: اجود اسناد فی القلانس ما رواہ ابو الشیخ عن عائشة رضی اللہ تعالی عنہا "کان یلبس فی السفر القلانس الخ" اھ و یلاحظ ایضاً فی فیض القدیر (۲۴٦/۵) اھ)

☆عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما قال کان النبی ﷺ ثلاث قلانس، قلنسوة مصریة بیضاء و قلنسوة بردہ حبرة، و قلنسوة ذات اذان یلبسہا فی السفر و ربما وضعہا بین یدیہ و یصلی الیہا (ذکرہ الفتنی فی کتابہ تذکرة الموضوعات (ص ۱۵۵) بلفظ "کان لہ صلی اللہ علیہ و سلم ثلاث قلانس قلنسوة مضروبة و قلنسوة بردہ حبرة و قلنسوة ذات اذان یلبسہا فی السفر، فربما وضعہا بین یدیہ اذ صلی" و قال: ضعیف اھ انظر ایضاً اتحاف السادة المتقین للزبیدی (۲۵٤/۸) اھ)

☆عن جریر بن عثمان قال: لقیت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فقلت: اخبرنی! قال رأیت رسول اللہ ﷺ و لہ قلنسوة طویلة و قلنسوة ذوات اذان و قلنسوة لاطیہ (انظر: سبل الہدی و الرشاد للعلامة محمد الشامی المتوفی ۹٤۲ھ (۲۸٤/۷))

Marfat.com

☆فی کنز العمال (۱۲۱/۷) کان یلبس القلانس تحت العمائم و بغیر العمائم و یلبس العمائم بغیر القلانس، و کان یلبس القلانس الیمانیة و هن البیض المضربة و یلبس ذوات الآذان فی الحرب و کان ربما نزع قلنسوة فجعلها سترة بین یدیه و هو یصلی (انظر: اتحاف السادة المتقین للزبیدی المتوفی ۱۲۰۵ھ (۲۵٤/۸) و فیض القدیر للمناوی (۲٤٦/۵) اھ (یعقوب))

☆عن أبی یزید الخولانی انه سمع فضالة بن عبید یقول سمعت عمر بن الخطاب یقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: الشهداء اربعة، رجل مؤمن جید الایمان لقی العدو فصدق اللہ حتی قتل فذلک الذی یرفع الناس الیه أعینهم یوم القیامة هکذا، و رفع رأسه حتی وقعت قلنسوة الحدیث رواه الترمذی فی جامعه (۲۹٤/۱) و قال هذا حدیث حسن غریب ۳ھ

☆عن أبی کبشة قال کان کمام أصحاب رسول اللہ ﷺ بطحا رواه الترمذی (۳۰۸/۱) و قال هذا حدیث منکر ۱ھ

☆قال العلامة علی القاری فی المرقاة (۲٤٦/۸) (قوله کمام) بکسر الکاف جمع کمة بالضم کتاب و قبة و هی القلنسوة المدورة سمیت بها لانها تغطی الرأس (قوله بطحا) بضم الموحدة فکسون ...... جمع بطحاء أی کانت مبسوطة علی رؤسهم لازقة غیر مرتفعة عنها اھ

☆وقال العلامة ابن حجر فی الفتح الباری (۲۷۲/۱۰) باب البرانس) أخرج الطبرانی من حدیث ...... قال کسانی رسول اللہ ﷺ برنسا فقال البسه و قال ابن حجر: وفی مسنده من لا یعرف اھ

Marfat.com

☆ و فی صحیح البخاری (۱/۵۶) و قال الحسن: کان القوم یسجدون علی العمامة و القلنسوة ......

☆ وفی المصنف لعبد الرزاق (۱/۱۹۰) عن سعید بن عبدالله ابن ضرار قال رأیت .... الخلاء ثم خرج و علیه قلنسوة بیضا...... قال الثوری: و القلنسوة بمنزلة العمامة

☆ و فیه ایضا (۱/۴۰۰) عن أبی الضحی أن شریحا کان یسجد علی برنسه و عبدالرحمن بن یزید کان یسجد علی عمامته

☆ و فی شرح المناوی علی الشمائل علی هامش جمع الوسائل للقاری (۱/۱۶۵) و لا بأس یلبس القلنسوة ...... بالرأس و المرتفعة المضربة و غیرها تحت العمامة و بلا عمامة لأن ذلك کله جاء عن .... بعضهم ما اعتید فی بعض الاقطار من ترك العمامة من اصلها و تمییز علماء هم بطیلسان علی قلنسوة بیضاء لکن الافضل العمامة

☆ فی الهندیة (۵/۳۳۰) و لا بأس بلبس القلانس و قد صحّ انه علیه السلام کان یلبسها و کذا فی الدر المختار (۶/۷۵۵)

☆ و فی الخلاصة (۴/۳۶۹) و لا بأس یلبس القلانس و قد صحّ انه کان لرسول الله صلی الله علیه وسلم قلانس یلبسها ا ھ

☆ فی ضیاء القلوب مع خلاصة الفتاویٰ للعلامة عبدالحی اللکهنوی رحمه اللّٰه تعالیٰ (۳/۱۵۳)

و کلاه هر دو نوع است یك لاطیه دوئم ناشزة لا طیة آن را گویند که بر متصل باشد و آنحضرت ﷺ بر سر مبارك نهاده و ناشره آن ست که متصل بسر بناشد بلکه افراشته باشد ا ھ

و فی الدر المختار (۱/۶۴۱) (و کره) هذه تعم التنزیهیة التی

Marfat.com

مرجعها خلاف الأولى فالفارق الدليل (صلاته حاسرا) أى كاشفا (راسه للتكاسل) و لا بأس به للتذلل و اما للاهانة بها فكفر (قوله هذا تعم التنزيهيه) و يعرف ايضاً بلا دليل نهى خاص بأن تضمن ترك واجب أو ترك سنة فالأول مكروه تحريماً و الثانى تنزيها (قوله للتكاسل) اى لأجل الكسل بأن استثقل تغطيه و لم يرها أمرا مهماً فى الصلاة فتركها لذلك، و هذا معنى قولهم تهاونا بالصلاة و ليس معناه الاستخفاف بها و الاحتقار لأنه كفر شرح المنية اهـ

و الله سبحانه و تعالى اعلم

محمد یعقوب عفا اللہ عنہ

دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴

۱۴۲۱/۲/۶ھ

ٹوپی یا عمامہ کے ساتھ نماز پڑھیے

حضرت اقدس محمد عمر فاروق صاحب لوہاری، لندن

مردوں کا اپنے سر کو ڈھانپنا ایک قدیم تہذیب ہے اور سر ڈھانپنے کے لئے ٹوپی کا استعمال بھی قدیم زمانہ سے چلا آ رہا ہے، گو ٹوپی کی کیفیات میں اختلاف ہوتا رہا ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں ایک باب قائم کیا ہے "باب لبس القمیص" (ج ۲ ص ۸۶۱) اس باب کے ذیل میں علامہ ابن بطال مالکی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

Marfat.com

فیہ ان لباس القمیص من الامر القدیم و کل ما ذکر فی حدیث ابن عمر من السراویل و البرانس و غیرھا

(شرح صحیح البخاری لابن بطال، ج۹ص۸۳)

اس باب میں اس بات کا ثبوت ہے کہ قمیص پہننا اور پاجامہ نیز ٹوپی وغیرہ پہننا، جس کا ذکر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہوا ہے، یہ سب قدیم امور میں سے ہیں

مردوں کا ٹوپی سے اپنے سر ڈھانپنا قدیم تہذیب ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی تہذیب بھی ہے، چنانچہ ٹوپی حضرات انبیاء علیہم السلام اور صالحین کے لباس کا حصہ ہے، حافظ ابن العربی مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

القلنسوۃ من لباس الانبیاء و الصالحین (عارضۃ الاحوذی، ج۷ص۲۴۲)

خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی ٹوپی پہننا ثابت ہے، علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

و قد کان لہ علیہ الصلاۃ و السلام عمامۃ تسمی السحاب و یلبس تحتھا القلانس اللاطئۃ (المواھب اللدنیہ مع شرحہ الزرقانی، ج۵ص۹)

رسول اللہ ﷺ کا ایک عمامہ تھا جس کو "سحاب" کہا جاتا تھا، آپ اس عمامہ کے نیچے سر پر مڑھی ہوئی ٹوپی پہنتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی ٹوپی کے بارے میں سب سے عمدہ سند والی وہ روایت ہے جو حافظ ابو محمد بن حیان الملقب بابی الشیخ رحمہ اللہ نے "اخلاق النبی ﷺ" میں ذکر کی ہے، جس میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان ہے:

ان النبی ﷺ کان یلبس من القلانس فی السفر ذوات

Marfat.com

الأذان و فی الحضر المشمرة یعني الشامیة (اخلاق النبی ﷺ ص۱۰۴)

نبی کریم ﷺ سفر میں باڑ دار اونچی ٹوپی پہنتے تھے اور حضر میں سمٹی ہوئی یعنی شامی۔

سر ڈھانپنے کے لئے رسول اللہ ﷺ جس طرح ٹوپی استعمال فرماتے تھے، اسی طرح عمامہ بھی باندھتے تھے، چنانچہ آپ اکثر ٹوپی پہن کر اس پر عمامہ باندھتے تھے نیز بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی بھی پہنتے تھے اور بغیر ٹوپی کے بھی عمامہ کا استعمال فرماتے تھے، حافظ ابن القیم حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

کانت له عمامة تسمی السحاب کساها علیاً و کان یلبسها و یلبس تحتها القلنسوة، و کان یلبس القلنسوة بغیر عمامة، و یلبس العمامة بغیر قلنسوة

(زاد المعاد، ج ۱، ص ۸۲)

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عمامہ تھا، جسے ''سحاب'' کہا جاتا تھا جو بعد میں آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیا تھا، آپ اس کو باندھتے اور اس کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے، اور کبھی رسول اللہ ﷺ بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی ہی پہنتے تھے، اور کبھی بغیر ٹوپی کے صرف عمامہ ہی زیب تن فرماتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ سے سر برہنہ ہونا حالت احرام میں ثابت ہے اور سوائے احرام کے احیاناً آپ برہنہ سر ہوئے ہیں ورنہ آپ کی عام عادت یہ تھی کہ آپ کے سر مبارک پر عمامہ یا ٹوپی بھی رہتی تھی، محدث سید محمد جعفر کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الدعامة'' میں ان احادیث کو جمع فرمایا ہے جو آپ ﷺ کے عمامہ کے ساتھ ٹوپی پہننے اور بغیر عمامہ کے ٹوپی پہننے کی مواظبت پر دلالت کرتی ہیں، آپ کے اس اہتمام کی وجہ سے حافظ ابن العربی رحمہ اللہ نے تو ''عارضة الاحوذی'' (ج ۷ ص ۲۴۲)

Marfat.com

میں ٹوپی پہننے کو از قبیل سنت قرار دیا ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی رسول اللہ ﷺ کے عادات واطوار اور آپ کے طرز عمل کا اتباع کرتے ہوئے عام حالات میں برہنہ سر نہیں رہتے تھے، بلکہ ٹوپی یا عمامہ سے اپنے سروں کو ڈھانکتے تھے، جامع ترمذی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

الشهداء اربعة: رجل مؤمن جيد الايمان لقى العدو فصدق الله حتى قتل، فذلك الذى يرفع الناس اليه اعينهم يوم القيامة هكذا، ورفع رأسه حتى وقعت قلنسوة، فلا ادرى قلنسوة عمر اراد ام قلنسوة النبى ﷺ۔ الحديث (جامع ترمذی، ج ۱ ص ۲۹۳، ۲۹۴)

شہداء چار قسم پر ہیں: ایک وہ مؤمن آدمی ہے جس کا ایمان عمدہ ہو اور دشمن سے مڈ بھیڑ کے وقت اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی تصدیق کرتے ہوئے لڑے اور شہید ہو جائے، اس آدمی (کے بلند درجات) کا حال یہ ہے کہ لوگ قیامت کے دن اس کی طرف اپنی نگاہ اس طرح اٹھائیں گے، یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ نے یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا سر اٹھایا، یہاں تک کہ آپ کی ٹوپی گر گئی۔ راوی کہتے ہیں کہ مجھے پتہ نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ٹوپی مراد ہے یا نبی ﷺ کی ٹوپی۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سر پر ٹوپی تھی، صحیح بخاری میں ہے:

قال (ابى سليمان التيمى) رايت على انس برنسا اصفر من خز (صحیح بخاری، ج ۲ ص ۸۶۳)

سلیمان تیمی رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس

Marfat.com

رضی اللہ عنہ پر ریشم اور اون کی بنی ہوئی زرد رنگ کی ٹوپی (جو لباس ہی کا حصہ تھی) دیکھی۔

شارح صحیح بخاری علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقد لبسه جماعة من الصحابة منهم ابو بكر الصديق و ابن عباس و التابعين منهم ابن ابى ليلى وغيره (ارشاد الساری، ج ۱۲ اص ۵۲۳)

بالیقین حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے "برنس" ٹوپی (جو لباس ہی کا حصہ ہوتی ہے) پہنی ہے، جن میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم ہیں اور تابعین کی ایک جماعت نے بھی یہ مخصوص ٹوپی پہنی ہے، جن میں حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلی رحمۃ اللہ وغیرہ ہیں

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں "برنس" ٹوپی کا استعمال تھا، جس کو حالت احرام میں پہننے سے منع کیا گیا، صحیح بخاری میں ہے:

عن النبى ﷺ قال لا يلبس المحرم القميص و لا العمامة و لا السراويل و لا البرنس، الحديث (صحیح بخاری، ج ا ص ۲۰۹، ج ۲ ص ۸۶۴)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ محرم آدمی قمیص، عمامہ، پاجامہ اور برنس نہیں پہنے گا۔

ٹوپی کی طرح عمامہ کا استعمال بھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں رہا ہے، حضرت عبد اللہ بن عتیک اور حضرت عبید اللہ بن عدی بن خیار رضی اللہ عنہما میں سے ہر ایک کے عمامے کا ذکر صحیح بخاری میں اور حضرت انس بن مالک، حضرت عمار بن یاسر اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہم جیسے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمامے کا ذکر مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ کتب حدیث میں ملتا ہے، حضرت علی، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت عبد اللہ بن حازم وغیرہ صحابہ کرام رضی

Marfat.com

اللہ عنہم کے عمامے زیب تن کرنے اور شملہ چھوڑنے کی کیفیت تک کا بیان حدیث کی کتابوں میں ہوا ہے۔

تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کے زمانہ میں بھی عام حالات میں عمامہ یا ٹوپی سے سر ڈھانکنے کا معمول تھا، چنانچہ حضرت ابو اسحاق سبیعی تابعی رحمۃ اللہ علیہ کی ٹوپی کا ذکر صحیح بخاری (ج۱ص۱۵۹) میں آیا ہے۔

ابن بطال مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قال مالک: العمة والاحتباء والانتعال من عمل العرب، ولیس ذالک فی العجم، وکانت العمة فی اول الاسلام، ثم لم تزل حتی کان ھؤلاء القوم قال ابن وھب: وحدثنی مالک انه لم یدرک احدا من اھل الفضل یحیی بن سعید وربیعة وابن ھرمز الا وھم یعتمون ولقد کنت فی مجلس ربیعة وفیه احد وثلاثون رجلا ما منهم رجل الا وھو معتم وانا منهم

(شرح صحیح البخاری لابن بطال، ج۹ص۸۹)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عمامہ باندھنا، گوٹ لگانا اور جوتے پہننا عرب کے عمل میں سے ہے، یہ عجم میں نہیں تھا اور عمامہ باندھنا ابتداء اسلام میں تھا، پھر یہ مسلسل رہا، تا آنکہ ابناء زمانہ بھی اسی پر قائم ہیں۔ ابن وہب فرماتے ہیں کہ مجھ سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ انہوں نے ارباب فضل یحیی ابن سعید، ربیعہ اور ابن ہرمز رحمہم اللہ میں سے ہر ایک کو عمامہ باندھتے ہوئے پایا اور میں ربیعہ کی مجلس میں تھا، اس میں اکتیس شرکاء مجلس تھے، ان میں سے ہر ایک عمامہ باندھے ہوئے تھا اور میں بھی ان میں سے تھا۔

Marfat.com

سطورِ بالا سے مسئلہ کا ایک پہلو اور تصویر کا ایک رخ سامنے آ گیا کہ مردوں کا عام حالات میں اپنے سر کو ٹوپی یا عمامہ سے ڈھانکنے کا رواج قدیم زمانہ سے چلا آ رہا ہے، رسول اللہ ﷺ کا عام معمول بھی یہی تھا، خیر القرون میں بھی اس کا معمول رہا ہے اور سلف سے خلف تک یہ معمول برابر جاری ہے، اسی لئے بعض حضرات لوگوں کے سامنے مردوں کو برہنہ سر ہونے کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔ غنیۃ الطالبین میں ہے:

و یکرہ کشف راسہ بین الناس (غنیۃ الطالبین، ج ۱ ص ۱۳)

کراہت کے قول میں کلام ہو تو ہو لیکن اس کے خلاف مروت ہونے میں دو رائے نہیں ہیں۔ ابن جوزی کی "تلبیس ابلیس" میں ہے:

و لا یخفي علي عاقل ان کشف الراس مستقبح و فیه اسقاط مروۃ و ترک ادب (تلبیس ابلیس، ص ۳۷۳)

کسی عقلمند پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ برہنہ سر رہنا انتہائی قبیح ہے اور یہ خلاف مروت اور بے ادبی ہے۔

مسئلہ کا دوسرا پہلو اور تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ نماز کی حقیقت بارگاہ خداوندی میں حاضری ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ پورے ادب و احترام کے ساتھ حاضر ہو، اور منجملہ آداب و احترام کے ٹوپی اور عمامہ سے یا دونوں میں سے کسی ایک سے سر ڈھانپنا ہے۔ دیکھئے! لباس کی دو حدیں ہیں، ایک واجب اور دوسری مستحب، قرآن مجید میں سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۶ میں لباس کو انہی دو حدوں میں تقسیم کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ وَ رِیۡشًا

اے اولاد آدم! ہم نے تمہارے لئے وہ پوشاک اتاری ہے جو تمہارے ستر کو چھپاتی ہے اور آرائش کے کپڑے اتارے ہیں۔ (الاعراف ۲۶ پ ۸)

پھر آیت نمبر ۳۱ میں ارشاد ہے:

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ

Marfat.com

ان آیات سے معلوم ہوا کہ ایک حد تو وہ ہے جس کا ڈھانکنا واجب وفرض ہے اور وہ قابل شرم اعضاء اور ان کے ملحقات ہیں اور دوسری حد آرائش کا لباس ہے، یہ بھی نماز میں مطلوب ہے، ابوحیان اندلسی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

و الذی یظهر ان "الزینة" هو ما یتجمل به و یتزین عند الصلاة، و لا یدخل فیه ما یستر العورة لان ذالک مامور به مطلقا (البحر المحیط، ج ۴ ص ۲۹۲)

ظاہر یہ ہے کہ "زینت" ہر وہ لباس ہے جس سے نماز کے وقت تجمل وتزین حاصل ہو، اور زینت میں وہ کپڑا داخل نہیں ہے جو ستر کو چھپانے والا ہو اس لئے کہ وہ تو مطلقاً مامور بہ ہے۔

اور آرائش کے لباس کی حد صرف مونڈھوں تک نہیں ہے، یہ تو ایک درمیانی صورت ہے، کامل آرائش یہ ہے کہ سر اور ٹخنوں کے اوپر تک جو بھی آرائش اور زینت کا لباس ہے اس کو پہن کر نماز پڑھی جائے، اس اعتبار سے عمامہ اور ٹوپی سے یا ان میں سے کسی ایک سے سر ڈھانکنا آرائش کے قبیل سے ہے، لہٰذا سر ڈھانپ کر نماز پڑھنی چاہئے۔

نماز کے وقت زینت اختیار کرنے کے حکم قرآنی اور ارشاد نبوی "ان اللہ عز وجل احق من ان تزین لہ" (اللہ عزوجل زیادہ مستحق ہیں کہ آپ اس کے لئے زینت وآرائش اختیار کریں) کے پیش نظر حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ نے نماز میں قمیص وتہبند یا قمیص وپاجامہ وغیرہ کے ساتھ ساتھ عمامہ یا ٹوپی سے سر ڈھانکنے کو مستحب قرار دیا ہے۔ "الفقہ الاسلامی" میں ہے:

و المستحب شرعاً ان یصلی الرجل فی ثوبین ...... کما یستحب تغطیة الرأس (الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج ۲ ص ۹۸۲)

مرد کا دو کپڑوں میں نماز پڑھنا شرعاً مستحب ہے...... جیسے سر ڈھانپنا مستحب ہے۔

Marfat.com

"البحر الرائق" میں ہے:

و المستحب ان یصلی فی ثلاثة اثواب قمیص و ازار و عمامة (البحرالرائق، ج۱ص۲۶۹)

مستحب یہ ہے کہ مرد تین کپڑوں میں نماز پڑھے، قمیص، ازار اور عمامہ میں

سستی کی وجہ سے یا غیر اہم معاملہ خیال کر کے کھلے سر نماز پڑھنے کو حضرات فقہاء رحمہم اللہ نے مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے۔ "الفقه الاسلامی" کی "مکروہات صلاة" کی بحث میں ہے:

و الصلاة حاسرا (کاشفا) رأسه للتکاسل ...... و الکراهة هنا تنزیهیة اتفاقا (الفقه الاسلامی وادلته، ج۲ص۹۸۲)

اور سستی کی وجہ سے کھلے سر نماز پڑھنا (مکروہ ہے) اور یہاں کراہت بالاتفاق تنزیہی ہے۔

"شرح منیة المصلی" میں ہے:

و یکره ان یصلی حاسرا رأسه تکاسلا بان استثقل تغطیته و لم یرها امرا اهما فی الصلاة فترکها لذلک و لا بأس اذا فعله تذللا و خشوعا و قوله "لا بأس" یدل علی ان الاولی ان لا یفعله و ان یتذلل و یخشع بقلبه فانها من افعال القلب (شرح منیة المصلی، ص۳۴۸)

اور سستی کی وجہ سے کھلے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے، بایں طور کہ نماز میں سر ڈھانپنے کو بوجھ سمجھ کر اور اس کو غیر اہم معاملہ خیال کر کے چھوڑ دے، جب تذلل اور فروتنی کے لئے کھلے سر نماز پڑھے تو مضایقہ نہیں ہے، ماتن کا قول "لا بأس" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ اس غرض سے کھلے سر نماز نہ پڑھے اور تذلل

Marfat.com

اور فروتنی قلب سے اختیار کرے، اس لئے کہ یہ قلب کے افعال میں سے ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں:

چونکہ نماز میں صرف ستر پوشی ہی مطلوب نہیں، بلکہ لباسِ زینت اختیار کرنے کا ارشاد ہے، اس لئے مرد کا ننگے سر نماز پڑھنا یا مونڈھے یا کہنیاں کھول کر نماز پڑھنا مکروہ ہے خواہ قمیص ہی نیم آستین ہو یا آستین چڑھائی گئی ہو بہر حال نماز مکروہ ہے اسی طرح ایسے لباس میں بھی نماز مکروہ ہے جس کو پہن کر آدمی اپنے دوستوں اور عوام کے سامنے جانا قابلِ شرم و عار سمجھے، جیسے صرف بنیان بغیر کرتے کے اگرچہ پوری آستین بھی ہو یا سر پر بجائے ٹوپی کے کوئی کپڑا یا چھوٹا دستی رومال باندھ لینا کہ کوئی سمجھدار آدمی اپنے دوستوں یا دوسروں کے سامنے اس ہیئت میں جانا پسند نہیں کرتا، اللہ رب العالمین کے دربار میں جانا کیسے پسندیدہ ہوسکتا ہے؟ سر مونڈھے کہنیاں کھول کر نماز کا مکروہ ہونا آیت قرآنی کے لفظ "زینت" سے بھی مستفاد ہے اور رسول کریم ﷺ کی تصریحات سے بھی۔ (معارف القرآن، ج ۳ ص ۵۴۴)

الغرض عام حالات میں ننگے سر نماز پڑھنا نماز کے وقت تزئین و آرائش کرنے کے حکم قرآنی کے خلاف ہے، نیز ارشاد نبوی "ان اللہ عز و جل احق من ان تزین لہ" کے بھی خلاف ہے اور سنت متوارثہ اور صدیوں سے عمل متوارث کے بھی خلاف ہے، اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ اب تو مسلمانوں میں بھی کھلے سر رہنا ہی عام رواج ہے، تو جاننا چاہئے کہ یہ ایک فیشن ہے، اس کا اعتبار نہیں، اعتبار اسلامی تہذیب کا ہے، چنانچہ خیر القرون سے سر ڈھانپنے کا جو معمول چلا تھا کہ رسول اللہ ﷺ،

Marfat.com

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین، سلف صالحین، مشائخ و محدثین اور ائمہ دین رحمہم اللہ عام حالات میں عمامہ اور ٹوپی سے سر ڈھانکتے تھے، ان کی یہ عادت نہ تھی کہ کھلے سر پھریں یا کھلے سر نماز پڑھیں، وہ معمول آج تک دیندار اور سمجھدار طبقہ میں برقرار ہے، اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ حج میں تو مرد کو برہنہ سر رہنا پڑتا ہے جب اس عبادت میں کھلے سر رہنا مطلوب ہے تو عام حالات میں نماز بھی کھلے سر ہی ادا کرنا چاہیے، اس کا جواب یہ ہے کہ حج چونکہ مخصوص مکان میں مخصوص وقت میں ادا کی جانے والی مخصوص عبادت ہے لہٰذا برہنہ سر ہونے میں اس پر نماز جیسی عبادت کو قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔

کھلے سر نماز پڑھنے میں ایک قباحت یہ بھی ہے کہ اس میں نصاریٰ کے ساتھ مشابہت ہے وہ اپنی عبادت میں اور احترام کے ہر موقعہ پر سر کھلا رکھتے ہیں، اگر پہلے سے ٹوپی پہنی بھی ہو تو وہ لوگ ایسے مواقع پر اسے اتار دیتے ہیں۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ کھلے سر نماز پڑھنا سنت یا مستحب ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ٹوپی یا عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا ثابت نہیں ہے، ان حضرات کا خیال صحیح نہیں ہے سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۳۱ سے نماز میں تزئین مطلوب ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عمامہ باندھنا ثابت ہے اور ٹوپی کا تذکرہ بھی آیا ہے، پھر عام حالات میں تو آپ تزئین کے لیے یہ لباس زیب تن فرماتے ہوں اور جب نماز کا وقت آتا ہو تو ان کو اتار کر نماز پڑھتے ہوں!!! یہ محض من گھڑت بات ہے، رسول اللہ ﷺ سے قطعاً یہ ثابت نہیں کہ آپ نے کپڑا ہوتے ہوئے بلا کسی عذر کے کبھی ننگے سر نماز پڑھی ہو، یا آپ نے ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم دیا ہو، و من ادعی فعلیہ البیان۔ آپ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عماموں اور ٹوپیوں کے ساتھ نماز پڑھنا خود صحیح بخاری سے ثابت ہے، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كان القوم يسجدون على العمامة و القلنسوة (صحیح بخاری، ج ۱ ص ۵۶)

Marfat.com

قوم عمامے اور ٹوپی پر سجدہ کرتی تھی۔

مذکورہ اثر میں ''قوم'' سے مراد حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتح الباری'' (ج ۱ ص ۵۸۸) میں نقل فرمایا ہے۔

رہی وہ روایت جو امام جلال الدین سیوطی اور حافظ ابن العساکر رحمہما اللہ وغیرہما نے ذکر کی ہے کہ

وكان ربما نزع قلنسوة فجعلها سترة بين يديه و هو يصلي

رسول اللہ ﷺ کبھی کبھار اپنی ٹوپی کو اتار کر اپنے سامنے اس کو سترہ بنالیتے تھے اور اس حالت میں آپ نماز ادا فرماتے تھے۔

سو اس روایت میں کلام ہے، بر تقدیر صحت سترہ کی ضرورت و عذر پر محمول ہے، لہٰذا اس سے یہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ بلا عذر بھی سر کھولے ہوئے نماز پڑھنا سنت یا مستحب ہے۔

بعض حضرات کہا کرتے ہیں کہ بغیر ٹوپی کے بھی نماز ہو جاتی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ یوں تو بغیر قمیص کے نماز پڑھنے والے کی نماز بھی ہو جاتی ہے یعنی فریضہ ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے لیکن اس طرح نماز ہو جانے کا یہ مطلب تو نہیں کہ انسان بلا کسی عذر کے مستحب امر کو اور با مروت و شریفانہ ہیئت کو ترک کر کے نماز پڑھنے کی عادت بنالے، لہٰذا ہر مسلمان مرد کو کوشش کرنی چاہئے کہ ٹوپی یا عمامہ کا عام معمول بنالے ورنہ کم از کم نماز کے دوران ٹوپی یا عمامہ کا اہتمام کرے، اللہ تعالیٰ شانہ عمل کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین (ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی)

جامعہ اسلامیہ امداد العلوم کراچی کا فتویٰ

الاستفتاء:

جناب مفتی صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

Marfat.com

آپ سے یہ مسئلہ معلوم کرنا ہے کہ ہمارے دفتر میں نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے اس میں سے چند افراد بغیر ٹوپی کے نماز ادا کرتے ہیں، میں نے کئی بار ان کو توجہ دلائی کہ بغیر ٹوپی کے نماز ''مکروہ'' ہے اور آداب نماز کے خلاف ہے لیکن امام صاحب جو ہم ہی میں سے ہیں کہتے ہیں کہ انہوں نے عالم دین سے معلوم کیا ہے کہ حضور ﷺ نے بغیر ٹوپی کے نماز ادا کی ہے، لہٰذا یہ مکروہ ہے اور نہ آداب نماز کے خلاف۔

آپ سے گزارش ہے کہ آپ قرآن اور حدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت کریں تا کہ جو حضرات بغیر ٹوپی کے نماز پڑھتے ہیں ان کی اصلاح ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

الجواب و منه الصدق و الصواب

واضح رہے کہ ٹوپی جس کو عربی میں ''قلنسوۃ'' کہتے ہیں اور خود رسول اکرم ﷺ نے بھی ٹوپی استعمال کی ہے، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی ٹوپی استعمال کی ہے، اور دورِ نبوت سے لے کر آج تک ہر دور میں علماء کرام فقہاء کرام اور صلحاءِ امت کا اسی پر عمل رہا ہے بلکہ ٹوپی اور عمامہ وغیرہ کی حیثیت ایک طرح اہل تقویٰ کا شعار ہے اس کے علاوہ ہمارے عرف میں بھی ٹوپی کا شعار ہی سمجھا جاتا ہے بغیر ٹوپی پہنے ہوئے آدمی کو عام حالات میں بھی اچھا نہیں سمجھا جاتا ہے چہ جائیکہ نماز کی حالت میں ننگے سر ہو اور شریعت میں عرف کا بہت دخل ہے جیسا کہ فقہاء کرام کا مقولہ مشہور ہے ''العرف کالنص القاطع'' جب کہ زیر بحث مسئلہ کا ثبوت بے شمار احادیث اور صحابہ کرام کے اعمال سے ہے:

اب آپ ﷺ کی ٹوپی کے متعلق دلائل ملاحظہ ہوں:

(۱)......ابو حنیفة عن عطاء عن ابی هریرة قال: کان لرسول الله ﷺ قلنسوة شامية۔

(۲)......و فی رواية عن عطاء عن ابی هريرة کان

Marfat.com

لرسول الله ﷺ قلنسوة بيضاء شامية (مسند امام اعظم، ص ۳۷۲)

مذکورہ دونوں روایات میں آپ ﷺ کی ٹوپی کی تصریح ہے۔

(۳)...... و في مسند أحمد بن حنبل حدثنا عبدالله ...... سمعت عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه سمع رسول لله ﷺ يقول: الشهداء ثلاثة،

و في رواية سمعت عمر بن الخطاب رضي الله عنه يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: الشهداء أربعة رجل مؤمن جيد الايمان لقى العدو فصدق الله فذلك الذى ينظر الناس اليه هكذا و رفع رأسه حتى سقطت قلنسوة رسول الله ﷺ او قلنسوة عمر الخ

مذکورہ حدیث کے واقعہ میں بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ٹوپی گر گئی، اس روایت میں اگرچہ راوی کو اس بات میں شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ٹوپی گری تھی یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ٹوپی تاہم اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے سر مبارک پر ٹوپی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سر پر بھی ٹوپی تھی یعنی راوی کو ٹوپی کے ہونے میں کوئی شک نہیں لہٰذا اس حدیث میں بھی حضرت رسول اکرم ﷺ کی ٹوپی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ٹوپی کی تصریح ہے۔

مذکورہ بالا احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹوپی استعمال فرمائی ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ٹوپی کے استعمال میں نماز اور خارج نماز کا کوئی فرق نہیں ہے بلکہ اس کا حکم نماز اور خارج نماز دونوں جگہ برابر ہے البتہ نماز کے لئے لباس میں زینت اور تجمل اختیار کرنے کے بارے میں کتب تفسیر اور فقہ میں ترغیبیں وارد ہوئی ہیں اسی لئے مفسرین کرام اور فقہاء عظام نے نماز کے لئے تزئین

Marfat.com

اور تجمل کو مستحب لکھا ہے۔

چنانچہ تفسیر ابن کثیر (ج ۳ ص ۳۷۸) میں ہے:

و لهذه الأية (اى خذوا زينتكم عند كل مسجد) و ما ورد فى معناها من السنة، يستحب التجمل عند الصلوٰة و لا ...... فى الجمعة و العيدين

و كذا فى التفسير المظهرى (ج ۳ ص ۳۴۱)، او فى احكام القرآن للجصاص (ج ۳ ص ۳۲)، و فى السنن الكبرىٰ للبيهقى (ج ۲ ص ۲۳۵)

و اخبرنا ابو الحسن ...... عن عبدالله ...... عن رسول الله ﷺ قال: اذا صلى احدكم فليلبس ثوبيه فان الله عز و جل احق أن يزين له الخ

اس لئے فقہاء کرام نے نماز کے لئے ستر راس کو مستحب قرار دیا ہے، اور ننگے سر نماز پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے۔ (تفصیل کے لئے رجوع کیجئے، فتاوٰی شامی (ج ۲ ص ۴۰۷، طبع ملتان))

اس کے علاوہ ننگے سر نماز پڑھنے کو فقہاء کرام نے نصاریٰ کی عادت بھی لکھا ہے، جیسا کہ شیخ کوثری ''مقالات الکوثری'' میں رقم طراز ہیں:

و الحاصل انه لم يثبت عن النبى ﷺ انه صلى و هو حاسر الرأس من غير عذر حتى نقتدى به ﷺ فى كشف للرأس فى الصلوٰة و قد سبق بيان عادة النصارىٰ على كشف الرأوس فى صلوٰتهم (ص ۱۷۴)

عبارت مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ بغیر عذر ننگے سر نماز پڑھنا آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے کہ جس کے اتباع ہم کریں بلکہ ننگے سر نماز پڑھنا نصاریٰ کی عبادت بتائی گئی ہے، اور نصاریٰ کے تشبہ سے بچنا بہت ضروری ہے کیونکہ احادیث میں غیر مسلموں کے ساتھ تشبہ اختیار کرنے کی سخت وعیدیں آئی ہیں۔

Marfat.com

جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے:

قتیبة عن .... عن جده ان رسول الله ﷺ قال:

لیس منا من تشبه بغیرنا لا تشبهوا بالیهود و لا بالنصاری الخ (ترمذی شریف، ج ۲ص ۹۹)

بہر حال مذکورہ بالا تصریحات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ ستر راس کا حکم احادیث سے ثابت نہیں ہے محض لاعلمی اور نادانی کی بات ہے، اللہ ہم سب کو حق بات سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق سے نوازیں۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فضل الحق عفا اللہ عنہ

دارالافتاء جامعہ اسلامیہ امدادالعلوم

ناظم آباد، کراچی

۱۴۱۸/۴/۲۲ھ

ننگے سر نماز کا مسئلہ

مناظر اہل سنت حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ رئیس شعبہ دعوت وارشاد جامعہ خیر المدارس، ملتان

جن چیزوں کو غیر مقلدین نے آج کل اپنا شعار بنا رکھا ہے ان میں سے ایک ننگے سر نماز ہے، حالانکہ حدیث پاک میں ہے کہ پگڑی کے ساتھ دو رکعتیں بغیر پگڑی کے ستر رکعت سے افضل ہیں۔ (کنز العمال، ج ۱۵، ص ۱۳۳)

ایک روایت میں ہے نفل یا فرض نماز پگڑی کے ساتھ بغیر پگڑی کے پچیس نمازوں کے برابر ہے اور پگڑی کے ساتھ جمعہ بغیر پگڑی کے ستر جمعوں کے برابر

Marfat.com

ہے۔ (کنز العمال، ج ۱۵ص ۱۳۳)

نیز فرمایا کہ تم مسجدوں میں خود اتار کر اور کپڑا اوڑھ کر آؤ۔ (کنز العمال، ج ۱۵ص ۱۳۳)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کی قوم اپنی پگڑی اور ٹوپی پر سجدہ کرتی تھی۔ (بخاری، ص ۵۶)

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ پگڑی کے پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ ہے یا نہیں؟ امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے پہلے عدم کراہۃ کا باب باندھا ہے اور اس میں عبدالرحمن بن یزید، سعید بن المسیب، حضرت حسن بصری، حضرت بکر، حضرت مکحول، امام زہری، ابن ابی اوفی رحمہم اللہ سے جواز کی روایات نقل کی ہیں اور پھر اس کے بعد کراہت کا باب باندھا ہے اور درج ذیل روایات نقل کی ہیں:

۱۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جب نماز کی طرف کھڑے ہوتے تو اپنی پیشانی سے پگڑی کو ہٹا لیتے۔ (ابن ابی شیبہ، جلد ا صفحہ ۳۰۰)

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو پگڑی کو پیشانی سے ہٹا لے۔ (ابن ابی شیبہ، جلد ا صفحہ ۳۰۰)

۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی پگڑی کے پیچ پر سجدہ نہیں فرماتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ، جلد ا صفحہ ۳۰۰)

۴۔ محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے سر میں زخم ہو گیا، میں نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا کہ میں اس پٹی پر سجدہ کر لوں تو انہوں نے فرمایا نہیں۔

۵۔ عیاض بن عبداللہ قرشی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو اپنی پگڑی کے پیچ پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تو اپنی پیشانی کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا کہ اپنی پگڑی کو اونچا کر لے۔

۶۔ حضرت ابراہیم نخعی پگڑی باندھنے والے کے لئے پسند کیا کرتے تھے کہ وہ

Marfat.com

اپنی پگڑی کے پیچ کو اپنی پیشانی سے ہٹالے۔

۷۔ محمد بن سیرین رحمہ اللہ پگڑی کے پیچ پر سجدہ کو مکروہ سمجھتے تھے۔

۸۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ پگڑی باندھنے والے کے بارے میں فرماتے تھے کہ وہ اپنی پیشانی کو زمین پر ٹکائے۔

۹۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک شخص کو (انکار کے طور پر) فرمایا کہ شاید تو ان لوگوں میں سے ہے جو پگڑی کے پیچ پر سجدہ کرتے ہیں۔ (ابن ابی شیبہ، جلد اصفحہ ۳۰۰،۳۰۱)

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ خیر القرون میں ننگے سر نماز پڑھنے کا رواج نہیں تھا، البتہ پگڑی کے پیچ پر سجدہ کرنے میں اختلاف تھا کہ یہ عمل مکروہ ہے یا نہیں اور عام حالات میں بھی ننگے سر پھرنے کا رواج نہیں تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تو ان کے سر پر اُون کی ٹوپی تھی۔ (ترمذی شریف، جلد اص ۳۰۴)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضور ﷺ پر سیاہ پگڑی تھی۔ (ترمذی، جلد اص ۳۰۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب پگڑی باندھتے تو (شملہ) کو دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔ (ترمذی، جلد اص ۳۰۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور قاسم بن محمد اور سالم بھی اسی طرح شملہ کو لٹکاتے تھے۔ (ترمذی، جلد اصفحہ ۳۰۴)

ابو کبشہ انماری کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے صحابہ کرام کی ٹوپیاں گول اور سروں سے چپکی ہوئی تھیں۔ (ترمذی، جلد اص ۳۰۸)

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، فرماتے ہیں کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان (ظاہری) فرق ٹوپیوں پر پگڑیاں باندھنا ہے۔ (ترمذی، جلد اص ۳۰۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے لوگوں کو

Marfat.com

خطبہ دیا اس حال میں کہ آپ پر تیل سے آلود کپڑا تھا۔ (شمائل ترمذی، صفحہ ۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اکثر سر پر کپڑا رکھتے تھے، گویا آپ کا کپڑا تیلی کا کپڑا ہے۔ (شمائل ترمذی، صفحہ ۸)

ان روایات اور ان جیسی بہت سی اور روایات سے سر ڈھانپنے کا مسئلہ معلوم ہوتا ہے اور پوری اُمت ان روایات پر عمل کرتی ہے حتی کہ غیر مقلدین کے اکابر مولوی اسماعیل سلفی (فتاویٰ علمائے حدیث، جلد۴ ص ۲۸۸) داؤد غزنوی، میاں نذیر حسین، مولوی ثناء اللہ، مولوی شرف الدین، مولوی عبدالغفار سلفی، عبدالمجید سوہدروی وغیرہ بھی ننگے سر نماز کو ناپسند کرتے تھے۔ (ملاحظہ ہو فتاویٰ علمائے حدیث، جلد۱ ص ۲۸۱، ۲۹۰، ۲۹۱۔ فتاویٰ نذیر، جلد۱ ص ۱۴۰۔ فتاویٰ ثنائیہ، جلد۱ ص ۵۲۵، ۵۲۳۔ فتاویٰ ستاریہ، جلد۳ ص ۵۹)

تحفہ اہلحدیث

مولانا محمد اسماعیل صاحب محمدی نے تحفہ اہلحدیث میں ایک ضدی غیر مقلد سے مکالمہ کی صورت میں اس مسئلہ کو شائع کر دیا تو بجائے اس کے کہ غیر مقلدین اپنے عوام کو سر ڈھانپنے کی ہدایت کرتے، داؤد ارشد نے بخاری سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی روایت ذکر کر دی اور یہ نہیں بتایا کہ محمد بن المنکدر نے اعتراض کیا کہ یہ آپ کیسے پڑھ رہے ہیں اور بخاری صفحہ ۵۲ کی روایت ہے کہ کیا تم میں سے ہر ایک کے لئے دو کپڑے ہیں، سے معلوم ہوتا ہے کہ حالتِ عذر کا مسئلہ بیان ہو رہا ہے۔ پھر بخاری صفحہ ۵۳ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم ہے کہ جب اللہ نے وسعت دے دی تو تم بھی وسعت پیدا کرو اور امام بخاری رحمہ اللہ نے باب وجوب الصلوۃ فی الثیاب باندھا۔ (بخاری، صفحہ ۵۱) اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول (صلوۃ) فی الثیاب اور زہری رحمہ اللہ کا قول یلبس من ثیاب الیمن (بخاری، صفحہ ۵۲) جمع کے الفاظ ذکر کیے ہیں اور جمع کا اطلاق تین سے کم پر نہیں ہوتا، پھر اگر ایک کپڑے سے سر ننگا ہونا ثابت ہوتا ہے تو باب فی کم تصلی المرأۃ میں حضرت عکرمہ کا فرمان کہ

Marfat.com

لو وارت جسدھا فی ثوب جاز کہ عورت اگر اپنے جسم کو ایک کپڑے میں چھپا لے تو (نماز) جائز ہے۔ (بخاری، جلد ا ص ۵۴) کا مطلب غیر مقلدین کے نزدیک یہی ہوگا کہ عورت ننگے سر نماز پڑھا کرے، اللہ تعالیٰ فہم سلیم عطا فرمائیں۔ آمین!

تحفۂ اہلحدیث میں مولانا محمد اسماعیل صاحب نے مشکوٰۃ شریف کے حوالہ سے یہ لکھ دیا کہ حضور ﷺ تو ننگے سر آدمی کے سلام کا جواب تک نہیں دیتے اور جب مسح فرماتے ہیں تو ایک ہاتھ سے عمامہ مبارک کو معمولی اوپر اٹھاتے ہیں اور ایک ہاتھ سے مسح فرماتے ہیں، اتنی دیر تک بھی ننگے سر رہنا پسند نہیں فرماتے تھے کہ عمامہ کو اتار کر نیچے رکھ دیں اور مسح فرمالیں اور اُمتی ہمیشہ ننگے سر نماز پڑھیں، اکثر گلیوں، بازاروں میں ننگے سر پھریں اور کہلائیں اہلحدیث۔ (تحفۂ اہلحدیث، صفحہ ۱۴)

بات تو مولانا کی بڑی مضبوط تھی چاہیے تو یہ تھا کہ اس نصیحت کو قبول کر کے غیر مقلدین ننگے سر پھرنے کی عادت ترک کر دیتے مگر ہوا یہ کہ داؤد ارشد صاحب نے اس پر وضع احادیث کا عنوان باندھا اور لکھا کہ مولوی اسماعیل نے ایک صد سے کم صفحات کی کتاب تحفۂ اہلحدیث تحریر کی، اس کے ایک صفحہ میں دو روایات وضع کی ہیں۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۶۶)

اس کے بعد لکھتے ہیں یہ دونوں روایات مولوی ابو بلال اسماعیل کی وضع کردہ ہیں مشکوٰۃ تو کجا پورے ذخیرۂ احادیث میں ایسی کوئی روایت نہیں ہے۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۶۶)

پھر فرماتے ہیں کتب احادیث میں ان کا قطعاً کوئی وجود نہیں اور سینہ گزٹ روایات کا کوئی نہیں ہوا کرتا، ہم آج بھی اپنے دین وایمان کی محکمی اور خداداد فراست کو بروئے کار لا کر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ مولوی اسماعیل کا رسول اللہ ﷺ پر افتراء ہے۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۶۷، ۶۸)

پھر رسول اللہ ﷺ پر افتراء عنوان دے کر لکھتے ہیں: ''اولاً'' مشکوٰۃ کو ہم نے دیکھ لیا ہے اس میں کوئی ایسی حدیث نہیں ہے جو آپ نے ذکر کی ہے۔ دوسری حدیث جو آپ نے ذکر کی ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ اس کا حوالہ دو کیونکہ ہمیں ایسی کوئی

Marfat.com

حدیث نہیں ملی، میرا غالب گمان یہ ہے کہ یہ بھی آپ نے جھوٹ بولا ہے، الغرض آپ نے یہ کذبات بول کر اکاذیب آلِ دیوبند میں مزید دو افتراء علی الرسول کا اضافہ کیا ہے۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۱۴۷)

نوٹ: قارئین کرام کو اندازہ ہو رہا ہوگا کہ داؤد ارشد کے غبارہ سے ہوا نکلتی جارہی ہے پہلے قطعی حکم لگایا تھا کہ دو روایات وضع کی ہیں۔ (ص ۶۶) اب فرماتے ہیں کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ یہ بھی آپ نے جھوٹ بولا ہے، کسی نے سچ کہا کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ پھر آگے لکھتے ہیں کہ...... "ہاں مؤلف اہلحدیث نے یہ کر دیا کہ اپنی طرف سے ایک حدیث بنا کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دی"۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۱۵۱)

...... معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پہنچ کر ان کا غالب گمان یقین سے تبدیل ہو گیا ہے کہ دوسری حدیث ذخیرۂ احادیث میں موجود ہے مگر واضح طور پر اعلانِ حق نہیں کرتے کہ دو حدیثوں میں سے ایک حدیث مجھے مل گئی ہے اور رجوع الی الحق کو عار سمجھ کر ترجیح دے رہے ہیں۔ پھر پہلی حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مشکوٰۃ کتاب اللباس میں ترمذی اور ابوداؤد کے حوالے سے ایک روایت ہے کہ:

مر رجل و علیه ثوبان احمران فسلم علی النبی ﷺ
فلم یرد علیه

یعنی ایک آدمی گزرا اور اس کے اوپر دو سرخ رنگ کے کپڑے تھے، اس نے آنحضرت ﷺ کو سلام کیا تو آپ علیہ السلام نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا۔ (مشکوٰۃ، جلد ۲ ص ۱۲۴۷، الحدیث: ۴۳۵۳) (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۱۴۸)

معلوم ہوتا ہے کہ پہلی حدیث کے بارے میں بھی داؤد ارشد کو یہ بات کھٹک گئی ہے کہ مولانا اسماعیل صاحب کا مستدل یہ روایت بن سکتی ہے کیونکہ عرف میں دو کپڑوں سے مراد قمیص اور شلوار یا قمیص اور تہبند ہوتے ہیں۔ لامحالہ اس شخص کا سر ننگا [illegible]

Marfat.com

ہوگا اور سر ننگا ہونے کا احتمال تو بہرحال ہے اور حدیث میں سلام کے جواب نہ دینے کا واضح طور پر ذکر ہے تو جب اس حدیث کے مولانا محمد اسماعیل صاحب محمدی کے مستدل ہونے کا احتمال ہے تو اب یہ تمام قسم کے الزامات ختم ہو جاتے ہیں مگر داؤد ارشد اس استدلال پر مٹی ڈالنے کے لئے فرماتے ہیں: دیکھئے اس حدیث میں ترکِ سلام سرخ لباس پہننے کی وجہ سے بیان کیا گیا مگر مؤلف تحفہ اہلحدیث کو جھوٹ کی اتنی کثرت سے عادت پڑ چکی ہے کہ اس نے اس روایت میں بھی تقلیدی آراء چلا کر متنِ روایت میں ردو بدل کر دیا ہے۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۱۴۵)

قارئین کرام! ذرا غور فرمائیں کہ پہلے تو بڑے زور شور سے دعویٰ کیا تھا کہ پو ۔ے ذخیرۂ احادیث میں انہیں کوئی روایت نہیں ملی، اب کہتے ہیں کہ متن تبدیل کر .یا ہے، سوچنے کی بات ہے کہ مولانا محمد اسماعیل صاحب نے کون سا متن ذکر کیا ہے، انہوں نے سر ننگا ہونے کے مفہوم کو ذکر کیا ہے اور ترکِ سلام کی وجہ بیان فرمادی آپ نے ترکِ سلام کی وجہ سرخ لباس کا پہننا ذکر کر دیا، حدیث پاک میں ترکِ سلام کی کوئی وجہ ذکر نہیں فرمائی گئی، یہ سب امتیوں کی فہم ہے ورنہ داؤد ارشد صاحب کسی صریح مرفوع حدیث سے یہ ثابت کریں کہ اس عدمِ جواز کی علت صرف سرخ رنگ کا پہننا ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی علت نہیں۔ محدثین کے ابواب ان کی ذاتی رائے ہے ان کی تقلید کرنا غیر مقلدین کے ہاں شرک ہے۔ پھر اگر ترکِ سلام کی علت ننگے سر کو بیان کرنا متنِ روایت میں ردو بدل ہے تو یہ داؤد راشد کا سرخ رنگ کو علت بنا کر یہ کہنا کہ "اس حدیث میں ترکِ سلام سرخ لباس پہننے کی وجہ سے بیان کیا گیا ہے"۔ یہ متن میں ردو بدل نہیں، داؤد راشد صاحب اپنے ذکر کردہ متن پر بھی نظر دوڑائیں "مر رجل و علیه ثوبان احمر ان فسلم علی النبی ﷺ فلم یرد علیه" اس میں کون سے الفاظ ہیں کہ جن میں ترکِ سلام سرخ لباس کی وجہ سے ذکر کیا گیا ہے اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو وہ ساری کی ساری گردان جو مولانا محمد اسماعیل صاحب پر پڑھی ہے وہ اپنے اوپر پڑھ لیں کہ میں نے بھی یہ حدیث وضع کی ہے اور متن میں ردو بدل

Marfat.com

کیا ہے، وغیرہ۔

اصل بات یہ ہے کہ اس حدیث کے تحت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے یہ تشریحی نوٹ لکھا تھا کہ یہ صریح دلیل ہے آدمیوں کے لئے سرخ لباس کے حرام ہونے کی اور اس بات کی بھی صریح دلیل ہے کہ منہی عنہ کا حالتِ سلام میں ارتکاب کرنے والا جواب اور سلام کا مستحق نہیں ہے۔ (مرقات، جلد ۸ ص ۲۵۷)

داؤد راشد نے اس امتی کی تشریحی رائے کو حدیث بنا دیا اور قبول کر لیا اور مولانا محمد اسماعیل صاحب کی رائے کو کذب علی الرسول قرار دیا حالانکہ دونوں باتیں حدیث سے مستنبط ہیں، پھر ملا علی قاری رحمہ اللہ نے تو بات مزید بڑھا دی تھی کہ منہی عنہ کے مرتکب کے سلام کا جواب نہیں دینا چاہئے اور ننگے سر پھرنا اور نماز پڑھنا بالخصوص آج کل کے نوجوان غیر مقلدوں کا سنت کے ساتھ استخفاف ہے اور درمختار میں ہے کہ ننگے سر نماز پڑھنا سستی کی وجہ سے مکروہ ہے اور اہانت کی بنا پر کفر ہے۔ (درمختار، جلد ۱ ص ۶۴۱)

علامہ شامی رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں کہ نماز کے ساتھ استخفاف اور تحقیر کی غرض سے ہو تو یہ کفر ہے۔ (ردالمحتار، جلد ۱ صفحہ ۶۴۱ مع الدر)

مولوی شرف الدین غیر مقلد بھی فرماتے ہیں یہ بعض کا جو شیوہ ہے کہ گھر سے ٹوپی یا پگڑی سر پر رکھ کر آتے ہیں اور ٹوپی یا پگڑی قصداً اتار کر ننگے سر نماز پڑھنے کو اپنا شعار بنا رکھا ہے اور پھر اس کو سنت کہتے ہیں بالکل غلط ہے، یہ فعل سنت سے ثابت نہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ، صفحہ ۵۲۳)

نیز فتاویٰ ثنائیہ میں ہے کہ صحیح مسنون طریقہ نماز کا وہی ہے جو آنحضرت ﷺ سے بالدوام ثابت ہوا ہے یعنی بدن پر کپڑے اور سر ڈھکا ہوا، پگڑی سے ہو یا ٹوپی سے۔ (صفحہ ۵۲۴، ۵۲۵)

مولوی اسماعیل صاحب سلفی فرماتے ہیں کہ کپڑا موجود ہو تو ننگے سر نماز پڑھنا یا ضد سے ہوگا یا قلت عقل سے۔ (فتاویٰ علماء حدیث، جلد ۴ ص ۲۸۸)

نیز فرماتے ہیں کہ اگر حسن لطیف سے طبیعت محروم نہ ہو تو ننگے سر نماز پڑھنا

Marfat.com

ویسے ہی مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث، صفحہ ۲۸۹)

مولوی داؤد غزنوی غیر مقلد فرماتے ہیں کہ اس بَد (بُری) رسم کو جو پھیل رہی ہے بند کرنا چاہئے، اگر فیشن کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز مکروہ ہوگی، اگر تعبد اور خشوع وخشوع کی علامت نہیں اور اگر کسل یا سستی کی وجہ سے ہے تو یہ منافقوں کی ایک خلقت سے تشابہ ہوگا، غرض ہر لحاظ سے یہ ناپسندیدہ فعل ہے۔ (فتاویٰ علماء حدیث، جلد۴ صفحہ ۲۹۰، ۲۹۱)

جب نصاریٰ سے ننگے سر پھرنے میں تشبہ ہے تو ملا علی قاری رحمہ اللہ کے بقول منہی عنہ کا فرد ہونے کی وجہ سے اس حدیث میں داخل ہوگا خواہ گزرنے والا شخص ننگے سر نہ ہو کیونکہ ننگے سر پھرنا جب منافقوں کی عادت اور نصاریٰ سے تشبہ ہے تو اس کا منہی عنہ ہونا واضح ہے۔ عموم علت کی وجہ سے پائے جانے والے حکم کی نسبت بھی قرآن وسنت کی طرف کردی جاتی ہے اگرچہ وہ حکم قرآن یا سنت میں صراحۃً نہ پایا جاتا ہو، جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خوبصورتی کے لئے جسم گودنے والیوں، چہرے کے بال اکھیڑنے والیوں اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں فاصلہ پیدا کرنے والیوں یعنی اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے اعضاء میں تغیر کرنے والیوں پر لعنت کی تو اُم یعقوب نامی ایک عورت نے کہا یہ لعنت کیسی ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے کیا ہوگیا کہ میں اس شخص پر لعنت نہ کروں جس پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت کی ہے اور وہ اللہ کی کتاب میں بھی ہے تو ام یعقوب نے کہا اللہ کی قسم! میں نے تو دو گتوں کے درمیان پورا قرآن پڑھا ہے میں نے اس قرآن میں نہیں پایا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! اگر تو نے قرآن پڑھا ہے تو تو نے یقیناً اس کو پایا ہوگا کہ:

وَ مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَ مَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

یعنی، اللہ کے رسول جو تمہیں دیں اس کو لے لو اور جس چیز سے وہ تمہیں روکیں اس سے رک جاؤ۔ (بخاری، جلد۲ ص ۸۷۹)

Marfat.com

اب یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ قرآنِ پاک کے الفاظ میں ان مذکورہ عورتوں پر لعنت نہیں مگر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ما اتاکم الرسول فخذوہ الخ کے عموم کی وجہ سے اس لعنت کو قرآنِ پاک کی طرف منسوب کیا ہے کہ چونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت کی ہے اور قرآن کہتا ہے کہ رسولِ پاک ﷺ جو تمہیں دیں اس کو لے لو تو ان عورتوں کے لئے لعنت کا حکم قرآن سے ثابت ہو گیا، اب کوئی داؤد راشد کے ذہن والا آدمی کہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قرآن کے متن میں رد و بدل کر دیا ہے یا قرآن نیا بنا لیا ہے تو یہ غلط ہے۔ انہوں نے قرآن پاک کے عام حکم میں سے اس خاص جزئیہ کا حکم سمجھ کر اس جزئیہ کی قرآن پاک کی طرف نسبت کی ہے، اسی طرح مولانا محمد اسماعیل صاحب نے اسی مشکوٰۃ شریف والی روایت سے معلوم ہونے والے عمومی اصول کہ منہی عنہ کے مرتکب کو سلام کا جواب نہیں دینا چاہیے کہ عموم میں ننگے سر پھرنے کے خالص جزئیہ کو تشبہ بالنصاریٰ منہی عنہ کی بنا پر اس حدیث کی طرف اگر منسوب کر دیا تو اس سے کوئی حدیث میں کمی یا زیادتی لازم نہیں آتی، اگر داؤد راشد ایسے استدلال کو خدا یا رسول ﷺ سے ممنوع ثابت کر دیں یا یہ ثابت کر دیں کہ یہ کذب علی الرسول ہے یا یہ روایت میں رد و بدل ہے تو درست ہے، ہم مولانا محمدی کی تردید کریں گے اور اگر وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے تو پھر شریعت ساز بن کر خدا یا رسولِ خدا کا منصب سنبھالنے سے توبہ کر لیں، اللہ تعالیٰ انہیں توبہ کی توفیق عطا فرمائیں۔

با کریماں کارہا دشوار نیست

پھر داؤد راشد نے اس حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کی بھی کوشش کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۴۷، جلد۲ میں ضعیف کہا ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اس کی تضعیف کی ہے۔ (کذا فی تنقیح الرواۃ، صفحہ ۲۳۰، جلد۳)

وجہ ضعف یہ ہے کہ اس کی سند میں ابو یحییٰ القتات راوی ہے۔ (ابوداؤد، صفحہ

Marfat.com

۲۰۷، جلد۲) اور یہ لین الحدیث ہے۔ (تقریب، صفحہ۲۴۳۲) (تحفہ حنفیہ، صفحہ۱۴۸)

ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر یہ روایت مولانا اسماعیل صاحب کا مستدل ہی نہیں تو اس پر جرح کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ پھر عجیب بات یہ ہے کہ اس حدیث کو ضعیف قرار دینے کے لئے چند امتیوں کو پیش کیا ہے: (۱) الالبانی، (۲) ابن حجر مگر یہاں اپنا زوردار نعرہ

اہلحدیث کے دو اصول

اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول

بھول گئے، یہاں البانی اور ابن حجر کی تقلید شروع کر دی، ذرا سوچ کر جواب دیں کہ حجر پرستی شرک ہے تو ابن حجر پرستی شرک نہیں؟ پھر البانی نے ضعف کا حکم لگایا ہے کوئی دلیل نہیں دی اور آگے اس نے کہا تھا کہ سرخ کپڑے کی ممانعت میں کوئی صحیح حدیث نہیں، اس کو داؤد ارشد نے قبول نہیں کیا جیسا کہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ترکِ سلام سرخ لباس پہننے کی وجہ سے بیان کیا گیا ہے۔ (تحفہ، صفحہ۱۴۸)

پھر ابن حجر رحمہ اللہ کی تضعیف کا حوالہ بھی غلط دیا ہے، ابن حجر فرماتے ہیں:

اخرجه ابو داؤد و الترمذی و حسنه

یعنی ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اس کے بعد یحییٰ کو مختلف فیہ قرار دیا ہے۔ (فتح الباری، جلد۱۰ص ۳۷۶)

اور مختلف فیہ راوی کی حدیث حسن ہوتی ہے۔ (تحفۃ الاشراف، جلد۲ صفحہ۳۷۷)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے النکت الظراف میں اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔

دوسری حدیث: رہی دوسری حدیث جس کی وجہ سے وضع حدیث کا الزام لگایا ہے اور کہا ہے کہ کتب حدیث میں اس کا وجود نہیں۔ (خلاصہ تحفہ)

تو عرض یہ ہے کہ یہ الزام بھی ان کا غلط ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا اور آپ ﷺ کے اوپر قطری عمامہ تھا تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ عمامہ کے نیچے داخل فرمایا پھر اپنے سر کے اگلے حصہ کا مسح

Marfat.com

کیا۔ (ابوداؤد، صفحہ ۲۰)

اسی طرح نافع رحمہ اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب اپنے سر کا مسح کرتے تو ٹوپی کو اٹھاتے اور اپنے سر کے اگلے حصہ کا مسح فرماتے۔ (دار قطنی، جلد اص ۱۰۷)

مولوی شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد فرماتے ہیں، اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ (التعلیق المغنی، صفحہ ۱۰۸، مع الدار قطنی)

نیز مسند امام شافعی رحمہ اللہ میں ہے کہ حضرت عطا فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے وضو کیا تو اپنی پگڑی کو ہٹایا اور اپنے سر کے اگلے حصہ کا یا فرمایا کہ اپنی ناصیہ کا پانی کے ساتھ مسح کیا۔ (احیاء السنن، صفحہ ۱۱)

ان روایات سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ مولانا محمد اسماعیل صاحب کا یہ فرمانا کہ نبی کریم علیہ السلام جب مسح فرماتے تو ایک ہاتھ سے عمامہ مبارک کو معمولی اوپر اٹھاتے ہیں اور ایک ہاتھ سے مسح فرماتے ہیں، اتنی دیر تک بھی ننگے سر رہنا پسند نہیں فرماتے کہ عمامہ کو اتار کر نیچے رکھ دیں اور مسح فرمالیں اور امتی ہمیشہ ننگے سر نماز پڑھیں، اکثر گلیوں بازاروں میں ننگے سر پھریں اور کہلائیں اہلحدیث۔ (تحفہ اہلحدیث، صفحہ ۱۴۳)

یہ بہت مضبوط گرفت ہے، صرف حضور اقدس ﷺ کا ہی یہ عمل نہیں صحابہ کرام کا بھی ہے۔ داؤد راشد صاحب نے مولوی اسماعیل صاحب سے ملاقات کر کے جو توبہ نامہ لکھنے کا مخلصانہ مشورہ دیا تھا اب اس اخلاص سے اپنے ان الزامات سے توبہ کریں اور پھر اپنے تمام نوجوانوں کو جنہوں نے ننگے سر رہنے کو شعار بنا رکھا ہے توبہ کرنے کی تلقین کریں اور مولانا محمد اسماعیل صاحب سے پہلی ملاقات کی طرح ایک دوسری ملاقات کر کے ان سے معافی مانگ لیں اور وہ معافی نامہ آئندہ ایڈیشن میں شائع فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ حق بات سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

(تجلیات انور، جلد اول، صفحہ ۳۶۱ تا ۳۷۰، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

Marfat.com

ننگے سر نماز پڑھنے کو فقہاء کرام نے مکروہ لکھا ہے

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچوی مدظلہ

(فاضل دارالعلوم دیوبند)

بزرگوار محترم استاد جناب قاضی عبدالکریم صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال نمبر۱: میں نے ڈیرہ اسماعیل خان میں ایف ایس سی کے لئے داخلہ کیا ہے جو کہ دو سال کا کورس ہے، میں وہاں ہوسٹل میں رہتا ہوں اور وہاں سے ہمارے گاؤں کا فاصلہ ۷۵ میل ہے ہر ۱۲ یا ۱۳ دن کے بعد (۱۵ دن سے پہلے) میں گھر واپس جاتا ہوں اس صورت میں میں نے پوری نماز پڑھنی ہے یا سفرانہ؟۔

سوال نمبر۲: بعض لوگ جب انگریزی میں کسی نام کے ساتھ محمد لکھتے ہیں تو وہ اس طرح مثلاً (Mohd Noor) لکھتے ہیں جو اس کے پورے ہجے نہیں اور یہ لفظ مود پڑھا جاتا ہے دین ومتین کے حوالے سے اس کا کیا جواب ہے؟

سوال نمبر۳: اکثر لوگ نماز پڑھتے وقت سر پر جیب کا رومال باندھتے ہیں یا سر پر چادر اوڑھتے ہیں، چاہے ان کی مجبوری بھی نہ ہو، شرعی اصطلاح میں اس طرح نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

سوال نمبر۴: ہم نے اپنے اساتذہ صاحبان سے سنا ہے کہ لفظ مکہ انگریزی میں (Mecca) کے ساتھ لکھنا گناہ ہے، بلکہ لفظ (Makkah) کے ساتھ لکھنا درست ہے، اس کا شرعی اصطلاح میں کیا جواب ہے؟ والسلام

(سائل: ارشاد احمد لوحانی)

الجواب............وباللہ التوفیق

ننگے سر نماز پڑھنے کو فقہاء اسلام نے مکروہ لکھا ہے، جناب رسول ﷺ نے اپنی زندگی میں ہزاروں نمازیں ادا فرمائی ہیں، حالت احرام، حج وعمرہ کے بغیر ساری عمر میں ایک یا دو نمازیں ننگے سر پڑھی ہیں اور وہ بھی غالباً کسی ضرورت یا بیانِ جواز کے

Marfat.com

لئے یعنی اگر کوئی شخص غریب اور نادار ہے تو اس کو کسی سے منت سماجت اور سوال کرنے کی ضرورت نہیں ننگے سر ہی نماز پڑھ لے، جب آنحضور ﷺ نے اسے پسند نہیں فرمایا تو ایک امتی کو اس کے خلاف کسی طرح بھی زیب نہیں دیتا، بالخصوص جب آج کل یہ عام آزاد اور اوباش لوگوں کا شعار اور علامت ہو گئی ہے، نماز میں ان کی مشابہت ہرگز نہ کی جائے، بعض فقہاء کرام رحمہم اللہ نے جو لکھا ہے کہ بطور علامت عاجزی کے ایسا کرنے کی گنجائش ہے وہ نوافل میں ہے، اور درحقیقت رب کریم جل شانہ کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل اور حقیر سمجھنے کے ارادہ سے نہ کہ فیشن کے طور پر۔

نمبر۲: سفرانہ نماز۔ جب آپ کی تعلیم گاہ گھر سے ۵۷ میل ہے تو جب وہاں کا ارادہ کر کے اپنے شہر سے نکلیں گے تو آپ روئے شریعت مسافر سمجھے جاویں گے، اور نماز قصر کرتے رہیں گے، لیکن جب جائے قیام پر پہنچ کر پندرہ یا اس سے زیادہ مقیم رہنے کا ارادہ کر لیں گے تو آپ مقیم ہو جاویں گے۔ اور نماز پوری پڑھیں گے۔ اس کے بعد اگر گھر یا کسی اور جگہ جانے کی اتفاقاً ضرورت پڑ گئی تو پندرہ دن ٹھہرنے سے پہلے اگر چلے گئے تو بھی آپ کی یہ تعلیم گاہ وطن اقامت سمجھی جاوے گی، بشرطیکہ سامانِ بسترہ، ٹرنک وغیرہ آپ کا یہیں پڑا رہے، پہلے بندھواڑے میں آپ بغیر وقتی ضرورت کے صرف معمول کی چھٹی کی وجہ سے نہ گھر جانے اور نہ ہی بغیر کسی وقتی ضرورت کے کسی اور جگہ جانے کا دل میں عزم پختہ ارادہ رکھیں اس کے بعد جب آپ کا سامان یہیں پڑا رہے اور چھٹی یا کسی ضرورت سے گھر یا کسی جگہ پندرہ دن سے پہلے پہلے آنے کا عزم رکھتے ہوں تو اس سے آپ کی یہ درسگاہ وطن اقامت شمار ہو گی اور یہاں آتے ہی آپ مقیم سمجھے جاویں گے اور پوری نماز پڑھتے رہیں گے۔

نمبر۳: آدھا نام لکھنا سرور عالم ﷺ کا اسم گرامی اور اسی طرح مقامات مقدسہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کا نام آدھا کر کے لکھنا اور پڑھنا خلاف ادب ہے اس سے سخت پرہیز کیا جائے، دیکھئے اردو میں اگر محمد ﷺ کو ممدو یا مدو لکھے ظاہر ہے کہ اس کو ہر کوئی بے ادبی سمجھے گا، اسی طرح زبان میں البتہ بطور اشارہ سے اگر صرف ایم

Marfat.com

(M) کہا یا لکھا جائے تو شاید گنجائش ہوتا ہم مکمل نام مبارک لینے کے برکات سے محروم رہ جائے گا، تبھی تو مسلمان کے عشق ومحبت نبی ﷺ کی یہ حالت تھی کہ اسم مبارک لے کر کہتے تھے۔

زبان پہ بار خدایا یہ کسی کا نام آیا کہ میرے ہونٹوں نے بوسے میری زبان کے لئے

قاضی عبدالکریم غفرلہ ولوالدیہ

۱۱ محرم ۱۴۲۴ھ

ننگے سر کھانا خلاف ادب ہے

سوال: روٹی کھاتے وقت اکثر لوگ ننگے سر بیٹھتے ہیں کیا اس میں گناہ ہے یا نہیں؟

الجواب .... وباللہ التوفیق

نہیں خلاف ادب ہے۔فقط

قاضی عبدالکریم غفرلہ ولوالدیہ

۱۸ رجب ۱۴۱۹ھ۔ ۹/۱۱/۹۸

(نجم الفتاویٰ، ص ۱۷۷)

Marfat.com

ضمیمہ

نماز میں سر ڈھانپنے کا مسئلہ

Marfat.com

نماز میں سر ڈھانپنے کا مسئلہ

از سید محب اللہ راشدی پیر آف جھنڈا

ننگے سر نماز ہو جانے کے بارے میں دو آراء ہو ہی نہیں سکتیں، یہ کہنا کہ سر ڈھانپنے پر پسندیدہ ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا، اس سے راقم الحروف کو اختلاف ہے۔

احادیث کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر و بیشتر اوقات آنحضرت ﷺ اور صحابہ کریم رضی اللہ عنہم سر پر یا تو عمامہ باندھے رہتے یا سر پر ٹوپیاں ہوتی تھیں۔ راقم الحروف کے علم کی حد تک سوائے حج وعمرہ کوئی ایسی صحیح حدیث دیکھنے میں نہیں آئی جس میں یہ ہو کہ آنحضرت ﷺ ننگے سر گھومتے پھرتے تھے یا کبھی سر مبارک بغیر عمامہ وغیرہ تھا لیکن مسجد میں آکر عمامہ وغیرہ اتار کر رکھ لیا اور ننگے سر نماز پڑھنی شروع کی، کسی محترم دوست کی نظر میں ایسی کوئی حدیث ہو تو ہمیں ضرور مستفید کیا جائے۔

ذیل میں چند احادیث لکھتا ہوں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ حضرت عمرو بن اُمیہ الضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رأيت النبي ﷺ مسح على عمامته و خفيه (صحیح البخاری مع فتح الباری، جلد ۱ صفحہ ۳۰۸)

ترجمہ: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے عمامہ اور موزوں پر مسح کرتے تھے۔

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے ضرور اسی عمامہ سے نماز پڑھی ہوگی کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ عمامہ پر مسح تو کیا ہو لیکن جس پر مسح کیا اس کو اتار کر نماز پڑھی ہو۔ یہ حدیث حضر و سفر دونوں کا شامل ہے۔

۲۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ تبوک کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نمازِ فجر سے پہلے قضاءِ حاجت کے لئے نکلے، قضاءِ

Marfat.com

حاجت کی، پھر حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی ڈالا اور آپ ﷺ نے وضو کیا، پھر اس میں یہ الفاظ ہیں:

ثم مسح بناصیته و علی العمامة الخ (صحیح مسلم، جلد ا ص ۱۶۱)

ترجمہ: پھر اپنی پیشانی مبارک اور عمامہ پر مسح کیا۔

۳۔ حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کانی انظر الی رسول اللہ ﷺ و علیه عمامة سوداء قد ارخی بین کتفیه (صحیح مسلم، جلد ا ص ۴۴۲)

ترجمہ: گویا میں آنحضرت ﷺ کو دیکھ رہا ہوں ان کے سر پر کالی پگڑی تھی جس کا ایک ٹکڑا پیچھے دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑ دیا تھا۔

۴۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

دخل رسول اللہ ﷺ یوم فتح مکة و علیه عمامة سوداء بغیر احرام (صحیح مسلم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، اور آپ ﷺ (کے سر مبارک) پر کالی پگڑی تھی۔

بعض علماء نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح بخاری کی اس حدیث سے معارض ہے جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور جس میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے سر مبارک پر مغفر (خود) تھا۔

لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس میں یہ احتمال ہے کہ پہلے پہلے نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو سر مبارک پر خود تھا پھر اس کو اتار لیا (جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے) اس کے بعد عمامہ پہن لیا۔ اس طرح ہر کسی نے جو دیکھا وہ بیان کر دیا، اس کی تائید درج ذیل حدیث سے بھی

Marfat.com

ہوتی ہے جو صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

انه خطب الناس و علیه عمامة سوداء

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اس حال میں کہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔

یہ خطبہ کعبہ کے دروازہ کے نزدیک دیا گیا تھا، یہ دخول کے تمام ہونے کے بعد ہوا، بعض علماء نے ان دونوں روایتوں کو اس طرح بھی جمع کیا ہے کہ یہ کالا عمامہ خود کے اوپر یا خود کے نیچے بندھا ہوا تھا تاکہ نبی ﷺ خود کے لوہے سے اپنے سر مبارک کو محفوظ رکھیں۔ (فتح الباری، جلد ۴ ص ۶۱۔۶۲)

۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

کان رسول الله ﷺ اذا اعتم سدل عمامته بین کتفیه

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جب بھی عمامہ باندھتے تو پیچھے دونوں کندھوں کے درمیان اس کا ٹکڑا چھوڑ دیتے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (مشکوۃ، جلد ۲ ص ۴۷۵)

۶۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عممنی رسول الله ﷺ فسدلها بین یدی و من خلفی (مشکوۃ بحوالہ ابی داؤد، جلد ۲ ص ۴۷۵)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھے پگڑی باندھی اور میرے سامنے اور میرے پیچھے اس کا تھوڑا سا ٹکڑا چھوڑ دیا۔

۷۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سمعت رسول الله ﷺ یقول الشهداء اربعة رجل مؤمن جید الایمان اتی العدو فصدق الله حتی قتل فذلک الذی یرفع الناس اعینهم الیه یوم القیامة هکذا و رفع راسه حتی وقعت قلنسوة فلا ادری

Marfat.com

قلنسوة عمر اراد ام قلنسوة النبی ﷺ (جامع ترمذی)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ شہداء چار ہیں، ان میں سے ایک وہ آدمی ہے جو عمدہ ایمان والا ہے، وہ دشمن کی طرف آیا تو اس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ (کے اجر وثواب) کی تصدیق کی (لڑتا رہا) حتی کہ وہ قتل ہو گیا تو یہ وہ شخص ہے جس کی طرف قیامت کے دن لوگ اپنی آنکھیں اٹھائیں گے، اس طرح اور اپنا سر اٹھایا حتی کہ ٹوپی گر گئی (راوی کہتا ہے) مجھے معلوم نہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس ٹوپی کے گرنے سے مراد اپنی ٹوپی گرنے کا کہا یا نبی ﷺ کی ٹوپی گرنے کا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ نے اس حدیث کو حسن درجے کی کہا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا نبی ﷺ اس وقت ٹوپی پہنے ہوئے تھے۔

۸۔ ابوالشیخ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ذکر کی ہے:

انه ﷺ یلبس فی السفر ذوات الآذان و فی الحضر المضمر یعنی الشامیة

قال العراقی و هو اجود الاسناد فی القلانس

ترجمہ: آنحضرت ﷺ سفر میں کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے اور حضر میں مضمر یعنی شامی ٹوپی پہنتے تھے۔

عراقی رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ ٹوپیوں کے بارے میں یہ حدیث بہت عمدہ اسناد والی ہے۔

۹۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں اور مصنف عبدالرزاق میں اس کے مانند امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔

ان اصحاب النبی ﷺ کانوا یسجدون و ایدیھم فی

Marfat.com

قلنسوته و عمامته (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری)

ترجمہ: نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نماز میں سجدہ کرتے اس حال میں کہ ان کے ہاتھ کپڑوں میں ہوتے اور ان میں سے کوئی آدمی اپنی ٹوپی اور پگڑی پر سجدہ کرتا۔

اس اثر سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز میں ٹوپیاں یا پگڑیاں باندھے ہوتے تھے۔

۱۰۔ امام بخاری رحمہ اللہ علیہ اپنی صحیح کے کتاب اللباس میں باب ''البرانس'' کے تحت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث لائے ہیں:

ان رجلا قال یا رسول اللہ ما یلبس المحرم من الثیاب؟ قال رسول اللہ ﷺ لا تلبسوا لقمص و لا العمائم و لا السراویلات و لا البرانس و لا الخفاف

(فتح الباری، جلد ۱ص ۲۷۱۔۲۷۲)

ترجمہ: ایک آدمی نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! مُحرِم کونسے کپڑے پہن سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: نہ قمیص پہنے، نہ پگڑیاں باندھے، نہ شلواریں پہنے، نہ برانس پہنے، اور نہ ہی موزے پہنے۔

(برانس، برنس کی جمع ہے، یہ ایک قسم کی ٹوپی ہے)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بعد جلد ا صفحہ ۲۷۳ پر باب ''العمائم'' منعقد فرما کر اس کے تحت بھی یہی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما والی لائے ہے۔

اس صحیح حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے عہدِ مبارک میں لوگ ٹوپیاں اور پگڑیاں اکثر و بیشتر پہنے رہتے تھے، ورنہ اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اکثر و بیشتر چلتے پھرتے یا نماز ادا کرتے ہوئے ننگے سر رہنا ہی معمول ہوتا تو خاص طور پر ان چیزوں کی ممانعت (احرام کی حالت میں) بیان نہ کی جاتی جیسا کہ عورتیں اجانب

Marfat.com

(غیروں) کے سامنے نقاب اوڑھے ہی رہتی ہیں حالانکہ احرام کی حالت میں ان کے لئے حکم ہے کہ وہ منہ پر نقاب نہ ڈالیں الا یہ کہ کوئی اجنبی سامنے آ گیا تو چادر کا پلو منہ پر ڈال لیا، امام بخاری رحمہ اللہ اور دیگر محدثین جنہوں نے کتاب اللباس کے تحت ان احادیث کو ذکر کیا ہے تو اس سے ان کا مقصد ان باتوں میں اقتداء و اتباع تھا ورنہ ان باتوں کے ذکر سے کیا فائدہ۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

ترجمہ: تمہارے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول ﷺ (کی ذاتِ مقدسہ) میں بہترین نمونہ ہے۔

یہ ارشاد عبادات وغیرہا سب کو شامل ہے، ہو سکتا ہے ہمارے محترم مولانا نعیم الحق نعیم صاحب طعام و شراب اور لباس کے متعلق یہ رائے رکھتے ہوں کہ ان میں سے جن اشیاء یا امور کے متعلق کوئی امر یا رغبت دلانے والا صیغہ وارد نہیں ہوا وہ مندوب و مستحب نہیں۔

لیکن راقم الحروف ان سے اتفاق نہیں کر سکتا، اس لئے کہ اگر آنحضرت ﷺ کا پسندیدہ معمول نہ ہوتا تو جس طرح سر پر عمامہ یا ٹوپی کا ثبوت مل رہا ہے اس طرح ننگے سر چلتے پھرتے رہنے یا ننگے سر نماز پڑھنے کے متعلق بھی روایات ضرور مل جاتیں لیکن اس قسم کی ایک روایت بھی میرے علم میں نہیں آئی، جب سر ڈھانپے رکھنا آنحضرت ﷺ کا پسندیدہ معمول ہوا تو یہ عمل اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہوگا، لہٰذا استحباب یا ندبیت کا انکار مناسب معلوم نہیں ہوتا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تو یہ حال تھا کہ لباس و طعام میں سے جو چیز نبی ﷺ کو پسند ہوتی تو وہی چیز وہ خود اپنے لئے بھی پسند کرتے تھے۔

صحیح بخاری کے کتاب اللباس میں "باب النعال السبتیہ وغیرہا" کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ عبید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت لائے ہیں۔ انہوں نے حضرت

Marfat.com

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ چار باتیں ایسی ہیں کہ میں تم ہی کو وہ کرتے دیکھتا ہوں، تمہارے دوسرے اصحاب ان پر عمل نہیں کرتے، ان میں سے ایک چیز یہ ذکر کی کہ آپ "سبتیہ نعال" (بغیر بالوں کے جوتا) ہی پہنتے ہیں، تو انہوں نے جواب دیا:

اما النعال السبتية فانى رأيت رسول الله ﷺ يلبس النعال التى ليس فيها شعر و يتوضأ فيها فانا احب ان البسها (فتح الباری، جلد ۱ص ۳۰۸)

ترجمہ: سبتیہ نعال یعنی بغیر بالوں کے جوتے تمہارے سوال کے متعلق جواب یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ جوتے وہی پہنتے تھے جن میں بال نہ ہوتے اور ان ہی میں وضو بھی کرتے تھے، لہٰذا میں بھی پسند کرتا ہوں کہ ایسے ہی جوتے پہنا کروں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا سنت کے اتباع میں جو مقام ہے وہ کسی اہلِ علم سے مخفی نہیں۔

اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح کے "کتاب الاطعمة" میں باب "الدباء" کے تحت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث لائے ہیں:

ان رسول الله ﷺ اتى مولا له خياط فاتى..... فجعل ﷺ ياكله فلم ازل احبه منذ رأيت رسول الله ﷺ ياكله

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ اپنے ایک درزی غلام کے ہاں تشریف لائے، پھر وہ آپ ﷺ کے لئے کدو لے آیا، پھر آپ ﷺ اس کو کھانے لگے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول ﷺ کو کدو کھاتے دیکھا، تب سے میں اسے پسند کرتا ہوں۔

کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی ﷺ کی مرغوب اشیاء کو پسند کرنا باعث اجر

Marfat.com

وثواب نہ تھا؟

اگر تھا تو یہی ندب واستحباب کی علامت ہے، اس لئے سر ڈھانپ کر چلنے پھرنے یا نماز وغیرہ پڑھنے کو پسندیدہ قرار نہ دینا صحیح معلوم نہیں ہوتا، اسی طرح ہم نے بڑے بڑے علماء وفضلاء کو دیکھا کہ وہ اکثر وبیشتر سر ڈھانپ کر چلتے پھرتے اور نماز پڑھتے ہیں، یہ آج کل نئی نسل نے خصوصاً اہل حدیث جماعت کے افراد نے ننگے سر نماز پڑھنے کا جو معمول بنا رکھا ہے، اسے چلتے ہوئے فیشن کا اتباع تو کہا جا سکتا ہے مسنون نہیں یا کسی چیز کے جائز ہونے کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں ہے کہ مندوبات ومستحبات کو بالکل ترک کر دیا جائے۔

جواز کے اظہار کے لئے کبھی کبھار اتفاقاً بھی ننگے سر رہنے پر عمل کیا جا سکتا ہے لیکن آج کل کے معمول سے تو یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ کتب احادیث میں جو مندوبات و مستحبات، سنن ونوافل کے ابواب موجود ہیں، یہ سراسر فضول ہیں اور ہمیں جواز اور رخص پر ہی عمل کرنا ہے یہ کوئی اچھی بات نہیں، ہمارے محترم مولانا نعیم الحق نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ ہمارے بعض پُر جوش اہل حدیث حضرات کی طرف سے بعض متشدد حنفیوں کی باتوں کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنے کے جواز کا اس طرح جواب دیا جاتا رہا ہے۔

یہ بات افہام وتفہیم سے بھی ہو سکتی ہے، انہیں معقول دلائل پیش کیے جائیں اور اگر وہ پھر بھی اسی پر جمے رہیں اور حق کی طرف نہ آئیں تو ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ان کے لئے ہم مستحبات کا خاتمہ ہی کر دیں اور ننگے سر نماز پڑھنے کو دائمی معمول بنالیں پھر اگر یہی مقصود ہے تو گھر سے ہی ننگے سر آئیں اور نماز پڑھ لیں، لیکن یہ عجیب طرفہ تماشا ہے کہ گھر سے تو سر پر ٹوپی وغیرہ رکھ کر آتے ہیں لیکن مسجد میں داخل ہو کر سر سے ٹوپی وغیرہ اتار کر ایک طرف رکھ دیتے ہیں اور نماز شروع کر دیتے ہیں، اس سے مولانا نعیم الحق کی تحریر کے مطابق ننگے سر نماز پڑھنے کا جواز تو ضرور معلوم ہو جاتا ہے لیکن اس سے جو بڑی غلط فہمی عوام میں پھیل جاتی ہے اور واقعی پھیل رہی ہے تو اس کی جانب بھی توجہ مبذول کرانا اشد ضروری ہے، اب عوام میں یہ غلط فہمی پھیلتی جاتی ہے کہ

Marfat.com

گھر سے ٹوپی وغیرہ سر پر رکھ کر آنا چاہئے اور ننگے سر ہی نماز پڑھنی چاہئے کیونکہ یہی سنّتِ رسول ﷺ ہے اور اہل حدیث جماعت کے بہت سے افراد کا اس پر عمل ہے۔

اب آپ ہی سوچیں کہ یہ کتنی بڑی غلطی ہے اور یہ محض ہم اہلِ حدیثوں کی طرزِ عمل سے ہی پیدا ہو رہی ہے، حالانکہ صحیح تو کجا مجھے تو ایسی ضعیف حدیث بھی نہیں ملی، جس میں یہ ہو کہ نبی ﷺ گھر سے تو اس حال میں نکلے کہ سر پر عمامہ وغیرہ تھا لیکن مسجد میں آتے ہی اس کو اتار لیا اور ننگے سر نماز پڑھی۔ پھر اس طرح اس کو دائمی و مستمرہ معمولات میں سے بنانے کی وجہ سے لوگوں کو کیا یہ خیال نہ گزرتا ہوگا کہ یہی نبی ﷺ کی سنت ہے؟ اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے بھی کیا یہ اہم و پسندیدہ بات نہیں کہ اکثر و بیشتر سر کو ڈھانپے رکھا جائے خواہ نماز میں خواہ اس سے باہر تاکہ یہ غلطی رفع ہو جائے، ننگے سر نماز پڑھنے والے اس دلیل کے طور پر ایک روایت ذکر کرتے ہیں جسے ابوالشیخ الاصبہانی نے اپنی کتاب ''اخلاق النبی ﷺ'' کے صفحہ ۱۱۵ میں ذکر کیا ہے جو سنداً تو بالکل ضعیف ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ کوئی صاحب اس روایت کو لے کر میرا معارضہ یا تعاقب شروع کر دیں، اس لئے حفظِ ما تقدم کے طور پر یہ روایت مع سند و متن اور اس کی سند پر کلام کے ساتھ پیش کر رہا ہوں تاکہ کوئی صاحب اس کو لے کر میدان میں نہ آجائیں، روایت یہ ہے:

حدثنا محمد بن عمران بن جنید نا احمد بن عیسی المقانعی و سلیمان ابن داؤد السلال نا بشر بن یحیی المروزی نا مسلم بن سالم عن العزرقی عن عطاء و عن ابن عباس قال کان لرسول الله ﷺ ثلاث قلانس قلنسوة بیضاء مضربة و قلنسوة جهرآء و قلنسوة ذات اذان یلبسها فی السفر و ربما وضعها بین یدیه اذا صلی

اس روایت میں ابوالشیخ الاصبہانی کے استاذ اور اس کے دو شیوخ احمد بن عیسیٰ

Marfat.com

القابعی اور سلیمان بن داؤد السلال کے حالات ہمارے پاس موجود مصادر و مراجع میں سے کسی میں بھی نہیں، آگے چوتھے نمبر پر بشر بن یحیٰی المروزی آتے ہیں، ان کا تذکرہ بھی سوائے الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم کے اور کسی کتاب میں نہیں ہے اور الجرح والتعدیل میں بھی صرف یہ ہے کہ کان صاحب الرای، یہ الفاظ توثیق و تعدیل کے نہیں ہیں، لہذا یہ بھی مجہول الحال ہی ہوا، پھر مسلم بن سالم کا نمبر آتا ہے، یہ بلخی ہیں، متروک اور وضاع ہیں، جملہ ائمہ محدثین ان کی تضعیف پر متفق ہیں، پھر العرزمی ہیں اور غالب ظن یقین کے قریب، یہ بات ہے کہ یہ محمد بن عبید اللہ ابن ابی سلیمان العرزمی ہیں اور یہ بھی متروک ہیں، ان کے بعد عطا ہیں، یہ ابن ابی رباح ہیں اور یہ ثقہ ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے تقریب التہذیب، المیزان واللسان)

اب ایسی روایت سے جس کی اسناد "ظلمات بعضها فوق بعض" کا مصداق ہو اس سے استناد کوئی جاہل کرے تو کر سکتا ہے لیکن جس کو اللہ تعالیٰ نے حدیث کے علم سے نوازا ہے وہ اس سے استدلال کی جرأت نہیں کر سکتا۔

بعض حضرات اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں جس میں یہ وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور اس میں ٹوپی وغیرہ بھی داخل ہے یعنی بغیر سر ڈھانپے نماز پڑھی۔

اولاً: یہ اس وقت کی بات ہے جب کپڑوں کی تنگی تھی اور اتنی فراوانی نہ ہوئی تھی جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ پر ایک کپڑے میں نماز پڑھنے پر اعتراض کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں ہم میں سے ہر ایک کے پاس دو تین کپڑے نہ تھے۔

اسی طرح صحیح حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ سے کسی نے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں؟

اس سے جو بات نکھر کر سامنے آجاتی ہے وہ اہل علم سے مخفی نہیں۔

ثانیاً: میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے جواز

Marfat.com

کے ثبوت سے اس کا نزلہ یہ حضرات صرف ٹوپی وغیرہ پر ہی کیوں گرانے پر مصر ہیں، اگر ننگے سر نماز پڑھنے کے مسنون ہونے کا مدار آپ حضرات ایک کپڑے میں نماز پڑھنے والی حدیث پر ہی رکھتے ہیں تو بسم اللہ آپ گھر سے ہی کریں کہ ایک کپڑے کے سواسب کپڑے اتار کر پھر مسجد میں آیا کریں اور اس طرح نماز بھی پڑھ لیں۔ یہ اچھی ستم ظریفی ہے کہ گھر سے تو قمیص، شلوار، کوٹ وغیرہ پہن کر آتے ہیں اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد صرف پگڑی یا ٹوپی اتار کر نماز پڑھنی شروع کردی۔

کیا آپ حضرات کے نزدیک اس کا معنی و مطلب یہ ہے کہ اور تو سب کپڑے پہنے ہونے چاہئیں صرف ٹوپی وغیرہ کو اتار دیا جائے لیکن یہ مطلب سراسر غلط ہے۔

شاید کچھ لوگ کہنے لگیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا حکم ہے کہ مسجد میں زینت پکڑو یعنی لباس پہنو اور جب آج کپڑوں کی فراوانی ہے تو ہم یہ سارا لباس زیب تن کرتے ہیں لیکن سر کو ننگا رکھتے ہیں، لوگوں کی خدمت میں با ادب عرض ہے کہ اگر دوسرے کپڑے زینت میں داخل ہیں تو ٹوپی وغیرہ کو آپ کس دلیل سے اس زمرہ سے نکال کر باہر لا رہے ہیں، اوپر صفحات میں ہم ثابت کر آئے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا اکثر و بیشتر معمول سر کو ڈھانپنا تھا لہٰذا میں ٹوپی وغیرہ سے سر ڈھانپنے کے زینت ہونے پر اور کیا مضبوط ثبوت پیش کرسکتا ہوں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے رسول ﷺ کا پسندیدہ معمول اعلیٰ درجہ کی زینت بھی ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ بھی۔

بہر حال ان وجوہات کی بناء پر مجھے تو نماز کی حالت میں اور عام حالت میں سر ڈھانپنا ہر حال میں بہتر و اولیٰ اور مستحب و مندوب نظر آتا ہے، اگر کسی اہلِ علم نے اس پر تعاقب فرمایا کہ میری اس کاوش کو غیر صحیح ثابت کر دیا اور بات سمجھ میں آ گئی تو انشاء اللہ تعالیٰ رجوع بھی کرلوں گا۔

و ما علینا الا البلاغ

Marfat.com

مولانا محمد روح اللہ نقشبندی غفوری کی دیگر تالیفات

۱۔ عاشقانِ رسول ﷺ کو خواب میں زیارت نبی ﷺ

۲۔ بزرگانِ نقشبندیہ کو خواب میں زیارت نبی ﷺ

۳۔ بزرگانِ چشتیہ کو خواب میں زیارت نبی ﷺ

۴۔ بزرگانِ قادریہ کو خواب میں زیارت نبی ﷺ

۵۔ بزرگانِ سہروردیہ کو خواب میں زیارت نبی ﷺ

۶۔ تجلیات غفوری

۷۔ مجاذیب کی پراسرار دنیا

۸۔ نعت رسول ﷺ کی فضیلت مع عربی قصائد

۹۔ فضیلت دعوت و تبلیغ

۱۰۔ خوشگوار ازدواجی زندگی کے رہنما اصول

۱۱۔ التحقیق الحسین یعنی فضیلت ﷺ و کراہت صللم، صلعم

۱۲۔ اسلامی پہیلیاں۔

۱۳۔ رسول اللہ ﷺ کی ازدواجی زندگی

ناشر
مکتبہ عمر فاروق
شاہ فیصل کالونی، کراچی

Marfat.com

التشریح الوافی فی حل

مختصر القدوری

مصنف

مولانا نصیب اللّٰہ (ابن الحاج عبد الصمد مالیزئی)
مدرس جامعہ اسلامیہ بحر العلوم سریاب کسٹم کوئٹہ

﴿......ناشر......﴾

مکتبہ عُمر فاروق

4/501 شاہ فیصل کالونی کراچی فون 021-4594144-8352169

Marfat.com

Marfat.com

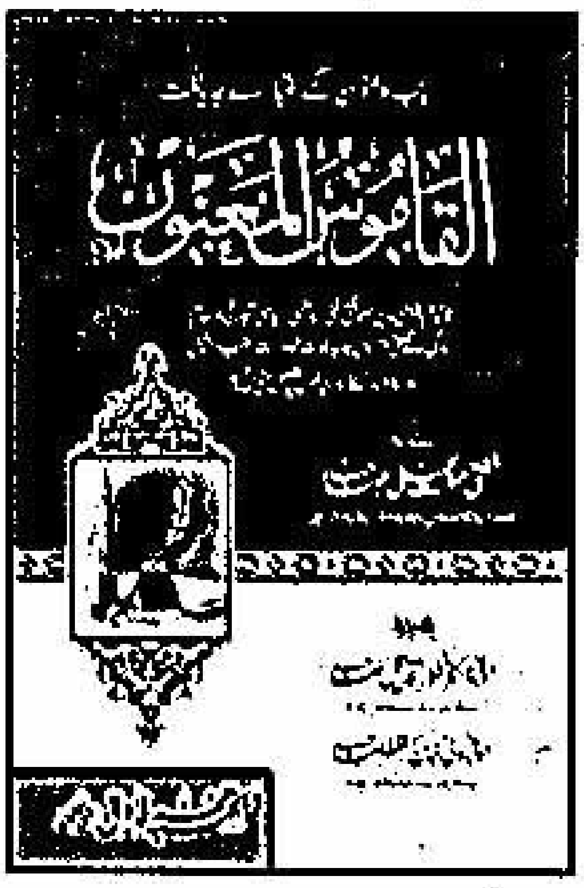

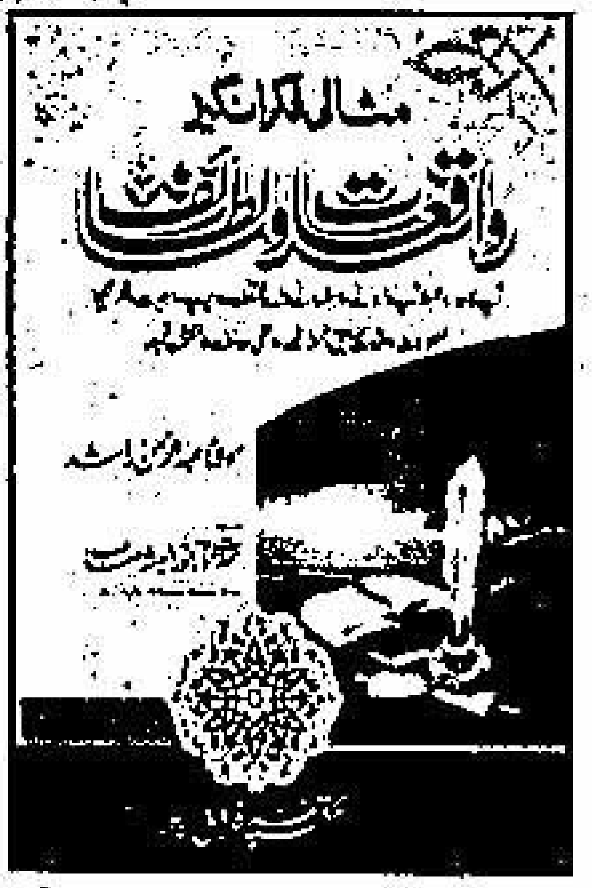

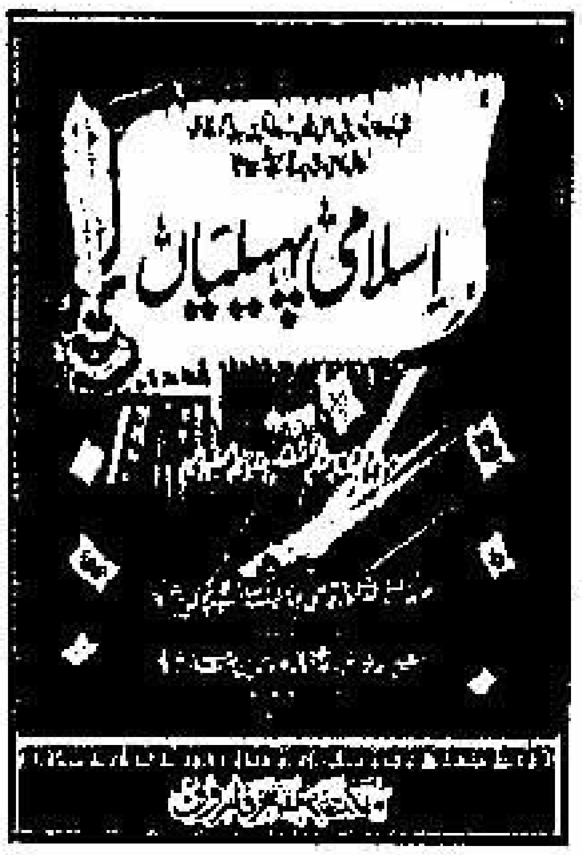

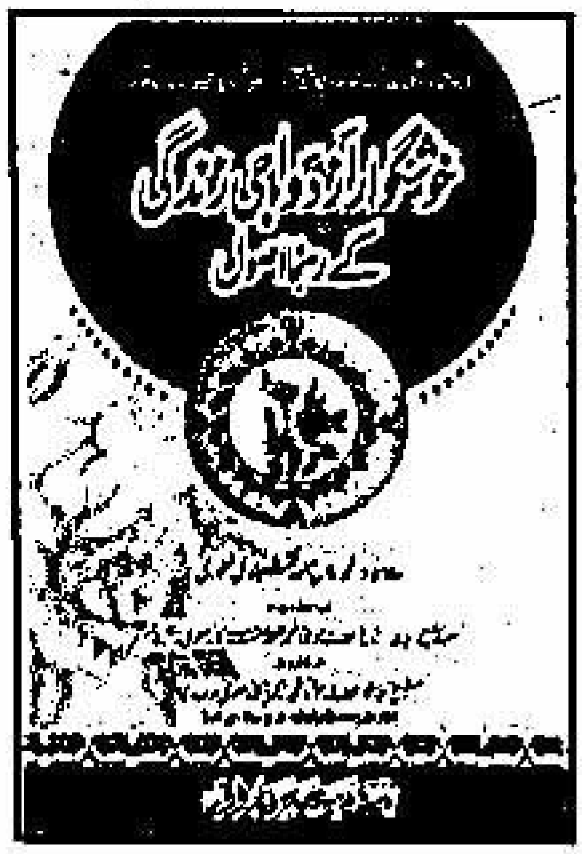

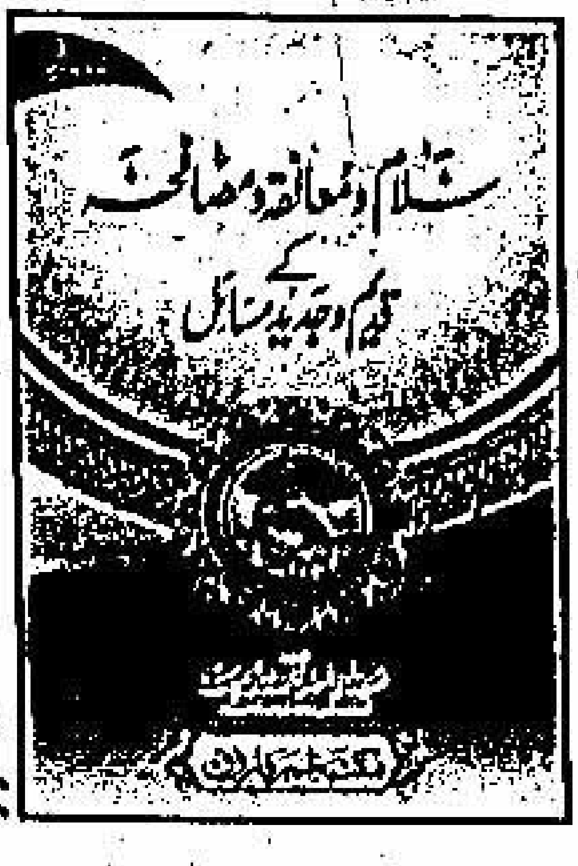

0302-2691277

مکتبہ عمر فاروقؓ

4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

Tel: 021-4594144 Cell: 0334-3432345

Marfat.com